New Era Magazine
NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
سب موسم ہیں پیار کے
از آفرین عمران
www.neweramagazine.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سب موسم ہیں پیار کے

تحریر آفرین عمران

(مکمل ناول)

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔ ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

☆☆☆☆☆

پچھلے ایک گھنٹے سے شہیر اسے سمجھا رہا تھا مگر وہ اس کی بات پہ توجہ دینے کے بجائے باسکٹ بال کو نیٹ کرنے میں مصروف نظر آنے کی کوشش کر رہا تھا شہیر کے مسلسل بولنے کے باوجود بھی جب اس نے کوئی رسپونس نہیں دیا تو شہیر نے جھنجھلا کر اس کے ہاتھ سے بال چھین لیا، صائم نے بال چھیننے پہ اس کی سمت دیکھا اور اس کے بگڑے تیور اسے ہنسنے پہ مجبور کر گئے۔ شہیر نے اسی بگڑے موڈ کے ساتھ باسکٹ بال اسے پھینک کر ماردی اور خود جا کر لان چیئر پر بیٹھ گیا. صائم نے اس کی بگڑی شکل دیکھی اور بال کو ڈربل کرتے ہوئے شرارت سے بولا، ”مجھے آئیڈیا نہیں تھا کہ ایک گیم ہارنے پہ تم اس طرح ریکٹ کروگے۔“بظاہر سنجیدگی سے کہتا بمشکل اپنی مسکراہٹ دبائے ہوئے تھا. ایسا کرنے سے اس کے بائیں گال پہ پڑنے والا ڈمپل اسے مزید وجیہ بنا رہا تھا. روشن لائٹ براؤن آنکھوں سے چھلکتی شرارت اس کی شخصیت کو مزید چارمنگ بنا رہی تھی. وہ شرارت سے کہتا خالی لان چیئر پر آکر بیٹھ گیا اور جوس کا گلاس لبوں سے لگا لیا. شہیر نے اسے گھور کے دیکھا جب کہ وہ اس کے گھورنے کی پرواہ کئے بغیر زور سے ہنس دیا اس کی دلکش بھاری ہنسی اطراف میں پھیل گئی مگر شہیر اسی اف موڈ کے ساتھ اسے گھورتا رہا جب کہ وہ اپنی ہنسی روکتے ہوئے سنجیدگی طاری کرتے ہوئے بولا, "یار کیوں ٹینشن لے رہا ہے. "جواب میں وہ منہ پھلاتے ہوئے بولا, "

ٹینشن نہ لوں تو کیا کروں؟ ایک کام کہا تھا تجھ سے وہ بھی نہیں ہو سکا." صائم نے حیران ہو کے اس کو دیکھا اور کہا, "اوہ ہیلو! کر تو دیا تھا تمہارا کام وہ میڈم جیسے ہی ہمارے گھر مناہل سے ملنے آئی تمہیں بھی بلا لیا." اس کی حیرانی پہ شہیر نے خونخوار انداز میں اسے دیکھا اور طنز سے بولا, "تو یہ سب کرنے کا کیا فائدہ ہوا وہ محترمہ تو مناہل کے ساتھ اس کے بیڈروم میں گھسی بیٹھی ہیں." جواب میں وہ گہرا سانس لیتا ہوا بولا، "اوہو! تو یہ بول نہ کہ تو ملاقات کرنا چاہ رہا ہے." اس کے انداز پہ شہیر نے ایک ہاتھ اس کے چوڑے مضبوط شانے پہ جڑ دیا اور تبھی مناہل کے ساتھ علوینہ لان میں چلی آئی اور مناہل ان دونوں کو مخاطب کرتے ہوئے مسکرا کر بولی, ارے ارے آپ دونوں تو باقاعدہ ہاتھا پائی پہ اتر آئے ہیں کیا کسی ریسلنگ کومپٹیشن میں حصّہ لینا ہے۔" شہیر نے دیکھا کہ وہ دونوں اس طرف آ رہیں ہیں تو ایک دم شرافت کے دائرے میں آ گیا. جب کہ صائم کی شرارت عود کر آئی، "یہاں تو کسی اور ہی طرح کا ریسلنگ کومپٹشن ہونے والا ہے۔" علوینہ نہ سمجھے کے باوجود مسکراتے ہوئے بولی, "کیا مطلب اس سے پہلے کہ صائم کچھ کہتا شہیر نے آہستگی سے اس کے پیر پہ اپنا پیر رکھ دیا. یہ خاموش اشارہ تھا چپ رہنے کا اور وہ جو اس کی حالت سے لطف اندوز ہو رہا تھا بولا, "کچھ نہیں! مطلب پھر کسی وقت

سمجھائیں گے اس وقت تو سوال یہ ہے کہ آپ یہاں کیا کر رہیں ہیں؟" مناہل نے آنکھیں سکیڑ کر صائم کو گھورا جب کہ جواب علوینہ نے دیا، "کیا مطلب کیا کر رہی ہوں؟" پرسوں یونیورسٹی کا پہلا دن ہے اس کی ڈیٹلز ڈسکس کرنے آئی تھی اور اب اپنے گھر جا رہی ہوں۔" کہتے ہوئے اپنا لیدر بیگ شانے پہ ڈالا جب کہ شہیر کے منہ سے بیساختہ نکلا، "اتنی جلدی؟" اس بے تکے سوال پر علوینہ اور مناہل نے حیران نظروں سے جب کہ صائم نے کھا جانے والی نظروں سے اس کو گھور کے دیکھا اور وہ ان سب کی نظریں محسوس کر کے اپنے گھنے بالوں میں ہاتھ پھیر کے رہ گیا صائم بات سنبھالتے ہوئے کہنے لگا "اس کا مطلب ہے کہ جاؤ گی کیسے؟" اب کے مناہل نے صائم کو گھورا مگر علوینہ جواب میں بولی، "کیا مطلب کیسے جاؤنگی جیسے آئی تھی ویسے ہی جاؤنگی۔" کہتے ہوئے صائم کو دیکھا تو وہ اطمینان سے بولا، "میڈم آپکی کار کے دونوں ٹائرز خمی ہو چکے ہیں۔" مناہل کے علاوہ علوینہ نے بھی اسے دیکھا تو وہ سمجھاتے ہوئے بولا، "میرا مطلب ہے کہ دونوں ٹائر پنکچر ہو چکے ہیں۔" علوینہ فکرمندی سے کہنے لگی، "پنکچر کیسے ہو گیا؟" جواب میں وہ بولا "ارے! کراچی ہے یار ہو جاتا ہے ایسا۔" پھر شہیر کی سمت دیکھتے ہوئے کہنے لگا، "شہیر تم بھی تو اسی روٹ پہ جا رہے ہو نا! یار ذرا علوینہ کو بھی ڈراپ کر دو۔" اس نے بغیر علوینہ سے پوچھے خود ہی کہ

دیا جب کہ علوینہ بولی, "نہیں صائم! اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے میں منیج کر لو نگی
۔" اس سے پہلے کوئی کچھ کہتا صائم جلدی سے بولا، "ارے! ایسے کیسے منیج کر لو گی.
جب بندہ موجود ہے تو پھر تو فکر کی کوئی بات ہی نہیں ہے۔" پھر شہیر کی سمت مڑتے
ہوے, "کیوں شہیر تو ڈراپ کر دے گا نا!" کہتے ہوئے ساتھ کھڑے شہیر کو ٹھوکا دیا
جو ایسے خاموش تھا جیسے یہ سب کسی اور سے کہا جا رہا ہے اس کے بجائے علوینہ
بولی, ارے نہیں رہنے دیں پچھلی اسٹریٹ پہ تو گھر ہے میں چلی جاؤ نگی. "
جواب، شہیر کی طرف سے آیا, ہمیں پتہ ہے کہ تم چلی جاو گی مگر اس وقت میں ہوں تو
کیا پرابلم ہے. "وہ اسکی بڑی بڑی خوبصورت آنکھوں میں دیکھتے ہوے بولا جب کہ
علوینہ نے ایک نظر اس کو دیکھ کر کندھے اچکا دیے پھر مناہل کی سمت مڑتے ہوے
بولی جو اس تمام وقت میں خاموش کھڑی سب کی باتیں سن رہی تھی. اچھا مناہل! میں
چلتی ہوں. منڈے کو یونیورسٹی میں ملاقات ہو گی. جواب میں مناہل اس کے گلے
لگتے ہوے بولی, "اوکے ٹیک کیئر! وہ مسکراتے ہوے شہیر کی سنگت میں پورچ کی
سمت بڑھ گئی جہاں اسکی ایکارڈ کھڑی تھی صائم نے خوب ہاتھ ہلا ہلا کے بائے بولا اور
اس وقت تک ہاتھ ہلاتا رہا جب تک شہیر کی گاڑی پورچ سے نکل کر گیٹ کراس نہیں
کر گئی تب تک مناہل وہیں کھڑی اس کا جائزہ لیتی رہی جیسے ہی گاڑی گیٹ سے نکلی وہ مڑا

ہونٹوں پہ ابھی بھی دلکش مسکراہٹ تھی جس کا تاثر اسکی لائٹ براؤن آنکھوں سے
جھلک رہا تھا مڑتے ہی اس کی نظر مناہل سے مل گئی جو اسے کڑی نظروں سے دیکھ رہی
تھی نظر ملنے پر آنکھوں سے ہی سوالیہ اشارہ کیا کہ یہ کیا تھا؟ جواب میں اس نے بھی
باسکٹ بال اٹھاتے ہوئے سوال کیا, کیا؟" مناہل پورچ کی سمت اشارہ کرتے ہوئے
بولی, یہ سب کیا تھا؟" جواب میں وہ بھی اسی انداز میں بولا, "کیا کیا تھا؟" زیادہ بننے کی
ضرورت نہیں ہے اگر کسی کو پتہ چل گیا تو؟" اس کے ڈرانے پہ وہ بجائے ڈرنے کے
اپنے مخصوص لاابالی پن سے بولا, "اچھا ہے نا اس طرح شہیر کا کام اور آسان ہو جائے
گا." مناہل نے ایک گہرا سانس لیا اور سمجھاتے ہوئے بولی, اس طرح کی حرکتوں کے
بجائے شہیر بھائی کو سیدھا راستہ اپنانا چاہیے." اس نے منہ بنایا, صائم نے بال کو ڈربل
کرتے ہوئے اس کی سمت دیکھا جو سنجیدہ تھی اور بال باسکٹ کرتے ہوئے پوچھا,
"اور سیدھا راستہ کیا ہے؟" اس کا انداز ابھی بھی غیر سنجیدہ تھا جب کہ وہ اسی سنجیدگی
سے بولی, اگر وہ علوینہ کے لئے سنجیدہ ہیں تو ان کو اپنے پیرینٹس کو اس کے گھر بھیجنا
چاہیے اور اگر صرف فلرٹ کر رہے ہیں تو..... کہتے ہوئے فقرہ ادھورا چھوڑ دیا اور ننھی
سی ناک چڑھاتے ہوئے اسے دیکھا جواب میں وہ اس سے پوچھنے لگا, "تم شہیر کو ایسا
سمجھتی ہو؟" مناہل نے مزید اپنی چھوٹی سی ناک سکیڑتے ہوئے کہا، "حرکتیں تو وہ ایسی

ہی کر رہے ہیں۔" صائم لاپرواہی سے بولا, تو اس میں بھی تمہاری فرینڈ کا قصور ہے۔" مناہل نے گھور کے اسے دیکھا تو وہ بات اگے بڑھاتے ہوئے بولا, تمہاری فرینڈ ایسی افلاطون ہے کہ اگر اس کے علم میں لائے بغیر وہ بیچارہ اس کے گھر پر وپوزل بھجوا دے تو محترمہ صرف اس لئے انکار کر دیں گیں کہ انکو پہلے کیوں نہیں بتایا۔ مناہل اس لمبی تاویل پہ ہمیشہ کی طرح علوینہ کی سائیڈ لیتے ہوئے بولی, وہ بیوقوف نہیں ہے کہ خواہ مخواہ اچھے خاصے پرو پوزل میں برائی ڈھونڈے۔" جواب میں وہ اطمینان سے بولا, "بیوقوف نہیں ہے مگر افلاطون ضرور ہے۔ کہتے ہوئے شرارت سے مسکرایا اور وہ ہمیشہ کی طرح اس کو تنبیہہ کرتے ہوئے بولی, کبھی سوچا ہے دادو یا بابا کو ان حرکتوں کا پتا چل گیا تو کیا ہوگا۔" اس نے جیسے ڈرانا چاہا مگر دوسری طرف بھی صائم تھا جس پہ ان باتوں کا اثر ذرا کم ہی ہوتا تھا اسی لئے اپنے مخصوص کھلنڈرے انداز میں بولا, "امم.... نہیں!" جواب میں وہ اسکو گھور کے دیکھنے لگی تو وہ ہنستے ہوئے بولا, اچھا موڈ ٹھیک کر واپنا اور مجھے کافی کے ساتھ کچھ کھانے کو دو۔" مناہل آنکھیں سکیڑ کر اس کو دیکھتی رہی تو وہ بولا, پلیز یار بہت بھوک لگی ہے, اس کے انداز پہ وہ سر ہلاتے ہوئے کہنے لگی, "سدھر جائیں آپ۔" جواب میں وہ اپنے مخصوص شرارتی انداز میں بولا, "ڈیر کزن! سورج کا مشرق کے بجائے مغرب سے نکلنا پوسبیل ہے مگر صائم ہمدانی

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سدھر جائے یہ پوسبیل نہیں ہے۔" کہتے ہوئے اسے دیکھ کے ہنسا اور ساتھ میں مناہل کی ہنسی بھی شامل ہو گئی۔ ———————————————

——————————————— اس کو یاد نہیں تھا وہ بہت چھوٹی تھی شاید ٦ سال کی۔ جب اس کے بابا کی ہارٹ فیلیر میں ڈیتھ ہو گئی تھی۔ اس کو اپنے بابا صرف تصویروں کی حد تک یاد تھے۔ ان کی ڈیتھ کے کچھ عرصے بعد اسکے نانا جان نے اس کی ماما کی شادی ایک بڑے گھرانے میں کروادی کہ اس کی ماما اس وقت خاصی ینگ تھیں اور خوبصورت بھی تھیں۔ دادو اور بڑے بابا جنید ہمدانی نے اس فیصلے کو سراہا تھا کہ یہ ایک نیکی کا کام تھا مگر ان لوگوں نے مناہل کی ماما کو تو اکسیپٹ کر لیا مگر مناہل کے لئے دل بڑا نہ کر سکے اور وہ ہمدانی ہاؤس میں ہی رہ گئی دادو کی تو جیسے من کی مراد پوری ہو گئی کہ وہ اپنے لاڈلے بیٹے کی نشانی کو کسی صورت اپنے آپ سے الگ نہ کرنا چاہتی تھیں مگر ایک ماں کو اسکی بچی سے الگ کرنے کا گناہ بھی نہیں کر سکتی تھیں لیکن قدرت نے خود ہی انکی یہ خواہش بھی پوری کر دی شروع شروع میں وہ اپنی ماما کو یاد کر کے بہت روئی اور کئی دنوں تک نہ اس نے کچھ کھایا نہ پیا۔ مگر رفتہ رفتہ وہ بہل گئی اس گھر کے مکینوں نے جس طرح اسے سنبھالا، محبت کے ساتھ مان عزت اور تحفظ بھی دیا اس بات نے اس کی خوبصورت شخصیت میں چار چاند لگا دیے تھے۔ اس کی ماما اپنے ہسبنڈ

اور بچوں کے ساتھ انگلینڈ موو ہو گئیں تو ملنا جلنا ویسے ہی کم ہو گیا. بس کبھی کبھی فون پہ بات ہو جاتی تھی یا پھر اس کی ماما اس کے لئے کوئی گفٹ بھجوا دیتی تھیں.

جنید ہمدانی اور بیگم جنید ہمدانی یعنی سفینہ بیگم کو تایا تائی کہنے کے بجاے ماما اور بابا کہنا شروع کیا اور وہ دونوں جیسے نہال ہو گئے کہ اس کی وجہ سے انکی بیٹی کی کمی پوری ہو گئی تھی. وہ تھی ہی اتنی پیاری کہ ہر کسی کو اس پہ پیار آتا تھا دادو تو تھیں ہی اس کی دیوانی کہ اخر وہ ان کے لاڈلے بیٹے کی اکلوتی نشانی تھی اور اب تو اس سے اور بھی محبت کرنے لگیں تھیں پھر دائم بھائی تھے اس سے تقریبا" ۱۰ سال بڑے تھے اور اس کا خیال بالکل چھوٹے بچوں کی طرح رکھتے تھے, اس کے لاڈ بھی اٹھاتے تھے اور جب سے نگین بھابھی سے انکی شادی ہوئی تھی جیسے اسے ایک دوست مل گئی تھی رہ گیا صائم جو اس سے ۳ سال بڑا تھا گو بچپن سے اس سے دوستی تو تھی مگر کبھی کبھی جب وہ اسے تنگ کرنے پر آتا تو اسے رلا رلا دیتا ایسے میں سفینہ اور دادو کی ڈانٹ صائم کے حصّے میں آتی اور مقدمہ بابا کی عدالت میں جاتا اور وہ ہمیشہ اپنی لاڈلی کو ہی اہمیت دیتے مگر وہ بھی اپنے نام کا ایک ہی تھا اس کو تنگ کرنے سے بعض نہیں آتا تھا بچپن کے دن اسی طرح نوک جھونک, کبھی لڑائی کبھی دوستی, کبھی روٹھنے کبھی منانے میں گذر

گئے بچپن سے لڑکپن اور لڑکپن سے جوانی کی دہلیز تک آتے آتے جہاں مناہل کی خوبصورتی میں کئی گنا اضافہ ہوا وہیں صائم بھی کسی سے پیچھے نہ رہا۔ اونچا لمبا مضبوط سراپا، کھلتا ہوا صاف رنگ، روشن براؤن آنکھیں اور براؤن گھنے بال بیحد ہنس مکھ اور چارمنگ پرسنیلٹی کہ کوئی بھی دیکھ کے اس کا گرویدہ ہو جائے خصوصاً" لڑکیوں میں اس کی مقبولیت بہت زیادہ تھی۔ جس کا اسے بھی اچھی طرح اندازہ تھا مگر اپنی شوخ اور کھلنڈری طبیعت کے باوجود اس نے کبھی اس چیز کا فائدہ اٹھانے کی کوشش نہیں کی دوسری طرف مناہل تھی جس کا حسن سامنے والے کو ٹھٹکنے پہ مجبور کر دیتا تھا خوبصورت نازک سراپا گھنے ڈارک براؤن بال، کھلتی ہوئی گلابی مائل گندمی رنگت اور بڑی بڑی بادامی آنکھوں، چھوٹی سی ستواں ناا ور خوبصورت مسکراہٹ والی وہ خوبصورت سی لڑکی، دیکھنے میں جتنی دلکش تھی اس کی عادتیں اور شخصیت کا وقار اور رکھ رکھاؤ اور بھی خوبصورت تھا

اس تمام عرصے میں جو سب سے اہم بات ہوئی تھی وہ مناہل کے احساسات کا صائم کے لئے بدل جانا تھا۔ شوخیاں، شرارتیں، وہ روٹھنا منانا کرتے کرتے اس نازک سی لڑکی کے احساسات صائم سے متعلق کب بدلے اسے پتا ہی نہیں چلا مگر صائم کا رویہ

ہمیشہ کی طرح دوستانہ تھا اس کو کبھی محسوس ہی نہیں ہوا کہ مناہل اس کے بارے میں کیا سوچنے لگی ہے اور مناہل میں تو کبھی اتنی ہمّت تھی ہی نہیں کہ وہ روبرو جاکر اس سے اپنی محبت کا اظہار کردے۔ وہ تمام تر دوستی کے باوجود کوشش کرتی کہ اس کے رویے سے ظاہر نہ ہو کہ اس کے سوچنے کا انداز بدل گیا ہے بس دل ہی دل میں اس کو چاہے چلی جا رہی تھی کہ یہی اس کے اختیار میں تھا۔

آج وہ الارم لگانے کے باوجود لیٹ تھی اور اب جلدی جلدی میں تیار ہو رہی تھی۔ آج یونیورسٹی کا پہلا دن تھا۔ بلیو کلر کا کاٹن کا کرتا جس کے فرنٹ اور سلیوز پہ ڈارک بلو ایمبریڈری ہوئی تھی، وائٹ کاٹن ٹراوزرز اور پلین بلو شیفون کا دوپٹہ تھا۔ گھنے بالوں کو اونچی سی پونی میں جکڑے، کانوں میں گولڈ کے ٹاپس جو دادو نے میٹرک پاس کرنے پہ دیے تھے اور وہ ہمیشہ پہنے رہتی تھی پہنے وہ بالکل تیار تھی اور اس سادگی میں یونیورسٹی کے بجائے کالج گرل ہی لگ رہی تھی ایک نظر اپنے آپکو آئینے میں دیکھتی، جلدی سے دوپٹہ شانے پہ ڈالتی اور بیگ اور فائل اٹھا کر اور شوز پہن کر اپنے بیڈروم سے نکلی اور سامنا اپنے بیڈروم سے نکلتے صائم سے ہو گیا

اس کی نظر بھی اس پہ پڑی تو وہ مسکراتے ہوئے بولا, "او ہو! لوگ تو بالکل ریڈی ہیں." مناہل نے ملتجی نظروں سے اسے دیکھا اور کہا, "پلیز صائم! مجھے نروس مت کریں." اس نے رونی سی شکل بنا کے کہا اور صائم کی ہنسی نکل گئ, وہ اس کے ساتھ سیڑھیاں اترتا ہوا کہنے لگا, او ہو! اس میں نروس ہونے یا ڈرنے کی کیا بات ہے کوئی محاظ پہ تھوڑی جا رہی ہو. بی بریو!" کہتے ہوئے اس کی ہمّت بندھائی دونوں ساتھ ساتھ چلتے ڈائننگ ہال میں داخل ہوئے اور ایک ساتھ سب کو سلام کیا, سب نے ہی محبت اور گرم جوشی سے جواب دیا سفینہ مناہل سے مخاطب ہوتے ہوئے بولیں, "آ جاؤ مناہل! ناشتہ کر لو." مناہل روہانسی سی آواز میں انکو جواب دیتے ہوئے بولی, نہیں ماما! مجھ سے کچھ نہیں کھایا جائے گا." سفینہ فکرمندی سے اسے دیکھتے ہوئے بولیں, "تو کیا بغیر کھائے پیئے جاؤ گی?" نگین بھابھی جلدی سے اس کے لئے گلاس میں ایپل جوس لے آئیں مناہل نے ان کو ممنون نظروں سے دیکھا اور گلاس تھام لیا واقعی اس وقت کچھ بھی کھانے کا جی نہیں چاہ رہا تھا وہ جوس پی رہی تھی جب دادو نے اس کو مخاطب کر لیا. "بیٹا! کلاسز وغیرہ کا پتہ کر لیا تھا نا! مناہل نے جواب میں انکو تسّلی دیتے ہوئے کہا, " جی دادو! سب پتہ کر لیا تھا." جنید ہمدانی اخبار سے نظریں ہٹاتے ہوئے کہنے لگے، ”اماں! پریشان نہ ہوں یہ صائم ہے نا! یہ گائیڈ کر دیگا. کیوں مناہل?" ساتھ ہی

اس کو بھی مخاطب کر لیا, اس نے دادو کی تسّلی کی خاطر اثبات میں سر ہلا دیا اور دادو مسکراتے ہوئے بولیں, "ہاں! یہ بھی ٹھیک ہے." جب کہ صائم بولا, "اوہو! آپ سب تو ایسے پریشان ہو رہے ہیں جیسے محترمہ محاذ پہ جا رہیں ہوں." اس کا یہ کہنا تھا کہ سفینہ نے اس کو جھڑک دیا, "صائم چپ کرو! آخر دل کی تسّلی بھی کوئی چیز ہوتی ہے بچی کا پہلا دن ہے." وہ انکی ڈانٹ سن کر کان لپیٹے اٹھ گیا اور مناہل کو مخاطب کرتا ہوا بولا, "چلیں مناہل! "ورنہ ان سب کی باتیں تم کو اور نروس کر دیں گیں." کہتا ہوا گاڑی کی چابی اٹھا کر باہر نکل گیا جب کہ سفینہ اس کو کہے بنا نہ رہ سکیں, "ایک تو یہ لڑکا بھی نہ ہمیشہ جلدی میں رہتا ہے." پھر مناہل سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا, "بیٹا! تم خیال سے جانا." کہتے ہوئے اسے گلے سے لگایا اور اس کے اندر تک ٹھنڈک اتر گی پھر وہ دادو اور بابا سے ملکر بھابھی اور دائم بھائی کی سمت آئی، دائم بھائی اس کو ہمیشہ کی طرح لاڈ اٹھاتے ہوئے بولے "مانو! اچھی بچی کی طرح دل لگا کر پڑھنا گھبرانا نہیں, شام میں تمہاری فیورٹ اسکریم لیکر آؤ نگا ان کے انداز پہ وہ کھل کی مسکرائی جب کہ بھابھی نے ہاتھ تھام کر، "بیسٹ اف لک کہا جواب میں وہ کچھ کہ بھی نہیں پائی تھی کہ صائم دوبارہ اندر آیا اور اس کا ہاتھ کھینچ کر لے گیا.

———————وہ گاڑی کی فرنٹ سیٹ پہ نروس سی بیٹھی تھی. صائم نے اس کی خاموشی نوٹ کی اور اس کی سمت دیکھا. اس کا حلیہ دیکھ کر کوئی نہیں کہ سکتا تھا کہ وہ یونیورسٹی اسٹوڈنٹ ہے دیکھنے میں وہ معصوم سی اسکول گرل ہی لگ رہی تھی صائم نے گلا کھنکھار کے اسے مخاطب کیا, "کیا سوچ رہی ہو؟" وہ جو اپنے خیالوں میں کھوئی ہوئی تھی ایک دم چونک گئی, بیساختہ اس کی سمت دیکھا وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا. اس نے رخ موڑ کر نفی میں سر ہلا دیا. وہ اپنے مخصوص شرارتی انداز میں بولا " مگر میں تو بہت امپورٹنٹ بات سوچ رہا ہوں. " مناہل نے ایک گہرا سانس لیا اور پوچھا" کیا؟" اس کی بیساختگی پہ وہ صائم نے بمشکل مسکراہٹ روکی اور بظاھر سنجیدگی سے بولا, " پروفیسرز کہیں تمہیں کلاس سے ہی باہر نہ نکال دیں. "اس بات پہ وہ پریشانی سے اس کی طرف دیکھنے لگی جب کہ وہ بمشکل مسکراہٹ ضبط کرتے ہوئے بولا, "اب دیکھو نا یونیورسٹی میں تو ایک سے ایک پیس ملیگا جو موڈلینگ کمپنی میں جانے کے بجاے غلطی سے یہاں آگیا ہے جب کہ تم....." کہتے ہوئے اس نے جملہ ادھورا چھوڑا اور ٹرن لیتے ہوئے پھر ایک نظر اس کے پریشان چہرے پہ ڈالی وہ بغور اس کی بات سن رہی تھی اور بات مکمل کرتے ہوئے بولا, "تم تو بالکل اسکول گرل لگتی ہو. "

اس کی شرارت سمجھ کر وہ چہرہ موڑ کر بیٹھ گئی اور خاموشی سے باہر دیکھنے لگی جب وہ کچھ نہ بولی تو اس کے سر پہ ہاتھ رکھ کے اس کا رخ اپنی طرف کرتے ہوئے کہنے لگا "اب کچھ تو بولو۔ "جواب میں وہ رسانیت سے بولی کیا بولوں؟" صائم نے مسکراتے ہوئے کہا, "کچھ بھی،" اس نے ایک نظر صائم پہ ڈالی اور کہا, یہ میرا انداز ہے اور وہ ان کا ویسے بھی کسی کے سٹائل سے مجھے کیا لینا دینا۔ ہم وہاں تعلیم حاصل کرنے جا رہے ہیں تو فوکس بھی اسی پہ ہونا چاہیے۔" بات کرتے کرتے پھر اس کی سمت دیکھا جو مسکرا رہا تھا, اسی مسکراہٹ کے زیر اثر بولا, "سب گھر والے تمہاری ٹھیک ہی تعریف کرتے ہیں؟" جواب میں وہ بڑبڑائی, "تو آپ بھی تعریف کر دیں اتنا مشکل کام تو نہیں ہے," آواز اتنی ہی تھی کہ اس نے خود ہی سنی ہو گی, صائم کو تو کیا ہی سنائی دیا ہو گا اسی لئے وہ پوچھ بیٹھا, "کیا؟ کچھ کہا تم نے؟" جواب میں وہ گہرا سانس لیتے ہوئے بولی, "نہیں! کچھ نہیں۔" اس کے منفی جواب پر وہ اس کو ہدایت دیتے ہوئے بولا, "اچھا کوئی پرابلم ہو تو سیل پہ کونٹکٹ کر لینا, کلاس کی وجہ سے سیل وبریشن پہ ہو اور کال ریسیو نہ ہو تو پریشان نہ ہونا مسیج کر دینا۔" مناہل کے اندر اطمینان سا اتر گیا جو لوگ آپ کے دل کے قریب ہوتے ہیں اور جب وہ آپکی پرواہ کرتے ہیں تو دل خود بخود اطمینان اور خوشی سے بھر جاتا ہے۔ اس کو بھی یہ اطمینان اور خوشی دل سے محسوس ہو رہی تھی, وہ اسی

اطمینان کے زیر اثر بولی, "ویسے میں اسکول گرل لگ رہیں ہوں پر ہوں نہیں اس لیے آپ بھی اتنی فکر چھوڑ دیں. اس کے شرارتی انداز پر وہ کھل کے ہنس دیا اور اس کی دلکش ہنسی مناہل کے دل پر پھوار بن کے برس گئی. اسی دوران یونیورسٹی آگئی اور صائم نے گاڑی لے جا کر پارکنگ لاٹ میں روک دی. مناہل دلچسپی سے ارد گرد کا جائزہ لے رہی تھی, خوبصورت بلڈنگ کے اطراف میں ہرے بھرے درخت لہرا رہے تھے, لمبی تار کول کی سڑک مین بلڈنگ تک جا رہی تھی جس کے دونوں طرف پھولوں اور پودوں کی قطار تھی. طالب علم جوش و خروش کے ساتھ علم حاصل کرنے کے شوق میں اپنی منزل کی سمت گامزن تھے. انسانوں کا جیسے ایک ہجوم تھا. مناہل کو لگا جیسے وہ ایک جادوئی نگری میں آگئی ہو وہ مگن سی ارد گرد کا جائزہ لے رہی تھی جب صائم کی نظر اس کے چہرے پہ پڑی اور وہ مسکرا دیا پھر اس کی آنکھوں کے سامنے چٹکی بجاتے ہوے اسے متوجہ کیا. وہ چونک کر حواسوں میں آئی اور اس کی شرارتی مسکراہٹ پہ نظر گئی تو جھینپ گئی جب کہ وہ شرارتی انداز میں بولا, اب چلیں یا یہیں کھڑے رہنا ہے."اس نے اثبات میں سر ہلا دیا اور وہ اسے لیکر اس کے ڈیپارٹمنٹ کی سمت بڑھنے لگا وہ اس کے ہمقدم تھی اور اس لمحے واقعی اسے ایسا لگا جیسے اس کے اسکول کا پہلا دن ہے اپنی اس سوچ پہ اسے ہنسی آگئی, صائم نے اسے اس

طرح مسکراتے دیکھا تو پوچھ بیٹھا, "کیا ہوا?" "مجھے اب واقعی ایسا لگ رہا ہے کہ میرے اسکول کا پہلا دن ہے." "اس کے شرارتی انداز پر وہ بھی ہنس دیا پھر سنجیدہ ہوتے ہوئے بولا, "تم جانتی ہو میں اپنی فیملی اور فرینڈز کے لئے کتنا پوسسیو ہوں اور پھر جب تم یوز ٹو ہو جاؤ گی تو خود بھی آجا سکتی ہو اس نے خاصا تفصیل اور سنجیدگی سے جواب دیا ورنہ اس کا یہ روپ کبھی کبھی ہی دیکھنے کو ملتا تھا ورنہ وہ اپنے مخصوص شوخ اور کھلنڈرے موڈ میں ہی رہتا تھا وہ اس کے انداز پہ مسکرا دی کہ وہ یہ بھی جانتی تھی کہ وہ واقعی سب کے لئے کتنا کیئرنگ ہے. یہی باتیں کرتے وہ اس کے ساتھ ڈیپارٹمنٹ کی سیڑھیاں چڑھ گیا اور اس کی کلاس کے سامنے رکتا ہوا بولا, "اب جاؤ تمہاری کلاس شروع ہونے والی ہے." جواب میں وہ مسکراتے ہوئے بولی, "اوکے باس!" صائم اسے دیکھتے ہوئے بولا, "سی یو." "وہ مسکراتی ہاتھ ہلاتی کلاس کے اندر چلی گئی تو وہ بھی مسکراتا آنکھوں پہ سن گلاسسز لگاتا اپنے ڈیپارٹمنٹ کی سمت بڑھ گیا.

———یونیورسٹی سے اس کی واپسی سپہر تک ہوئی تھی پھر کھانا کھاتے وہ پورے دن کی روداد دادو, ماما اور بھابھی کو سناتی رہی, اس کے بعد جو وہ سوئی تو

شام میں بھابھی ک ٥ سالہ بیٹے طٰہ کے زبردستی اٹھانے پہ ہی اٹھی تھی. اوراب فریش ہوکرلان میں چلی آئی جہاں صائم کے علاوہ سب ہی موجود تھے, اس کو دیکھ کرسب ہی مسکرائے جب کہ نگین بھابھی نے اپنے نزدیک اس کے لئے جگہ بنائی وہ بھی ان کے ساتھ لگ کر بیٹھ گئی اوراپنے لئے چاے بنانے لگی. دادو اس کو شفقت سے دکھتے ہوے مسکراکر بولیں, "نیند پوری ہوئی بیٹا. اس کے جواب دینے سے پہلے نگین بھابھی بولیں, کہاں دادو? ابھی بھی طٰہ جاکراپنی پھپیو کو نہ اٹھاتاتو یہ میڈم تو پتا نہیں کب اٹھتیں. "کہتے ہوے مناہل کو دیکھا جو چاے پیتے ہوے مسکرا رہی تھی ان کی بات کا جواب اسی خوشدلی سے دیتے ہوے بولی, طٰہ کا تو بہانہ ہے, صاف کہیں نا کہ میرے بغیر آپکا دل بھی نہیں لگتا. نگین نے اس کو محبت سے اپنے ساتھ لگالیا جب کہ باقی سب محبت کے اس مظاھرے پہ مسکرادیے صائم جو ابھی ابھی وہاں آیا تھا قریب آتے ہوے بولا, "واہ! واہ! کیا محبت بھرا سین چل رہاہے. "بھابھی نے اس کو گھور کے دیکھا جب کہ مناہل جھینپ کر سیدھی ہوگئی اور وہ ان کے گھورنے کی پرواہ کئے بغیر بات اگے بڑھاتا ہوابولا, "مگر یہ تو کوئی بات نہ ہوئی. "کہتے ہوے بظاہر سنجیدگی سے ان دونوں کو دیکھا جو اس کے سنجیدگی دیکھ کر اس کی سمت متوجہ ہوگئیں تھیں اور کہنے لگا, "دیکھیں نا! اگر اسی طرح پیار محبت کے سین چلتے رہے تو روایتی نند بھابھی

کے جھگڑے والے سین تو دیکھنے کو ملیں گے ہی نہیں سوچیں کتنی بورنگ سچویشن ہو گی۔ "کہتے ہوئے تاسف سے سر ہلایا اور ہونٹوں سے چھلکتی شرارتی مسکراہٹ چھپالی بھابھی اور مناہل اسے خفگی سے دیکھ رہیں تھیں جب کہ سفینہ اور دادو باقاعدہ دہل سی گئیں اور کانوں کو ہاتھ لگاتے اسے ڈانٹتے ہوئے کہنے لگیں, "شرم کرو! خدانہ کرے ہمارے گھر میں یہ سب کچھ ہو۔ "جنید ہمدانی بھی اس کو تنبیہہ کرتی نظروں سے دیکھ رہے تھے وہ ان سب کی توپوں کا رخ اپنی سمت دیکھ کر دفاعی انداز میں ہاتھ اٹھاتے ہوے بولا "لیڈیز! لیڈیز! میں صرف مذاق کر رہا تھا۔ " نگین بھابھی جو زیادہ ہی ایموشنل ہو گئیں تھیں اس کو گھورتے ہوے بولیں, یہ مذاق تھا؟ "اس نے مدد طلب نظروں سے مناہل کو دیکھا مگر اس نے بھی چہرے کا رخ پھیر لیا یہ اظہار تھا شدید خفگی کا دائم بھائی جو اتنی دیر سے ان سب کی باتیں سن رہے تھے مسکراتے ہوے بولے, "چھوٹے! اسی لئے کہتے ہیں سوچ سمجھ کے بولنا چاہیے خاص طور پہ خواتین کے سامنے۔ "جب کہ وہ مصنوعی خفگی سے بولا, "you too Brutus" دائم بھائی نے کندھے اچکا دیے یہ اشارہ تھا وہ بھی اس سلسلے میں کچھ نہیں کر سکتے۔ وہ سب طرف سے مایوس ہو کر ان دونوں کی سمت مڑا جو منہ بنائے بیٹھیں تھیں اور گلا کھنکھار کر بولا, "معاف کر دیں لیڈیز پلیز! میرا وہ مطلب نہیں تھا۔ "کہتے ہوے باقاعدہ کان

www.neweramagazine.com

پکڑ لئے اور وہ دونوں جو بظاہر خفا تھیں اس کے انداز پر زور سے ہنس پڑیں باقی سب کے ہونٹوں پہ بھی مسکراہٹ آگئی جب کہ دادو اپنے گھر کی خوشیوں کی دعائیں مانگتی اپنے رب کی شکر گزار تھیں.

———— یونیورسٹی کا پہلا ہفتہ تو کلاسز کا شیڈول, ٹائمنگ اور انٹروڈکشن کی نظر ہو گیا. اس کے بعد باقاعدہ پڑھائی کا آغاز ہوا لیکن ساتھ ہی فائنل والوں نے نیو کمرز کے لئے ویلکم پارٹی ارینج کرلی, اس سال کی پارٹی کی خاص بات یہ تھی کے بجاے ہر ڈیپارٹمنٹ الگ الگ پارٹی ارینج کرے تمام فکلٹیز ایک ساتھ ہی پارٹی دے رہیں تھیں اور سب کا جوش قابل دید تھا اور سب ہی اس ایونٹ کی تیاریوں میں بڑھ چڑھ کے حصّہ لے رہے تھے اور سب کو ہی شدّت سے اس ایونٹ کا انتظار تھا.

————ایونٹ وینیو پہ خوشگوار سی ہلچل اور گہما گہمی تھی ہر طرف رنگ برنگ آنچل لہرا رہے تھے اور ہر طرف رنگ و بو کا سیلاب تھا لڑکیوں کے ساتھ ساتھ لڑکے بھی اپنی ڈریسنگ اور لکس کے لئے کونشس تھے ہر کوئی بزی اور ایکسائیٹڈ

www.neweramagazine.com

تھا۔ وہ اسٹوڈنٹ جنھوں نے پارٹسپیٹ کیا تھا انھیں اپنی لکس کے ساتھ ساتھ اپنی پرفارمنس کی بھی فکر تھی اور جنھوں نے پارٹسپیٹ نہیں کیا تھا انکو اپنی لکس کے علاوہ فرنٹ سیٹس گھیرنے کی فکر تھی۔ صائم کے ساتھ شہیر اور زین بھی بیک اسٹیج تھے صائم اور زین کا پورا دھیان ریہرسل کی طرف تھا جب کہ شہیر بے دھیانی میں ڈرمز پر اسٹکس مار رہا تھا, کافی بار کی پریکٹس کے بعد بھی جب ٹیون ٹھیک نہیں بیٹھی تو زین اور صائم نے سر اٹھا کے اس کی طرف دیکھا اور اس کی بیزار شکل دیکھ کر صائم نے زین کو ٹہوکا دیا اور زین ہمیشہ کی طرح شرارت کے موڈ میں آگیا اور شہیر کو مخاطب کرتے ہوئے بولا, کیوں رومیو کیوں اتنا بے چین ہو رہے ہو؟" شہیر جو بے دھیانی میں بیٹھا تھا اسی بے دھیانی کے زیر اثر بولا, وہ ابھی تک آئی نہیں ہے۔"اس کے یہ کہنے کی دیر تھی صائم کے ہاتھ تو جیسے اس کو تنگ کرنے کا بہانہ آگیا مگر بظاہر سنجیدگی سے بولا, " اوہو! ایسی بھی کیا بیچینی ہے اجاے گی تیری جولیٹ۔" جب کہ زین بات اگے بڑھاتے ہوئے بولا, "اوہ بھائی! اگر اتنا ہی بے چین ہے تو خود پک کرنے چلا جاتا اگر وہ بھی نہیں کر سکتا تو یونیورسٹی روڈ پہ اس کے نام کا بینر لگوا دیتا۔" شہیر نے زچ ہو کر اسے دیکھا جب کہ صائم مزہ لیتے ہوئے بولا, میری تو یہ سمجھ نہیں آرہی کہ تو علوینہ کو بچپن سے جانتا ہے پھر بھی اتنا ڈرتا ہے۔" کہتے ہوئے شرارت سے اسے دیکھا جب کہ زین

اس کی شرارت کو آگے بڑھاتے ہوئے بولا, اوہ بھائی! علوینہ میڈم کو جانتا نہیں ہے اگر ان بھائی صاحب نے پرپوز کر دیا تو وہ کیا حشر کریگی وہ انکا. "اس نے جیسے ڈرانا چاہا جب کہ شہیر سنجیدگی سے بولا, تم دونوں اپنی بکواس ہی کرتے رہنا اور میں اس سے ڈرتا نہیں ہوں باقی یہ کہ بچپن کی جان پہچان کا مطلب یہ نہیں ہے کہ کسی بھی لڑکی کو منہ اٹھا کے پرپوز کر دو اور.... اس کا جملہ ادھورا رہ گیا جب زین نے شرارت سے کہتے ہوئے اس کی بات کاٹ دی, اور لڑکی بھی علوینہ جیسی جو ایسوں کے سر پھاڑ دیتی ہے یاد ہے نہ انکل شہزاد کے ابرار کا کیا حشر کیا تھا جواب میں شہیر بھی فورا" بولا, "خیر وہ ابرار بھی ایسا شریف نہیں ہے اچھا خاصا لفنگا ہے اور یہ بات سب ہی جانتے ہیں کہ اس کی ریپوٹشن کیسی ہے. "صائم فورا" ہی تائیدی انداز میں سر ہلاتے ہوئے بولا, "خیر اس بات سے تو میں بھی اتفاق کرتا ہوں کہ ابرار کی ریپوٹیشن کتنی خراب ہے. ابھی ان میں سے کوئی کچھ کہتا کہ ڈور پہ نوک ہوئی صائم کے اجازت دینے پر علوینہ اور اس کے ساتھ ہی مناہل اندر داخل ہوئیں ان تینوں کی بیساختہ پہلی نگاہ ان دونوں پہ پڑی وہ دونوں ہی موقع کے حساب سے تیار بیحد اچھی لگ رہیں تھیں. علوینہ پنک اینڈ واہٹ کومبنشن کی شیر وانی سٹائل کالر شرٹ جس کے فرنٹ پہ سلور بیڈز اور پنک تھریڈ کی ایمبرؤائڈری تھی اور سلیوز پہ کٹ ورک ہوا تھا اس کے

ساتھ پنک میچنگ ٹراوزرز اور پنک سلک دوپٹے میں گھنے بالوں کو کھلا
چھوڑے اور مناسب میک اپ میں اپنی بڑی بڑی پر معنی آنکھوں کے ساتھ بہت
خوبصورت لگ رہی تھی جب کہ مناہل آئس بلو شیفون شرٹ جس کے فرنٹ پہ
ڈارک بلو دھاگوں سے ایمبرائڈری ہوئی تھی, دامن پہ اور سلیوز پہ خوبصورت کٹ
ورک کے ذریعے اجاگر کیا گیا تھا ساتھ میں وائٹ ٹراوزرز جن پہ وائٹ کٹ ورک بنا
تھا اور شیفون کا خوبصورت ویسی ہی کڑھائی سے مزیّن لمبا سا دوپٹہ, لمبے گھنے سلکی
بالوں کو پشت پہ کھلا چھوڑے مناسب میک اپ میں بہت پیاری لگ رہی تھی. وہ
تینوں ہی ان دونوں کی سمت متوجہ تھے اور وہ دونوں مسکراتی ہوئی ان سب کی سمت ہی
آ گئیں تھیں ان دونوں کے قریب آجانے پر زین کی رگ شرارت پھڑک گئی اور وہ
شرارتی انداز میں دونوں کو ہی مخاطب کرتے ہوئے بولا, اوہو آیئے آیئے ! آج تو بڑے
بڑے لوگ ہمارے غریب خانے پہ تشریف لاے ہیں ویسے آپکا ہی انتظار
تھا." کہتے ہوئے مسکرایا اور ساتھ ہی شرارت سے شہیر کو دیکھا, علوینہ اس
کے غربت بھرے بیان سے ذرا متاثر نہیں ہوئی اور جواب میں اس ہی شرارت آمیز
لہجے میں بولی, "پہلی بات تو یہ کہ آپ کوئی غریب نہیں ہیں اچھا خاصا بزنس ہے آپکے
ڈیڈی کا اور دوسری بات یہ کہ ہم یہاں اس لئے آے ہیں کہ اپ نے کہا تھا کہ فرنٹ

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سیٹس دلوادیں گے۔" جواب میں وہ اسی مسخرے پن سے بولا جس سے شہیر چڑتا تھا, "ارے! سیٹس تو ایک بہانہ ہے اب اس بہانے آپ آتو گئیں اور آپکے آنے سے نجانے کتنوں کا بھلا ہو گیا۔" مناہل اور علوینہ نے حیران نظروں سے ایکدوسرے کو دیکھا جب کہ شہیر نے کھا جانے والی نظریں اس پہ ڈالی اور صائم نے بمشکل اپنی مسکراہٹ ضبط کی۔ علوینہ اپنے مخصوص پر اعتماد انداز میں جوابا" بولی, "خیر اب ہم اتنے بے مروت بھی نہیں ہیں آپکو بیسٹ وشز بھی دینی تھیں۔" زین اس کے جواب میں فورا" ہی بولا, "تو اس کے لئے ساتھ میں ایک آدھا پھول ہی لے آتیں اگر بکے نہ سہی۔" اس کے انداز پہ علوینہ کے ساتھ مناہل بھی ہنس دی کہ وہ سب ہی جانتے تھے کہ زین کو اس طرح کی باتوں میں ہرانا مشکل ہی نہیں ناممکن ہے جب کہ صائم نے اس کی باتوں پر زچ ہو کر اپنا ماتھا پکڑ لیا ابھی بھی زین نے علوینہ کو باتوں میں الجھا لیا اور ساتھ ہی شہیر کو بھی اپنے ساتھ باتوں شامل کر لیا۔ مناہل نے کنکھیوں سے اس سمت دیکھا جہاں وہ کھڑا ابظاہر اپنے گٹار کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کر رہا تھا مگر ان سب کی نوک جھونک بھی انجوئے کر رہا تھا۔ بلیک کلر کی لیدر جیکٹ پر بلیک ٹی شرٹ اور بلیک جینز اور ساتھ میں بلیک لیدر شوز میں اس کا دراز قد اور شاندار پر سنیلٹی کچھ اور بھی نمایاں ہو رہی تھی اس کی چمکتی چوکلیٹ براؤن آنکھیں اور گھنے براؤن بال

www.neweramagazine.com

اس کی شخصیت میں چار چاند لگا رہے تھے اور جو چیز اس کی چارمنگ پر سنیلٹی کو مزید چارمنگ بناتی تھی وہ اس کے بائیں گال پہ پڑنے والا ڈمپل تھا. اس کے دل نے ایک بیٹ مس کی, وہ اسی طرح بے خیالی میں اس اسکی کی سمت دیکھ رہی تھی جب وہ بھی اس کی سمت متوجہ ہو گیا اور مناہل نے گھبرا کے نظروں کا زاویہ بدل لیا, دل ایک دم تیز تیز دھڑکنے لگا جب کہ وہ پوچھ رہا تھا, "کیسا لگ رہا ہوں میں؟" اس نے عام سے انداز میں عام سا سوال کیا جیسے وہ ہمیشہ اس کی رائے لیتا تھا مگر مناہل کے دل کا چور اس کے دل کی دنیا تہ و بالا کر گیا وہ بمشکل اپنے اوپر قابو پا سکی اور بمشکل مسکراتے ہوئے جواباً "بولی, "آپ تو ہمیشہ اچھے لگتے ہیں." وہ اس کی تعریف پہ کھل اٹھا اور اسی ایکسائٹمنٹ میں اسے شانوں سے تھام کر بولا, "اوہو! دل خوش کر دیا تم نے تو." مگر اس کے ہاتھوں کا لمس مناہل کو کسی اور ہی دنیا میں لے گیا, اس ذرا سے لمس پر اس کے دل کی دھڑکن بڑھ گئی کہ کانوں میں سنائی دینے لگی تھی, گلابی چہرہ ایک انجانے احساس سے سرخ ہو گیا اور وہ جو اپنی روشن آنکھوں سمیت اس کی سمت متوجہ تھا ایک دم چونکا ایک انوکھے احساس نے جیسے اسے اپنی گرفت میں لے لیا. اس نے غیر محسوس انداز میں مناہل کے نازک شانوں پہ سے ہاتھ ہٹا لئے ایک گہرا سانس لیکر گھنے بالوں میں ہاتھ پھیرا جب کہ وہ اس سے نظریں چرائے اپنا دوپٹہ ٹھیک کرتی

اپنے اوپر قابو پانے کی کوشش کر رہی تھی. تبھی علوینہ, شہیر اور زین ان دونوں کی

سمت متوجہ ہوئے اور زین ان دونوں سے مخاطب ہوتے ہوئے بولا, اب آپ دونوں

لیڈیز ہمیں خاص طور پہ وش کرنے آئی ہیں تو اس خاص موقع پہ ایک سیلفی تو ہونی

چاہیے." کہتے ہوئے ساتھ کھڑے شہیر کو ٹہوکا دیا جب کہ شہیر نے تنبیہہ کرتی

نظروں سے دیکھتے ہوئے اسے منع کرنا چاہا کہ وہ بعض رہے جب کہ زین نے اس کے

اشارے نظر انداز کرتے ہوئے صائم کو بھی اپنے ساتھ شامل کر لیا صائم جو ابھی تک

ایک انجانے اور انوکھے احساس سے دوچار تھا ایک دم حال میں لوٹا اور اپنا سر جھٹکا

جیسے اس احساس سے چھٹکارا پانے کی کوشش کی جس نے اسے گھیرا ہوا تھا اس نے اپنا

سیل فون نکال کر کیمرہ ان کیا اور ان چاروں کی سمت آ گیا علوینہ نے مناہل کو اس کے

ساتھ کھڑا کیا جب کہ وہ اپنے ایک ہاتھ میں فون پکڑے سیلفی کے لئے اینگل سیٹ

کر رہا تھا, ایسا کرنے سے وہ اس کے حصار میں آ گئی اور عجیب سے احساس سے دوچار اس

کے نزدیک کھڑی تھی کنکھیوں سے دیکھنے پہ سائیڈ سے اس کا بازو ہی نظر اسکا تبھی زین

جو اس کے پیچھے کھڑا تھا اسکو کیمرہ کی سمت دیکھنے کو کہنے لگا اس کے کہنے پہ وہ سامنے

متوجہ ہوئی اور ایک خوبصورت پوز کیمرے میں مقید ہو گیا. علوینہ ان سب سے

مخاطب ہوتے ہوئے بولی, "اب ہم چلتے ہیں آپ بھی پریکٹس کریں۔" کہتے ہوئے

مسکرائی اور مناہل کا ہاتھ تھام کر وہاں سے چلی گئی شہیر نے ایک گہرا اور کہا, "اب پریکٹس کیا خاک ہو گی. "جواب میں اس کو لتاڑتے ہوئے بولا, "اوہ رومیو ! بعض آجا کچھ دھیان کام پہ بھی دے لے کہیں انڈے اور ٹماٹر ہی نہ پڑ جاہیں۔اس کے کہنے پر صائم نے سنجیدگی سے گٹار سمبھال لیا جب کہ شہیر کو بھی غیر سنجیدگی چھوڑ کے کی بورڈ کی سمت متوجہ ہونا پڑا.

مناہل اور علوینہ آڈیٹوریم میں اپنی سیٹوں پہ آکر بیٹھ گیئں جوزین کے توسط سے حاصل کی تھیں باتوں کے دوران ٹائم گزرنے کا پتہ ہی نہیں چلا اور پروگرام سٹارٹ ہو گیا. ہوسٹسنے آکر پروگرام کا باقاعدہ آغاز کیا. سکٹس اور لطیفوں نے جہاں سب کو ہنسایا وہیں خوبصورت پویٹری نے ماحول کو مزید خوبصورت بنا دیا اس کے علاوہ بھی مختلف پرفارمنس تھیں مگر ڈرامہ کیٹگری میں انگلش ڈیپارٹمنٹ فائنل ائیر کی سبرینہ نے میلہ لوٹ لیا اس کی جاندار پرفارمنس دیکھ کر پورے آڈیٹوریم میں سناٹا چھا گیا تبھی علوینہ مناہل کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے بولی, "دیکھا تم نے سبرینہ کبیر کو ابھی

NEW ERA MAGAZINE .com

ابھی مائیگریٹ ہو کر فورن سے آئی ہے سنا ہے وہاں کی یونیورسٹی میں بھی ہر سال بیسٹ پرفارمنس دیتی رہی ہے اور ڈرامہ اس کا میجر سبجیکٹ بھی ہے۔" مناہل جو پوری طرح اس کی پرفارمنس میں کھوئی ہوئی تھی علوینہ کو جواب دیتے ہے بولی, "ہاں خاصی جاندار پرفارمنس دی ہے۔"علوینہ بات اگے بڑھاتے ہوئے بولی, "سنا ہے خاصی امیر فیملی سے بیلونگ کرتی ہے اور خاصی بد دماغ بھی ہیں محترمہ۔" اس کی اتنی معلومات پہ مناہل مسکرا دی جب کہ وہ اس کی معلومات میں مزید اضافہ کرتے ہوئے بتانے لگی, "سنا ہے اپنی فیملی سے کسی بات پہ جھگڑ کے پاکستان آگئی ہے اور جب سے اس نے یہاں ایڈمیشن لیا ہے آدھی یونیورسٹی محترمہ کے حسن کا شکار ہے اور یہ خود پتہ نہیں کس پرنس کے انتظار میں ہے۔" اس نے مزے سے بتایا جب کہ مناہل اس کے انداز بیان پہ ہنس پڑی اور کہا, "توبہ ہے علوینہ! تم کو بھی سارے زمانے کی خبریں ہوتی ہیں۔" جواب میں وہ اپنے مخصوص انداز میں بولی, "تو اچھی بات ہے نا! اپنے ارد گرد کی تھوڑی بہت معلومات تو ہونی چاہیے۔ مناہل نے مسکرا کے تائیدی انداز میں سر ہلایا اور تبھی اسٹیج پر صائم, شہیر اور زین کا نام پکارا گیا اور ان تینوں کے نام کے ساتھ پورا ہال تالیوں سے گونج اٹھا, وہ تینوں اب اسٹیج پر آ گئے

تھے اور مسکرا کے سب کی چیئرنگ کا جواب دے رہے تھے۔ مگر تالیوں کا شور ابھی بھی

گونج رہا تھا سب ہی ان تینوں کو چیئر کر رہے تھے جس سے ان تینوں کی ہی مقبولیت کا اندازہ لگایا جا سکتا تھا مگر صائم کے نام کی پکار پورے ہال میں گونج رہی تھی جس میں لڑکیوں کے علاوہ لڑکے بھی تھے اگر لڑکیاں اس کی لکس, پر سنیلٹیاور سٹیٹس کی دیوانی تھیں تو لڑکے اس کے جیسا بننے کے خواہشمند تھے وہ اساتذہ کا بھی ہر دل عزیز تھا اور یقینا" یہ اس کا پلس پوانٹ تھا.ان تینوں کے اسٹیج پہ آتے جیسے پورا ماحول جگمگا اٹھا تھا اور مناہل کو لگا اس کے دل میں بھی روشنی سی ہو گئی ہے صائم نے مائیک سمبھالا اور لڑکیوں نے اپنے دل. میوزک کے ساتھ اس کی بھاری آواز آڈیٹوریم میں گونجنے لگی اور ماحول پر جیسے سحر طاری ہو گیا اس کی دلنشیں آواز کا جادو تھا جس نے مناہل کو اپنے سحر میں جکڑ لیا تھا وہ جیسے کسی ٹرانس کے زیر اثر اس کی آواز کے سحر میں ڈوبی ہوئی تھی کہ تالیوں کی گونج اور ونس مور کی آوازوں سے اس کی ارد گرد چھایا سحر ایک چھناکے سے ٹوٹ گیا اس نے چونکتے ہوے اسٹیج کی سمت دیکھا تبھی وہ مسکراتا ہوا ہاتھ ہلاتا ہیک اسٹیج چلا گیا ساتھ ہی ہوسٹس نے اکرایونٹ ختم ہونے کی اناونسمنٹ کی کہ یہ پرفارمنس اس شام کی آخری پرفارمنس تھی اور طلبہ نہ چاہتے ہوے بھی آڈیٹوریم سے باہر جانے لگے مناہل اور علوینہ بھی اس ہجوم میں شامل ہو گئیں اور ایک خوبصورت شام اپنے ااختتام کو پہنچ گئی.

وہ شہیر اور زین کے ساتھ بیک اسٹیج کھڑا اپنی آج کی پرفارمنس ڈسکسس کر رہا تھا تبھی ایک نسوانی آواز نے اسے مخاطب کر لیا وہ چونک کر مڑا اور اپنے سامنے سبرینہ کبیر کو دیکھ کر ٹھٹھک سا گیا جب کہ شہیر اور زین دلچسپی سے سبرینہ کو دیکھ رہے تھے. وہ شاید اپنی اہمیت جانتی تھی اسی لئے شاہانہ انداز میں ایک ادا سے اپنے بال جھٹکتے ہوئے کہنے لگی, آپ نے شاید مجھکو پہچانا نہیں مگر میں نے آپکے بارے میں بہت سنا ہے اور آج اس ایونٹ کے بدولت آپ سے ملاقات بھی ہو گئی." وہ جتنی خوبصورت دیکھنے میں تھی انداز بیان بھی اتنا ہی خوبصورت اور ناز و ادا سے بھرپور تھا زین اور شہیر نے معنی خیزی سے جب کہ صائم نے بغور اس کا جائزہ لیا. فیشن کے حساب

سے جینز اور خوبصورت سی ٹاپ پہنے مناسب میک اپ میں اور اپنے خوبصورت سراپا کے ساتھ وہ اچھی خاصی خوبصورت لڑکی تھی. اس کی بات کا جواب زین

نے دیا, "ارے! آپکو کون نہیں جانتا مس سبرینہ کبیر! انگلش ڈیپارٹمنٹ کی بہترین سٹوڈنٹ, ڈرامیٹک سوسایٹی کی پریذیڈنٹ اور ہر طرح کی ایکسٹرا کیریکیولر ایکٹیویٹز میں

آپکا نام سر فہرست ہوتا ہے."اس کے طویل اور خاصے تفصیلی جواب پہ وہ ایک ادا سے مسکرائی اور کہا,"یہ سب تو میرا شوق ہے مگر حقیقت میں تو مسٹر صائم کی فین ہوں ۔"شہیر ہولے سے بڑبڑایا,"مسٹر صائم کے فین تو اچھے اچھے ہیں آپ کیا چیز ہیں."اس کی بڑبڑاہٹ واضح نہیں تھی اسی لئے وہ سن نہ سکی اور پوچھ بیٹھی ایکسکیوزمی! کچھ کہا آپ نے?"صائم نے تنبیہہ کرتی نظروں سے شہیر کو گھورا اور سبرینہ کی سمت متوجہ ہوا اور خوشدلی سے بولا,"تھنکس! آپ نے مجھے اس قابل سمجھا."سبرینہ نے ایک ادا سے اس کو مسکرا کے دیکھا اور اسی ادا سے بولی,"یہ آپ لڑکوں کا اچھا طریقہ ہوتا ہے اپنی مارکیٹ ویلیو کا پتہ بھی ہوتا ہے پھر بھی انجان بنتے ہیں جیسے کچھ جانتے ہی نہیں."اس کے انداز پر زین نے منہ پھیر کے ہنسی روکی جب کہ صائم نے صرف مسکرانے پہ اکتفا کیا,جواب میں وہ بھی مسکرائی وہی ادا سے بھرپور مسکراہٹ جو کسی کو بھی جکڑ لے اور بولی,"اب تو آپ سے ملاقات ہو گئی ہے اور میں امید کرتی ہوں کہ آگے بھی ملاقات ہوتی رہے گی"۔کہتے ہوئے صائم کی چاکلیٹ براؤن آنکھوں میں دیکھا,زین اور شہیر نے حیرانی سے پہلے اسے دیکھا پھر صائم کو جب کہ صائم اپنی مخصوص خوشدلی جو اس کی شخصیت کا خاصا تھی سے بولا,"شیور!"کہتے ہوئے مسکرایا وہ بھی مسکرائی اور وہاں سے پلٹ گئی جب کہ

NEW ERA MAGAZINE.com Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

شہیر اسی جانب دیکھتے ہوئے بولا, "یہ کون تھی؟" جواب میں زین اسکی کلاس لیتے ہوئے بولا, "اتنا لمبا انٹرو دیا تو تھا میں نے۔" اس نے جیسے اپنی معلومات کا کریڈٹ لینا چاہا مگر شہیر ابھی بھی وہیں اٹکا تھا, "ہاں! مگر یہ چیز کیا تھی؟" جواب میں صائم بولا, "اچھی خاصی خوبصورت لڑکی کو تم نے چیز بنا دیا۔" ان دونوں نے ہی اس کو گھور کے دیکھا تو وہ وضاحت دیتے ہوئے بولا, "میرا مطلب ہے کہ اچھی خاصی لڑکی تھی کونفیڈنٹ اور بولڈ۔" زین نے تائید میں سر ہلاتے ہوئے کہا, "یہ تو ماننا پڑے گا کہ محترمہ ہیں تو کونفڈنٹ تبھی اتنے مزے سے پہلی ملاقات میں اتنی باتیں کر گئیں۔" کہتے ہوئے شرارت سے صائم کو دیکھا اس کے انداز پہ وہ مسکرایا اور مسکرائے سے اس کے بائیں گال میں پڑتا ڈمپل اسے مزید وجیہ بنا گیا اور روشن روشن آنکھوں میں جگمگاہٹ تیر گئی جب کہ شہیر نے کہا, "باتیں کر گئیں یا تعریف کر گئیں۔ کہتے ہوئے صائم کے چوڑے شانے پہ ہاتھ مارا جب کہ دوسری طرف سے زین نے اس کا بازو دبوچ لیا اور کہا, "مجھے تو کچھ گڑبڑ لگ رہی ہے۔" صائم نے ان دونوں سے اپنے آپ کو چھڑایا اور پارکنگ کی سمت بڑھتے ہوئے بولا, ایسا کچھ نہیں ہے تم لوگوں کو تو بات کا بتنگڑ بنانے کی عادت ہے اور کیا میں نے پہلی بار کسی لڑکی سے بات کی ہے جو تم لوگ اس طرح ریکٹ کر رہے ہو۔" کہتے ہوئے اپنے دائیں بائیں چلتے

شہیر اور زین کو دیکھا جو معنی خیزی سے مسکرا رہے تھے. اس کی اتنی لمبی وضاحت کے جواب میں زین نے کہا, "لڑکی سے تو پہلی بار بات نہیں کی ہے مگر اس طرح پہلی بار کی ہے جس طرح ابھی کر رہے تھے." کہتے ہوئے اس کی سمت دیکھا جو اس کو گھور رہا تھا اور اس کے تیور دیکھ کر آگے بھاگ گیا جب کہ وہ بڑبڑایا, "ایڈیٹ!" اور مسکراتے ہوئے خود بھی اس سمت چل پڑا جہاں وہ دونوں گئے تھے.

وہ تینوں باتیں کرتے پارکنگ لاٹ میں آئے جہاں شہیر کی کار اور زین, صائم کی ہیوی بائیکس پارک تھیں. مگر سامنے دیکھ کر تینوں ہی ٹھٹک گئے. پارکنگ میں جو گاڑی کھڑی تھی صائم اس کو اچھی طرح پہچانتا تھا یہ گاڑی جنید ہمدانی کی تھی اس نے شہیر اور زین کو دیکھا جو خود بھی حیران سے تھے اور زین سے کہا کہ وہ جائے کیونکہ رات گہری ہو رہی تھی وہ ان دونوں کو بائے بولتا بائیک اڑا لے گیا جب کہ وہ شہیر کو لیکر گاڑی کی سمت بڑھا تبھی اسے وہ دونوں گاڑی کے نزدیک کھڑی نظر آ گئیں۔ وہ ان دونوں کے نزدیک آتے ہوئے بولا, "لگتا ہے یہ گاڑی آج کی تاریخ

میں تو ٹھیک ہو گی نہیں. "اور وہ دونوں جو انہماک سے کھڑی ڈرائیور کی ناکام کوشش
دیکھ رہی تھیں اس کی بھاری آواز پہ اپنی جگہ اچھل سی گئیں. علوینہ صائم کو گھورتے
ہوے بولی, صائم کبھی تو کوئی ڈھنگ کا کام کر لیا کرو. "جواب میں وہ بڑبڑاتے ہوے
بولا, "وہی تو کر رہا ہوں. "اس کی آواز کسی کی سماعتوں تک نہ پہنچی اسی لئے مناہل جو
اس کے نزدیک ہی کھڑی تھی پوچھ بیٹھی, "کیا? کیا کہا?" مگر اس نے شہیر کی سمت
دیکھا اور پھر ان دونوں سے کہا, "یہ گاڑی تو اب مکینک ہی ٹھیک کرے
گا. "پھر ڈرائیور کی سمت مڑتے ہوے بولا, "دلاور! تم ابھی گھر جاؤ کل یہیں
سے گاڑی مکینک کے پاس لے جانا. "کہتے ہوے والٹ سے پیسے نکال کے ڈرائیور کو
دیئے وہ سر ہلاتا سلام کرتا چلا گیا. جب کہ وہ شہیر سے مخاطب ہوتے ہوے
بولا, "یار شہیر! ایک چھوٹی سی پرابلم ہے. اس نے جیسے تمہید باندھی جب کہ مناہل
اور علوینہ نے ایک دوسرے کو دیکھا. شہیر اس کی پلاننگ اچھی طرح سمجھ رہا تھا اور دل
ہی دل میں اسے برا بھلا کہہ رہا تھا کہ علوینہ کیا سوچے گی کہ یہ اس کی پلاننگ ہے
مگر اس وقت انجان بننا ضروری تھا اسی لئے سنجیدگی سے بولا, ہاں بولو کیا ہوا?" صائم
تمہارے پاس گاڑی ہے تو تم علوینہ کو ڈراپ کر دو۔" جواب میں وہ سنجیدگی سے
کہنے لگا, "شیور! کیوں نہیں?" علوینہ نے کچھ سوچا پھر اپنا بیگ شانے پہ ڈال

کے شہیر کی سمت آگئی مناہل جو ساری کاروائی دیکھ رہی تھی خود بھی اس سمت بڑھی مگر صائم نے اس کا ہاتھ تھام کر روک دیا وہ حیران سی اس کو دیکھنے لگی جب کہ وہ سب کو ایک ساتھ مخاطب کرتا ہوا بولا, "اوکے گائیز! سی یو ان منڈے." کہتے ہوئے اس سمت چل پڑا جہاں اس کی بائیک کھڑی تھی. پہلے تو اس کے کچھ سمجھ نہ آیا پھر اس نے اپنا ہاتھ چھڑانے کی کوشش کرتے اس کو دیکھا. صائم نے بھی اس کی مزاحمت محسوس کر لی اور اپنے ہاتھ میں دبے اس کے نازک ہاتھ کو دیکھا اور بولا, "کیا پرابلم ہے؟" جواب میں وہ فورا" بولی، "آپ اس طرح کیوں لے آئے ہیں؟" اس کے سوال کے جواب ایک اور سوال کرتے ہوئے بولا, "تو پھر کیا اٹھا کے لانا چاہیے تھا؟" اس کو تو بنا سوچے سمجھے بولنے کی عادت تھی مگر مناہل کی پیشانی شرمندگی اور خجالت کے احساس سے تپ اٹھی. صائم نے اس کا ہاتھ بائیک کے پاس لے جا کر چھوڑ دیا اور بغیر کچھ کہے بائیک اسٹینڈ پر سے اتار کے اس پہ بیٹھ گیا وہ اسی طرح بائیک کے نزدیک ہی کھڑی تھی جب اس نے اس کی خوفزدہ آواز سنی, "میں اس پہ نہیں بیٹھوں گی." اس کے انداز پہ صائم نے اس کی سمت دیکھا اور اس کی روشن چاکلیٹ براؤن آنکھیں اس کی خوبصورت بادامی آنکھوں سے مل گئیں. اس کی خوبصورت آنکھوں سے چھلکتا خوف صائم کو شرارت پہ آمادہ کر گیا اور وہ اسی شرارتی انداز میں بولا, "میرے

جیسے غریب بندے کے ساتھ تو آپکو یہی سواری مل سکتی ہے۔" مناہل نے چونک کر اسے دیکھا مگر اس کی آنکھوں سے چھلکتی شرارت اور ہونٹوں پہ پھیلی شرارتی مسکراہٹ دیکھ کر گہرا سانس لیکر بولی, "میرا مطلب ہے آپ جس طرح بائیک چلاتے ہیں مجھے ڈر لگتا ہے۔" اس نے سچ بول دیا جب کہ وہ اپنی مخصوص مسکراہٹ دباتے ہوے بولا, "اچھا پر امس میں بائیک دیکھ کے احتیاط سے چلاوں گا۔" مناہل نے اسے مشکوک نظروں سے دیکھا وہ چہرے پر زمانے بھر کی معصومیت طاری کئے اسے ہی دیکھ رہا تھا, اس کو مشکوک انداز میں اپنی طرف دکھتا پا کر پوچھ بیٹھا, "تم کو اعتبار نہیں ہے؟" مناہل نے پھر اس کی سمت دیکھا تو وہ ارد گرد نظریں دوڑاتے ہوئے کہنے لگا, "دیکھو رات گہری ہو رہی ہے اور سناٹا بھی, یہاں زیادہ دیر کھڑے رہنا ٹھیک نہیں ہے۔" مناہل نے پریشان نظریں ارد گرد ڈالی وہ واقعی صحیح کہ رہا تھا اور پھر نہ چاہتے ہوے بھی بمشکل ہی سہی سنبھل کے بیٹھ گئی۔ اس کے بیٹھتے ہی بائیک ہوا سے باتیں کرنے لگی اور اس کا دل بھی اسی رفتار سے دھڑکنے لگا۔ وہ آنکھیں بند کے آآیت الکرسی کا ورد کر رہی تھی اور ساتھ ہی صائم کے شانے کو مضبوطی سے تھامے ہوے تھی, اس کا خوفزدہ چہرہ صائم کو بیک مرر میں بخوبی نظر آرہا تھا اس کے تاثرات پر اس کے ہونٹوں کی مسکراہٹ گہری ہوگئی اور اس نے ساتھ ہی سپیڈ بھی بڑھا دی۔ کچھ دور

جا کر سپیڈ بریکر پہ بائیک ڈگمگا گئی اور ساتھ ہی مناہل کے ہونٹوں سے طویل چیخ نکل گئی اس نے صائم کا شانہ مزید مضبوطی سے تھام لیا. مگر جب اس نے دیکھا کہ وہ سپیڈ ہلکی نہیں کر رہا تو وہ مجبوراً"بولی،" صائم! سپیڈ آہستہ کریں."اس کی ڈری سہمی آواز صائم کی سماعتوں تک بخوبی پہنچ گئی تھی مگر وہ اس کو مزید ستانے کی خاطر بولا,"کیا؟ کیا کہا تم نے؟"اس نے کہتے ہوئے جان کے اپنا رخ ترچھا کیا اور ایسا کرنے سے بائیک ایک بار پھر ڈگمگا گئی. مناہل نے ڈر کے اس کو مزید مضبوطی سے پکڑ لیا. خوبصورت آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے جس کا اِحساس اسے بھی ہو گیا.اس نے کچھ سوچ کے سپیڈ دُھیمی کر دی مگر ہونٹوں پہ مسکراہٹ ابھی بھی تھی وقفے وقفے سے مناہل کی سسکیاں سنائی دے رہی تھیں اور اس کا چہرہ اس کے شانے پہ ٹکا تھا جس کے باعث وہ اس کا چہرہ دیکھ نہیں پا رہا تھا. باقی کا راستہ خاموشی سے کٹا اور اس نے جیسے ہی بائیک لے جا کر پورچ میں روکی وہ اسی تیزی سے بائیک سے اتر کر اندر کی سمت بڑھی, یہ اشارہ تھا کہ وہ اس سے ناراض ہے اس سے پہلے وہ اندر جاتی صائم نے اس کا ہاتھ تھام کر روک لیا مگر وہ اسی طرح سر جھکائے کھڑی رہی. صائم نے گہرا سانس لیا اور کہا,"یار مناہل! کیا ہوا ہے؟ منہ کیوں پھلایا ہوا ہے؟"اس کے انجان بننے پر مناہل نے شکایتی نظروں سے اسے دیکھا آنسوؤں بھری خوبصورت بادامی آنکھیں براہ راست اسکی چاکلیٹ

براؤن آنکھوں سے مل گئیں اور ایک انجانے احساس نے صائم کو اپنی لپیٹ میں لے لیا جیسے کسی سحر نے جکڑ لیا ہو ایسا اس نے اس سے پہلے کبھی محسوس نہیں کیا تھا. وہ کئی لمحے کھویا کھویا سا ان خوبصورت آنکھوں میں دیکھتا رہا, اس کی نظروں کے ارتکاز پہ مناہل کا دل دھڑک اٹھا, اس نے گھبرا کے پلکیں جھکا لیں. اس کی نظریں جھکتے ہی وہ بھی جیسے ہوش میں آیا اور اپنا سر جھٹک کے جیسے اس احساس کو جھٹکنے کی کوشش کی جس نے چند لمحے پہلے اسے لپیٹ میں لیا ہوا تھا. ایک گہرا سانس لیکر مناہل کو مخاطب کرتے ہوے کہا, "یار مناہل! میں صرف مذاق کر رہا تھا." وہ تب بھی کچھ نہ بولی البتہ سوں سوں جاری تھی تو وہ اسے دیکھتا ہوا بات آگے بڑھاتا ہوا کہنے لگا, "یار تم سے مذاق نہیں کروں گا تو کس سے کروں گا؟" مناہل نے ایک نظر اسے دیکھا اور کہا، "آپ بہت برے ہیں میں بابا سے آپ کی شکایت کروں گیں۔" کہتے ہوے وہ دوپٹے سے اپنے آنسو صاف کرنے لگی آواز میں ابھی بھی آنسووں کی آمیزش تھی, وہ اس کے انداز پہ کھل کے مسکرایا اور کہا, "اچھا یار! ڈیڈ سے بھی شکایت کر لینا مگر ناراض تو مت ہو." وہ اس کی سمت دیکھتے ہوے کہہ رہا تھا مناہل نے نظریں اٹھا کر اس کو دیکھا اور شرارت سے بولی, "ہمم! سوچوں گی." کہتے ہوے اس کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ پھیلی وہ حیران سا ہوا اور وہ ہنستی ہوئی اسے انگوٹھا دکھاتی اندر کی سمت دوڑ گئی. اس کے انداز پہ وہ

بھی مسکرا دیا اور اپنے گھنے بالوں میں ہاتھ پھیرتا ہوا اندر کی سمت بڑھ گیا.

وقت اپنی مخصوص رفتار سے گزر رہا تھا اسے یونیورسٹی جوائن کیے ایک مہینہ ہو گیا تھا اور وہ کافی حد تک اس ماحول کی عادی ہو گئی تھی. پڑھائی بھی اپنے عروج پر تھی. کبھی اسائنمنٹس, کبھی کوئز تو کبھی کوئی سرپرائز ٹیسٹ غرض وہ اور علوینہ دونوں خاصی مصروف ہو گئیں تھیں. جہاں علوینہ اپنی صاف گو اور مضبوط شخصیت اور بہترین تعلیمی ریکارڈ کے باعث پورے ڈیپارٹمنٹ میں مشہور ہو گئی تھی وہیں مناہل کا لیا دیا انداز, شخصیت کا رکھ رکھاؤ اور ساتھ ہی بلا کی ذہانت اسے ہزاروں میں ممتاز کرتی تھی وہ دونوں نہ صرف اساتذہ میں مقبول تھیں بلکہ سٹوڈنٹس بھی ان دونوں کی خوبصورتی اور ذہانت کے معترف تھے کچھ واقعی تعریف کرتے تھے تو کچھ رشک اور حسد سے انھیں یاد رکھتے تھے غرض کچھ بھی تھا وہ دونوں ہی اپنے روٹین سے خوش ایک دوسرے میں مگن بیحد مطمئن تھیں. اس دن بھی وہ دونوں ڈیپارٹمنٹ کے لان میں بیٹھی نوٹس بنا رہیں تھیں جب اچانک علوینہ نے اسے مخاطب کر لیا, "ارے! یہ صائم

ہی ہے نا!"اس نام پر اس کی توجہ نوٹس سے ہٹ گئی اور وہ سر اٹھا کے اس جانب دیکھنے لگی جہاں علوینہ نے اشارہ کیا تھا اور وہاں صائم کے ساتھ کھڑی بے تکلفی سے ہنستی اور باتیں کرتی سبرینہ کو دیکھ کر اس کا دل ڈوبا اور نظریں ساکت ہو گئیں۔

اس کی نظریں اس سمت اٹھیں اور ساکت رہ گیئں جہاں وہ دونوں دنیا جہاں سے بیگانہ ایک دوسرے میں کھوے تھے اور جیسے دونوں کو ہی کسی اور کی ضرورت نہ تھی کہ ایک دوسرے کی سنگت میں بیحد خوش اور مطمئین لگ رہے تھے.بے تکلفی سے باتیں کرتے ہنستے مسکراتے جیسے ان دونوں کے علاوہ وہاں کوئی اور موجود نہ ہو. مناہل کا ننھا سا دل ڈوب سا گیا. محبت وہمی ہوتی ہے اور اپنے ساتھ جہاں خوشی لیکر آتی ہے وہاں بے تحاشا خوف اور خدشے بھی لیکر اتی ہے اور ابھی تو اس نے اس محبت کا اظہار خود سے بھی ڈھنگ سے نہیں کیا تھا تو صائم کو بتانے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا اور اب جہاں سے وہ دیکھ رہی تھی اس محبت میں تو پہلے ہی موڑ پہ جدائی آگئی تھی ابھی تو اس نے محبت کی خوشبو کو محسوس ہی نہیں کیا تھا کہ وہ پھول ہی مرجھا گئے ابھی تو محبت کی بہار نے دل کے آنگن میں ڈیرہ ڈالا بھی نہیں تھا کے خزاں نے اپنے پر پھیلا

دیئے تھے اور وہ احتجاج بھی نہ کر سکی تھی. صائم جن خاص نظروں سے سبرینہ کو دیکھ رہا تھا وہ مناہل کو یہ سمجھانے کے لئے کافی تھا کہ ان دونوں کے درمیان کچھ خاص ہے. وہ گم سم سی کیفیت میں ان دونوں کو دیکھ رہی تھی حتیٰ کے وہ دونوں ہی ایک دوسرے میں مگن ہنستے مسکراتے وہاں سے جا چکے تھے. وہ شاید اسی طرح بیٹھی رہتی اگر علوینہ اس کے سامنے چٹکی بجا کے اس کو اپنی سمت متوجہ نہ کرتی. وہ ایک دم چونکی اور گھبرا کے علوینہ کی سمت دیکھا جو بغور اسے ہی دیکھ رہی تھی مگر اس کی خطرناک حد تک پیلی رنگت دیکھ کر علوینہ ایک دم گھبرا گئی اور اس کا نازک ہاتھ جو اس وقت سرد ہو رہا تھا تھام کر بولی,"

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مناہل! کیا ہوا؟ تم ٹھیک تو ہو؟""

اور وہ جو اپنے آپ کو سمبھالنے میں ناکام ہو چکی تھی نڈھال اور روہانسی آواز میں بولی,"

علوینہ! پتا نہیں کیوں میرا دل گھبرا رہا ہے."

اس کی خوبصورت بادامی آنکھوں میں نمی سی تھی.علوینہ نے ایک دم گھبرا کر اس کا شانہ تھاما اور کہا،"میرا خیال ہے گھر چلتے ہیں مجھے تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں لگ

رہی."

کہتے ہوئے وہ جلدی جلدی کتابیں اور نوٹس سمیٹنے لگی جب کہ مناہل اس دوران گم سم اور نڈھال سی کیفیت میں خالی خالی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی پھر علوینہ نے ہی اسے سہارے سے کھڑا کیا اور بمشکل اسے پارکنگ تک لیکر آئی پھر اسی کے ساتھ وہ گھر پہنچی تھی. تمام راستے دونوں کے درمیان خاموشی رہی. مناہل قسمت کے اس کھیل پر حیران تھی جب کہ علوینہ یہ سوچ رہی تھی کہ اس کی حالت کے پیچھے کیا وجہ ہو سکتی ہے اور جو وجہ اس کا دماغ اسے سمجھا رہا تھا اس پر اس کا دل اس نازک سی لڑکی کے لئے تڑپ اٹھا تھا جو اسکی بیحد پیاری دوست تھی جو بہت اچھی تھی جس پہ سب کو پیار آتا تھا تو اب وہ اداس تھی اور اسے یہ اچھا نہیں لگ رہا تھا. ان ہی سوچوں کے درمیان گھر آگیا, گاڑی گھر کے سامنے جا کر رکی تو اس کی سوچوں کو بریک لگے اور سامنے گھر کو دیکھ کر اس کا دل ڈوب کر ابھرا کہ وہ اس حالت میں گھر جائے گی تو گھر والے پریشان ہو جاہیں گے۔ پھر وجہ پوچھی جائے گی اور کیا وہ وجہ بتا پاے گی نہیں شاید کبھی نہیں! وہ جذبہ جو اس نے خود سے بھی چھپا کے رکھا وہ سب کے سامنے کیسے عیاں کر دیا جائے نہیں! آخر عزت نفس بھی کوئی چیز ہے. وہ اپنی گہری

سوچوں میں گم تھی جب علوینہ کہ نرم ہاتھ کا لمس اسے اپنے کندھے پہ محسوس ہوا وہ چونک کر اس کی سمت دیکھنے لگی جو پریشانی اور فکر مندی سے اسے دیکھ رہی تھی. اس کے دیکھنے پر کہنے لگی, "چلو مناہل! اندر چلتے ہیں."

مناہل نے بمشکل اپنے آپ کو سمبھالا اور غیر محسوس انداز میں اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا شاید یہ لا شعوری کوشش تھی اپنے چہرے سے اداسی اور رنج کے تاثرات مٹانے کی. وہ بے وجہ مسکرائی اور گاڑی سے باہر آ گئی. گیٹ سے اندر داخل ہوتے ہوئے وہ علوینہ سے مخاطب ہوتے ہوئے بولی, "

علوینہ! پلیز گھر میں کسی کو نہ بتانا."

علوینہ نے چونک کر اسے دیکھا تو وہ وضاحت دتیے ہوئے بولی,

"میرا مطلب ہے میری خراب طبیعت کے بارے میں مت بتانا ورنہ تم کو پتہ ہے سب کتنا پریشان ہو جاتے ہیں." علوینہ کو افسوس ہوا مگر وہ کچھ کہ کر اس کے بھرم کو ٹھیس نہیں پہنچانا چاہتی تھی اسی لئے خاموشی سے سر ہلا دیا. وہ دونوں ساتھ ساتھ چلتی اندر داخل ہوئی تھیں, ماما اور دادو لاؤنج میں ہی مل گیئں تھیں. ان دونوں کو اتنا جلدی اتا دیکھ کر حیران ہوئیں, ماما نے تو اپنی حیرانی کو زبان بھی دے دی,

NEW ERA MAGAZINE.COM
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ارے! تم دونوں اتنی جلد آ گیئں؟"

جواب میں علوینہ خوشدلی سے بولی,

"ارے آنٹی آج آپ کے ہاتھ کے بنے مزیدار کھانے کھانے کا جی چاہا تو میں آ گئی."

کہتے ہوئے وہ دادو کے سامنے جھکی انھوں نے بالکل مناہل کی طرح اسے پیار کر کے دعا دی. پھر وہ ماما سے ملی اور ساتھ ہی مناہل کو تسّلی آمیز انداز میں دیکھا جب کہ ماما نے محبت سے اس کا ہاتھ تھام کر کہا,

اوہو بھئی تم کو انویٹیشن کی ضرورت کب سے پڑ گئی."ان کی محبت پر وہ پھیکے سے انداز میں مسکرائی تبھی بھابھی بھی وہیں چلی آئیں اور ان دونوں کو ہی ساتھ دیکھ کر وہ بھی خوش ہو گیئں اور علوینہ کو گلے لگاتے ہوئے کہا,

"اچھا کیا مناہل کے ساتھ تم بھی آ گیئں میں تو اتنی بور ہو رہی تھی.

"جواب میں نے علوینہ سرگوشی میں کہا,

"دائم بھائی اور طہٰ کے ہوتے ہوئے بھی آپ بور ہوتی ہیں اس کا مطلب ہے ایک عدد بھتیجی کا انتظام کرنا پڑیگا."

اس کے شرارتی انداز پہ بھابھی جھینپی اور اس کو گھورتے ہوئے کہا,

''ششش ! بد تمیز !"

دادو سب کی نوک جھونک مسکراتے ہوئے سن رہیں تھیں انکی نظر بے تحاشا خاموش بیٹھی مناہل کی سمت پڑی اور وہ اس کو مخاطب کرتے ہوئے فکر مندی س بولیں،

''بیٹا ! مناہل کیا بات ہے ؟ اتنی خاموش کیوں ہو؟''

ان کے اچانک سوال پر وہ قدرے گڑبڑا گئی مگر فورا"ہی اپنے آپکو سمبھال کر ان کو جواب دیتے ہوئے کہا,

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ن۔۔۔۔نہیں تو دادو میں شاید تھک گئی ہوں۔"

بھابھی اٹھتے ہوئے ان دونوں کو مخاطب کرتے ہوئے بولیں,

''چلو ! تم دونوں فریش ہو کر آجاؤ میں تب تک کھانا لگواتی ہوں۔"

مناہل ان کو منع کرنا چاہتی تھی کہ فی الوقت کسی چیز کا دل نہیں چاہ رہا تھا۔ بھوک پیاس بالکل ختم ہو گئی تھی مگر اس طرح منع کر کے وہ ان سب کو پریشان بھی نہیں کرنا چاہتی تھی اسی لئے مجبورا"ہی صحیح وہ ان سب کے ساتھ کھانے میں شریک ہو گئی۔

آج کی رات اس پر بہت بھاری تھی وہ آنسو جو اس نے سب سے چھپا لئے تھے مگر تنہائی میسسر آتے ہی وہ آنسو بہ نکلے. کہتے ہیں اگر آنسو اندر رہ جائیں تو زہر بن جاتے ہیں اور یہی زہر ایک ناسور بن کے ساری عمر کا روگ بن جاتا ہے اس لئے ان آنسوؤں کا بہ جانا ہی بہتر ہے وہ اپنے دل کا درد ان آنسوؤں کے ذریئے بہا رہی تھی اور ساتھ ساتھ اپنے آپ سے یہ عہد دوہرا رہی تھی کہ دل کو بہلانا ہے سمجھانا ہے گو یہ انتہائی کٹھن ہو گا مگر اس کی ابتدا ابھی سے کرنی ہے تا کہ اس شکستہ حال محبت کا بھرم رہ جائے. وہ جانتی تھی کہ علوینہ اس کی حالت سے اندازہ لگا چکی ہے کہ اس کے پیچھے اصل وجہ کیا ہے مگر وہ یہ بھی جانتی تھی کہ وہ اچھی دوست ہونے کے ناطے اس کا بھرم رکھے گی اس کا ساتھ دیگی اور اس کا مان ٹوٹنے نہیں دے گی اور بحیثیت دوست وہ یہی چاہتی تھی کہ دوستی کے رشتے میں بے لوث محبت ہی اچھی لگتی ہے اگر اس میں ہمدردی کا جذبہ شامل ہو جاے تو پھر اس دوستی کی اہمیت اور وقعت باقی نہیں رہتی اور وہ نہیں چاہتی تھی کہ اس کی دوستی بے وقعت ہو. اس کے لئے وہ

علوینہ کی شکر گزار تھی کے اس نے کچھ بھی ظاہر کئے بغیر اسکو تسلی بھی دی اور اس کا مان بھی رکھا مگر تنہائی ملتے ہی اسے نہ خود پہ اختیار رہا نہ ہی اپنے آنسووں پہ رات بھیگتی رہی اور ساتھ اس کا تکیہ بھی اور اسی طرح روتے روتے نہ جانے کب اس کی آنکھ لگ گئی۔

اور پھر کئی دن اسی طرح خاموشی سے گذر گئے اس کا دل پڑھائی, گھر حتیٰ کے فیملی سے بھی اچاٹ ہو گیا تھا اور اس سے اس کا روزمرہ روٹین بھی متاثر ہو رہا تھا. اب تو سب نے اس کو ٹوکنا بھی شروع کر دیا تھا گو اس کی شعوری کوشش یہی ہوتی تھی کے اس کے کسی رویے سے یہ ظاہر نہ ہو کہ اس کے دل پر کیا گزر رہی ہے مگر لاشعوری طور پہ وہ بیحد ڈسٹرب تھی اسی لئے کسی کام میں اس کا دل نہیں لگ رہا تھا, پہلے کلاسز میں اساتذہ نے اسے ٹوکا اور پھر گھر میں بھی سب نے یہ بات نوٹس کی تبھی اس نے گہرائی سے اپنا جائزہ لیا اس سے یہی سمجھ آیا کہ جو کچھ وہ کر رہی ہے اس سے اس کی ذہنی حالت سب پہ ظاہر ہو رہی ہے اور اسکی ذہنی اور قلبی حالت ظاہر ہونے کا

مطلب یہ تھا کہ اس ان کہے سچے جذبات جو اس نے اپنے آپ سے بھی چھپا کر رکھے تھے انکی تشہیر ہو جانا اور یہ اس کو کسی صورت گوارہ نہ تھا کہ ایسا ہونا اسے اپنی نظروں میں بے وقعت کر دیتا اس سب کا اس نے یہی حل نکالا کہ اپنے آپکو بیحد مصروف کر لیا۔پڑھائی کا تو بہانہ بھی سچ تھا کہ آجکل پڑھائی اپنے عروج پر تھی جب کہ یونیورسٹی آنے جانے کے لئے اس نے علوینہ کو کہ دیا جو خود بھی اپنے ڈرائیور کے ساتھ جاتی تھی۔گھر میں بابا ماما اور دادو نے اس بات پہ اعتراض بھی کیا کہ جب گھر میں صائم موجود ہے جو اس کو باآسانی پک اینڈ ڈراپ کر سکتا ہے تو پھر علوینہ کے ساتھ جانے کی کیا ضرورت ہے مگر اس نے رسانیت سے سب کو یہی سمجھا دیا کہ صائم سے اس کے ٹائمنگ بالکل میچ نہیں کرتے اور علوینہ اس کو آسانی سے پک اینڈ ڈراپ دے سکتی ہے تو انھوں نے نہ چاہتے ہوئے بھی اس کو اجازت دے دی جہاں تک رہ گیا صائم کا تعلق،اس سے سامنا ہونے کے برابر رہ گیا تھا اس نے اپنا ٹائم ٹیبل ہی اس طرح سیٹ کیا تھا کہ اس کے ٹائمنگز صائم کے ساتھ میچ نہ ہوں اس سب میں اس نے اس بات کا خاص خیال رکھا تھا کہ گھر والوں کو کسی طرح یہ احساس نہیں ہونے دیا تھا کہ وہ یہ سب کچھ جان بوجھ کے کر رہی ہے باقی سب کے ساتھ اس کا روٹین وہی معمول کا تھا,دادو اور ماما سے لاڈ اٹھوانا,بابا کے ساتھ کسی بھی ٹاپک پہ لمبی ڈسکشن,دائم بھائی سے وہی گپ

شپ اور لانگ ڈرائیو کی فرمائش, بھابھی کے ساتھ ہنسی مذاق اور گھر کے کاموں میں ہیلپ کروانا اور ۵ سالہ طٰہ کے ساتھ کیرم اور لوڈو کے میچز کھیلنا.اس مصروفیت سے کسی حد تک اس کو بہلا دیا مگر کبھی کبھی دل سے ایسی ٹیس اٹھتی جو اس کو نڈھال کر دیتی.

———آج گھر میں خلاف معمول سناٹا تھا کہ جنید ہمدانی بزنس کے سلسلے میں دائم بھائی کے ساتھ اسلام اباد گئے تھے داد و اور ماما کسی ملنے والوں کے گھر اور نگین بھابھی اپنی امی کے گھر گئیں تھیں جب کہ صائم ابھی تک لوٹا نہیں تھا.وہ شاور لیکر نکلی تھی بالوں میں برش کرتے ہوے بڑی سی گلاس ونڈو سے کرٹن ہٹا کر باہر لان میں جھانکا تو رنگ برنگ پھولوں کی بھینی بھینی خوشبو اور خوشگوار ہوا نے اس کو خوش آمدید کہا.پھولوں کی خوشبو اس کی سانسوں میں گھلی اور ہوا نے اس کے چہرے کو چھوا اور ایک خوشگوار احساس نے اسے اپنے حصار میں لے لیا.لبوں پہ بیساختہ خوبصورت مسکراہٹ ٹھہر گئی۔اس کا بیساختہ جی چاہا کہ وہ باہر جا کر موسم کی خوبصورتی کو محسوس کرے.اس خیال کے آتے ہی وہ جلدی سے اپنا دوپٹہ سنبھالتی

بیڈروم سے باہر آئی، کچن میں جا کر اپنے لئے چائے بنائی اور پھر لان میں چلی آئی. آہستہ آہستہ ٹہلتے ہوے چائے کے ساتھ ڈھلتی شام کی خوبصورتی بھی انجواے کر رہی تھی بڑے دن بعد وہ اپنے سابقہ موڈ میں آئی تھی. تبھی گلابی رنگ کے گلاب نے اس کی توجہ سمیٹ لی، وہ مسکراتے ہوے گلاب کی باڑھ کے پاس چلی آئی اور ہاتھ بڑھا کے اس کی نرماہٹ محسوس کی پھر اسی بیسا ختگی سے چہرہ اس گلاب کے نزدیک لے جا کر اس کی خوشبو کو اپنے اندر اتار لیا. ایسا کرنے سے اس کے ہونٹوں پر خوبصورت مسکراہٹ بکھر گئی اور اس پھول کی تازگی اندر تک اتر گئی۔ وہ اتنی مگن تھی کہ صائم کے انے کا پتا ہی نہیں چلا. جب کہ وہ پورچ میں اپنی بائیک کھڑی کرتا اسے لان میں دیکھ کر ٹھٹھک سا گیا اتنے دن سے اس کا گریز محسوس کر رہا تھا مگر پوچھنے کا موقع نہیں مل رہا تھا اور آج اتنے دن بعد وہ اسے نظر آئی تو جیسے منظر کی خوبصورتی میں جان پڑ گئی. وہ ایک ٹک اسے دیکھ رہا تھا ئی پنک, گرین اور وائٹ کنڑاسٹ کا خوبصورت پرنٹڈ سوٹ اور وائٹ ٹراوزر زا اور ساتھ میں اسی پرنٹ کا بڑا سالان کا دوپٹہ پہنے گھنے ڈارک براؤن بالوں کو پشت پہ کھلا چھوڑے وہ اس منظر کا ہی حصّہ لگ رہی تھی تبھی وہ پلٹی اور اسے اپنے سامنے دیکھ کر ٹھٹھک سی گئی, دل اتنا زور سے دھڑکا کہ اس کی آواز اسے اپنے کانوں میں سنائی دینے لگی ہتھیلیوں میں نمی اتر آئی اور ہاتھ میں تھا مگ

لرز گیا. وہ جو اس کی سمت متوجہ اس کے پلٹنے ہی وہ مضبوط قدموں سے چلتا اس کے سامنے آٹھہرا. وہ جو نروس سی کھڑی تھی اس کے نزدیک آنے پر دو قدم پیچھے ہو گئی جب کہ وہ اطمینان سے بولا,

''کہاں غائب ہو تم آج کل؟''

اس کے متوقع سوال پر مناہل نے اپنی گھنیری پلکیں اٹھائیں وہ اسی دوستانہ انداز میں اسے دیکھ رہا تھا مناہل کے دل میں ٹیس سی اٹھی اور وہ سوچے بنا نہ رہ سکی کہ میں تو وہیں ہوں مگر شاید آپکو آگے جانے کی جلدی تھی. سوچتے ہوئے اس کے گلابی مائل ہونٹوں پہ تلخ مسکراہٹ پھیل گئی مگر جب وہ بولی تو لہجہ معتدل تھا,

''یہیں ہوں مجھے کہاں جانا ہے."

لہجہ نارمل تھا مگر الفاظ ایسے تھے کہ وہ ٹھٹھک سا گیا, بغور اسے دیکھا جواب خاموش کھڑی ہونٹ کچل رہی تھی پھر اس کا ہاتھ تھام لیا, مناہل نے سٹپٹا کر اسے دیکھا مگر وہ اطمینان سے اس کا ہاتھ تھامے لان چیئر کی طرف لے آیا اس کو ایک چیئر پہ بیٹھا کے خود دوسری چیئر گھسیٹ کر اس کے سامنے بیٹھ گیا اس تمام عرصے میں مناہل نے ایک بار بھی اس کی جانب نہیں دیکھا تھا. وہ چند لمحے اس کی سمت دیکھتا رہا پھر بولا,

"ہاں اب بتاؤ؟"

اسنے ایک گہرا سانس لیا اور کہا,

"کیا بتاؤں؟" وہ اس کی سمت دیکھنے سے گریز کر رہی تھی جب کہ وہ اسی رسانیت سے

بولا, "

تم مجھے ایوائڈ کر رہی ہو. کیا ناراض ہو مجھ سے؟"

اس کا دوستانہ لہجہ مناہل کو اندر سے توڑ رہا تھا, ملامت کر رہا تھا. مگر وہ اس دل کا کیا کرتی جو اس کی محبت کا دم بھرتا تھا. وہ اس دل کے ضدی پن سے ڈرتی تھی کہ کہیں اس کی ایسی کوئی حرکت اسے رسوانہ کر دے. اپنی عزت نفس اسے سب سے زیادہ عزیز تھی اور وہ کسی قیمت پر اسے داؤ پہ نہیں لگا سکتی تھی. اس کے لئے اسے اپنے دل کو سمجھانا تھا جس کے لئے اسے کچھ وقت درکار تھا. وہ اسی طرح خاموش رہی تو صائم نے اس کا چہرہ اوپر اٹھایا اور اس کی خوبصورت گھنی پلکوں والی بادامی آنکھیں اسکی روشن چاکلیٹ براؤن آنکھوں سے مل گئیں مناہل کے دل زوروں سے دھڑکنے لگا جب کہ وہ

حلاوت سے بولا,

www.neweramagazine.com

"مناہل!"

اس پکار پہ مناہل کا دل ٹھہر سا گیا, اسے لگا کہ اگر وہ کچھ دیر اور اس کے سامنے بیٹھی رہی تو اپنا بھرم کھو دے گی مگر وہ اسی نرمی سے کہنے لگا,

"کیا بات ہے؟ کوئی بات ہوئی ہے یا میری کوئی بات بری لگی ہے جو تم اس طرح بیہیو کر رہی ہو؟"

مناہل نے نظریں جھکائے جھکائے نفی میں سر ہلا دیا وہ ابھی بھی اس کی سمت دیکھنے سے گریز کر رہی تھی, آنکھوں سے نمی چھلکنے کو تیار تھی اور وہ ان آنسوؤں کو اس سے چھپانے میں ہلکان ہو رہی تھی تبھی وہ اس کو نرمی سے مخاطب کرتے ہوئے بولا,

"مناہل! یار ایسے تو مت کرو جو بھی مس انڈرسٹینڈنگ ہے اسکو کلیر کر و یہ کیا تم بچوں کی طرح ناراض ہو کر بیٹھ گئی ہو."

اس سوال پہ وہ بمشکل اپنے اوپر قابو پاتے ہوئے سنجیدگی سے کہنے لگی.,

"میں ناراض نہیں ہوں."

اس نے حتی الامکان لہجے کو سرسری رکھنے کی کوشش کی جب کہ وہ کہہ رہا تھا,

"ناراض نہیں ہو تو علوینہ کے ساتھ یونیورسٹی کیوں جا رہی ہو."

اس نے براہ راست سوال کیا اور وہ جو اپنا اعتماد بحال کر چکی تھی اسی اعتماد کے ساتھ کہنے لگی,

"آپ کے اور میرے ٹائمنگز میچ نہیں کرتے اور میں نہیں چاہتی کے میری وجہ سے آپ کو پرابلم ہو."

کہتے ہوے اس کی روشن آنکھوں میں دیکھا وہ بھی اس کو بغور دیکھ رہا تھا نرم لہجے میں بولا,

"کم آن مناہل! تم کو کالج اور اب یونیوسٹی میں ہی تو پک اینڈ ڈراپ دیتا ہوں تو اب کیا ہوا ہے؟"

اس نے بمشکل اپنے آپکو سمبھالتے ہوے مسکرا کے کہا,"آپکا فائنل ائیر ہے آپکو اسٹڈی پہ کنسنٹریٹ کرنا چاہیے اور پھر پک اینڈ ڈراپ کرنے میں کتنا ٹائم ویسٹ ہوتا ہے اور علوینہ ہے تو مجھے کوئی پرابلم نہیں ہے."

کہتے ہوئے قصدا" مسکرائی وہ بغور اسکی تاویل سن رہا تھا گہرا سانس لیکر کہنا لگا,

"آر یو شیور؟" گو دل اسکی تاویل ماننے پہ راضی تو نہیں تھا مگر وہ اسکو ٹائم دینا چاہتا تھا کہ اگر اس کے دل میں کچھ ہے تو وقت کے ساتھ بھر آ جاے گا اس کے سوال سے زیادہ وہ اس کی نظروں سے نروس ہو رہی تھی اسی لئے بمشکل مسکراتے ہوے بولی,

"پوزیٹو!"

جواب میں اس نے گہرا سانس لیتے ہوے کہا,

"ابھی تو تمہاری اس ایکسکیوز کو مان لیتا ہوں مگر اب اگر تم نے مجھے ایوائڈ کیا تو پھر تمہارے کان کھینچنے پڑیں گے."

کہتے ہوے اپنا سیل فون دھیرے سے اسکے سر پہ مارا. اس کے ایسا کرنے پہ ایک مجروح مسکراہٹ مناہل کے ہونٹوں پہ ٹھہر گئی اور وہ اسی کیفیت کے زیر اثر پوچھنے لگی,

"اگر میں واقعی آپ سے ناراض ہو جاؤں تو آپکو میری ناراضگی کی پرواہ ہو گی؟"

صائم نے چونک کر اسے دیکھا وہ وائٹ للی پہ نظریں جماے ہوے تھی اور سنجیدگی سے کہا,

"اف کورس مناہل! ایسا تم نے سوچا بھی کیوں مجھے تمہاری اور تمہاری ناراضگی دونوں

کی پرواہ ہے اب تو مجھے واقعی ایسا لگ رہا ہے کہ تمہارے دل میں میری طرف سے کوئی ناراضگی ہے."

اب وہ فکرمندی سے اسے دیکھ رہا تھا اس نے گہرا سانس لیا اور دانستہ کوشش سے مسکرائی اور کہا, "صائم ایسی کوئی بات نہیں ہے بس میں ایسے ہی پوچھ رہی تھی ذہن میں تو کوئی بھی خیال آسکتا ہے نا!"

وہ معصومیت سے اسے دیکھتے ہوے کہہ رہی تھی. صائم اسے بغور سن رہا تھا اس کی بات پہ مسکرایا اور کہا,

"آل رائٹ! تم کہہ رہی ہو تو مان لیتا ہوں مگر کبھی تم میری طرف سے کبھی بدگمان ہو تو بجاے مجھ سے ناراض ہونے کے ڈائریکٹ آکر بات کر واوکے!"

بات کے اختتام پر اس سے بھی پوچھا مناہل نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھیکے سے انداز میں مسکرادی اور اسکا سر تھپکتے ہوے کہا,

"گڈ گرل!"

ابھی مزید کچھ کہتا کہ اس کے سیل فون پہ کال آنے لگی اور وہ اس سے معذرت کرتا

اندر کی سمت بڑھ گیا اور اس نے جیسے تھک کے اپنا سر کرسی کی پشت سے ٹیک دیا. ذہن بالکل خالی تھا اور آنکھیں بنا کسی خیال کے آسمان پہ ٹکی تھیں.

———وہ دونوں ڈیپارٹمنٹ کے سامنے لان میں بیٹھی پورے انہماک سے نوٹس بنا رہیں تھیں جب زین اور شہیر بھی وہیں چلے آے. زین نے خوشدلی سے ان دونوں کو مخاطب کرتے ہوے کہا,

"ہیلو لیڈز!"

اسکی آواز پر ان دونوں نے بیک وقت سر اٹھا کر دیکھا, مناہل کے چہرے پر خیر مقدمی مسکراہٹ آگئی جب کہ علوینہ نے سنجیدگی سے سر جھکا کے توجہ نوٹس پہ لگا دی. مناہل نے ان دونوں کو ایک ساتھ مخاطب کرتے ہوے کہا,

"ارے! آپ دونوں یہاں؟"

زین نے آنکھوں سے پہلے شہیر کی سمت اشارہ کیا پھر علوینہ کی سمت مناہل سمجھ کے مسکرائی اور پھر اسی خوشدلی سے کہا,

''آییئں بیٹھیں."

اور وہ دونوں اس کی افر فورا" قبول کرتے بیٹھ گئے, شہیر نے علوینہ کے جھکے سر کو دیکھا پھر مناہل کو. مناہل نے مسکراتے ہوئے سر جھکا لیا زین نے گھور کے شہیر کو دیکھا اور اشارے سے کہا کہ "بات کرو." شہیر نے نفی میں سر ہلایا اور زین نے اسکو آنکھیں دیکھایں اور وہ جیسے مجبورا" بولا,

''کیا پڑھ رہیں ہیں آپ دونوں؟''

سوال بظاھر دونوں سے تھا مگر وہ دیکھ علوینہ کو رہا تھا.علوینہ کو بھی شاید اسکی نظروں کا اچھی طرح اندازہ تھا اسی لئے اس نے نظریں اٹھا کر اسکی سمت دیکھتے ہوے کہا,

''ایم بی.اے کے اسٹوڈنٹ کو لٹریچر کی کیا سمجھ."

اسنے ایک عام سی بات کہی تھی مگر شہیر کی جیسے دل کی کلی کھل گئی, اسنے مسکراتے ہوے کہا,

''یہ تو آپ زیادتی کر رہیں ہیں."

علوینہ نے حیران نظروں سے اسے دیکھا اور کہا,

"وہ کیسے؟"

جواب میں اس نے رسانیت سے کہا,

"اب دیکھیں نا! ایم بی اے کے اسٹوڈنٹ کا تو میوزک سے بھی کوئی تعلق نہیں ہے مگر لوگوں کا خیال ہے کہ میں گٹار بہت اچھا پلے کر لیتا ہوں. اسی طرح لٹریچر بھی آرٹ کی ہی ایک فارم ہے اور مجھے اس میں بھی خاص انٹرسٹ ہے۔"

کہتے ہوئے اسکی بڑی بڑی خوشنما آنکھوں میں جھانکا مگر وہ بھی علوینہ تھی اتنی جلدی کسی سے امپریس نہیں ہوتی تھی اسی لئے اپنے مخصوص پر اعتماد انداز میں بولی,

"ویسے لوگوں کی باتوں پہ زیادہ اعتبار نہیں کرنا چاہیے یہ لوگوں کا خیال ہے کہ آپ گٹار اچھا پلے کرتے ہیں مگر میرا خیال ہے انسان کو خود اپنا پتہ ہونا چاہیے کہ وہ کہاں اسٹینڈ کرتا ہے اس کا کونفیڈینس ہی اس سے اچھا یا براپرفارم کرواتا ہے اور میرے خیال میں انسان میں سب سے امپورٹنٹ چیز اس کا کونفیڈینس ہوتا ہے۔" اس نے خاصا تفصیل سے جواب دیا اور اس کے انداز پر زین نے آنکھیں کھول کے پہلے اسے دیکھا پھر علوینہ کو جب کہ مناہل سر جھکائے مسکراہٹ ضبط کرنے کی کوشش کر رہی تھی. مگر دوسری طرف بھی ایم بی اے ڈیپارٹمنٹ کا ٹاپ ٹین پوزیشن ہولڈر تھا اس

نے اپنے مخصوص بردبار انداز میں کہا,

''میں تو کسر نفسی سے کام لے رہا تھا کہیں آپ یہ نہ سوچیں کہ میں اپنے منہ سے اپنی تعریف کر رہا ہوں انکلٹ آپ اب ہمارے گھر آتی نہیں ہیں اس لئے آپکو پتہ نہیں ہے کبھی ہمارے یہاں آیئں تو آپکو اپنی لائبریری دکھاؤں گا اس میں لٹریچر سے ریلیٹڈ خاصی کتابیں موجود ہیں."

ساتھ ہی اس نے بچپن کا حوالہ دیا جب وہ سب فرینڈز کسی نہ کسی کے گھر اکھٹا ہو کر خوب کھیلا کرتے تھے کہ سب کے گھر پاس پاس تھے, سب ہی ایک ہی اسکول میں پڑھتے تھے اور سب سے زیادہ سب کی فیملیز کے آپس میں گہرے تعلقات تھے مگر ٹائم کے ساتھ علوینہ اور مناہل کا ان سب کے ساتھ اکھٹا ہو کر کھیلنا کم ہو گیا تھا علوینہ نے ایک گہرا سانس لیا اور کہا, ''

الرائٹ! آؤنگی کسی دن آپکی وہ لائبرری دیکھنے.''

کہتے ہوئے قدرے مسکرائی جب کہ اس نے سر کو ہلکا سا خم دیا اور کہا, "شیور! اینی ٹائم!"

جواب میں کوئی کچھ کہتا کہ صائم کی آواز نے سب کو اپنی سمت متوجہ کر لیا,"

"ہیلو ایوری ون!"

ان سب کے سر ایک ساتھ اس کی سمت گھوم گئے اور اس کے مسکراتے وجیہ چہرے سے ہوتی سب کی نظریں اس کے ساتھ کھڑی سبرینہ کے چہرے پہ جم گیئں. مناہل کی حالت سب سے جدا تھی وہ ساکت سی اس کے چہرے پہ نظریں جمائے ہوئے تھی,دل کی دھڑکن بیحد مدھم تھی.دل کو ابھی سمجھایا بھی نہیں تھا,دل تو ابھی سنبھلا بھی نہیں تھا کہ وہ ہو گیا جس سے وہ بچنا چاہ رہی تھی مگر کب تک وہ اس سچ سے فرار حاصل کر سکتی تھی ایک نہ ایک دن تو اس سچ سے سامنا ہونا ہی تھا تو پھر آج کیوں نہیں؟اس نے بمشکل اپنے اوپر قابو پایا اور دماغ کو حاضر کر کے ان سب کی سمت متوجہ ہوئی. صائم سب سے سبرینہ کا تعارف کروا رہا تھا اور پھر سب سے آخر میں وہ اس کی سمت آیا جہاں وہ بیٹھی تھی اور سبرینہ سے کہا,

"اور یہ مناہل ہے جس کے بارے میں میں نے تم کو بتایا تھا۔"

سبرینہ نے مسکراتے ہوئے صائم سے کہا,

"ہاں مجھے یاد ہے تمہاری وہ کزن جس کے پیرنٹس نہیں ہیں اور جو تمہارے گھر میں رہتی ہے۔"

کہتے ہوئے مناہل کو دیکھا جس کا چہرہ پھیکا پڑ گیا تھا۔بظاہر اس نے عام سی بات کہی تھی,چہرے پہ بھی مسکراہٹ تھی مگر لہجہ کہیں بیحد چبھن لئے ہوئے تھا جو مناہل کے دل میں ترازو ہو گیا.اس نے نم آنکھیں اٹھا کے صائم کو دیکھا جو خود بھی حیران سا سبرینہ کو دیکھ رہا تھا جیسے امید نہ ہو کہ وہ اس طرح کہہ دے گی باقی سب بھی حیرانی بلکہ ناگواری سے اسے دیکھ رہے تھے جب کہ مناہل صائم کو دیکھ رہی تھی بڑی بڑی بادامی آنکھوں میں آنسوؤں کی چادر تنی تھی جس سے اس کی گھنی گھنی پلکیں بھیگی سی تھیں جب کہ نظریں شکوہ کر رہیں تھیں کہ یہی تعلق تھا میرا اور تمہارا جب اسکا ضبط جواب دے گیا تو وہ تیزی سے اٹھی اور بنا کسی سے کچھ کہے اور بنا کسی کی سمت دیکھے صائم کے قریب سے گزر گئی, تبھی باقیوں کو ہوش آیا علوینہ نے اس کے پیچھے جاتے ہوئے اسکو پکارا,

"مناہل! رکو سنو تو!"

مگر وہ رکی نہیں. صائم نے بھی ان دونوں کے پیچھے بڑھائے مگر سبرینہ نے اس کا ہاتھ

تھام کر روک لیا اور کہا,

''اسکو کیا ہوا ہے اور تم کہاں جا رہے ہو؟''

جواب میں اس نے سنجیدگی سے کہا,

''تم کو ایسا نہیں کہنا چاہیے تھا."

سبرینہ نے جواب میں اپنے مخصوص نخوت بھرے انداز میں کہا,

''میں نے ایسا کچھ نہیں کہا اب تمہاری کزن اتنی سینسیٹو ہے اور اس کو سچ بات اتنی بری لگی تو میں کیا کروں."صائم نے حیرانی سے اسکو دیکھا جیسے یقین نہ آیا ہو کہ یہ وہی سبرینہ ہے جس کی پلیزنٹ پرسنیلٹی اس کو لاکھوں میں ممتاز کرتی تھی. حیرانی سے باہر آتے اس نے کہنا چاہا,

''یو نو وہاٹ؟''

پھر بات ادھوری چھوڑ دی اور کہا,

''فارگیٹ اٹ.!"

کہتا ہوا اس طرف چلا گیا جس طرف مناہل گئی تھی. وہ تیزی سے ڈیپارٹمنٹ کی

سیڑھیاں چڑھتا اوپر آیا وہ اسے کاریڈور کے اخری کونے پر واش روم کے پاس, علوینہ کے ساتھ کھڑی نظر آ گئی وہ تیز تیز قدم اٹھاتا اس طرف آیا اور اس کا گلابی چہرہ جو رونے کے وجہ سے سرخ ہو رہا تھا, بھیگی بھیگی نم پلکیں دیکھ کر تاسف میں گھر گیا علوینہ جو مناہل کو تسّلی دے رہی تھی, صائم کو دیکھ کر لب بھینچ گئی۔ صائم مناہل کے سامنے جا رکا وہ اسکو اپنے نزدیک دیکھ کر نظروں کے ساتھ سر بھی جھکا گئی صائم نے بے بسی سے اس کے بھیگے رخسار دیکھے پھر آہستگی سے اس کے نرم نازک ہاتھ تھام لئے جب کہ وہ اس کے ایسا کرنے پر گھبرا کے ارد گرد دیکھنے لگی. وہ اس کے چہرے پہ نظریں جمائے اس سے کہہ رہا تھا, ''سوری مناہل! سبرینہ کی طرف سے میں تم سے معافی مانگتا ہوں."

مناہل کے ہونٹوں پر ایک زخمی سی مسکراہٹ پھیل گئی اور کہا,

''آپ معافی کیوں مانگ رہے ہیں؟''

کہتے ہوئے گھنی پلکیں اٹھا کر صائم کی سمت دیکھا, اس کی خوبصورت آنکھوں میں عجیب سا درد ہلکورے لے رہا تھا. وہ چند لمحے ان آنکھوں میں دیکھتا رہا وہ خاموش کھڑی ہونٹ کاٹ رہی تھی مگر علوینہ سے اس کی یہ کیفیت برداشت نہیں ہو رہی تھی

www.neweramagazine.com

،اسکا ضبط ایک دم ہی جواب دے گیا اور وہ تنک کے بولی,

"بالکل! تم کو مناہل سے معافی مانگنے کے بجاے اس سبرینہ کو جا کر بولنا چاہیے جسے بات کرنے کی بالکل تمیز نہیں ہے."

صائم نے مناہل سے نظریں ہٹا کر علوینہ کو دیکھا تبھی مناہل نے روئی روئی دھیمی آواز میں کہا,

"پلیز علوینہ!"

جواب میں وہ اس کو بھی سمجھاتے ہوے بولی,"

تم تو چپ رہو, تم نے اس کی بکواس سن کیسے لی میں ہوتی تو محترمہ کو اچھی طرح سناتی کہ دماغ درست ہو جاتا."

صائم جو علوینہ کی ساری بات تحمل سے سن رہا تھا اور جانتا تھا کہ وہ صحیح کہہ رہی ہے مگر وہ بات بڑھانا نہیں چاہتا تھا اسی لئے تحمل سے بولا,

"علوینہ میں مانتا ہوں غلطی سبرینہ کی ہے میں ایکسکیوز کر رہا ہوں مگر تم بھی اب بات مت بڑھاؤ."

علوینہ نے مناہل کو دیکھا جو اس کو ملتجی نظروں سے دیکھ رہی تھی پھر ایک

تیز نظر صائم پر ڈال کر کلاس کی سمت بڑھ گئی. وہ مناہل کی سمت متوجہ ہوا اور کہا,

''تم نے میری سوری ایکسیپٹ کر لی."

جب کہ وہ اس کے معذرت کرنے پر شرمندہ سی ہو کر بولی,

''ایسی کوئی بات نہیں ہے آپ سوری مت بولیں آپ کی کوئی غلطی نہیں ہے مجھے بھی

اتنا سینسیٹو نہیں ہونا چاہیے تھا."

صائم نے نظر بھر کے اس کے خوبصورت چہرے کو دیکھا جب کے اس نے نظریں

جھکائے جھکائے پوچھا,

''میں جاؤں؟''

وہ اس کی آواز پہ چونکا اور کہا,"

''ہمم!

جواب میں وہ دھیمی آواز میں بولی,"

میری کلاس ہے. مجھے جانا ہے."

صائم نے ایک نظر اس کو دیکھا پھر اس کے ہاتھ کو جو اس کی گرفت میں تھا اور خفیف سا ہو کر اس کا ہاتھ چھوڑ دیا جب کہ وہ تیزی سے پلٹ کے کلاس کے اندر چلی گئی۔

———آج سنڈے تھا اور سب ہی گھر پہ تھے سوائے صائم کے, وہ جانتی تھی کہ وہ کہاں ہے مگر اس نے اس خیال کو جھٹک کے اپنے آپ کو سب کے ساتھ مصروف رکھا تھا ابھی بھی وہ دادو کے بیڈروم میں کارپٹ پہ بیٹھی طٰہٰ کے ساتھ لڈو کھیل رہی تھی جب کہ دادو مسکراتے ہوئے ان دونوں کا گیم انجوئے کر رہی تھیں جبھی نگین بھابھی وہاں چلی آئیں اور دادو کو مخاطب کرتے ہوئے کہا،

"شکر ہے دادو آج مناہل کی شکل تو نظر آ رہی ہے ورنہ تو اس کو کتابوں کے ڈھیر میں ڈھونڈنا پڑتا ہے."

ان کے انداز پر مناہل کے ساتھ ساتھ دادو بھی مسکرا دیں اور انکو جواب دیتے ہوئے کہا،

"اس نے کہاں جانا ہے مگر وہ تمہارا چھیتا دیور کہاں ہے؟ صبح کے بعد سے نظر ہی نہیں آیا."

اس ذکر پر مناہل کا دل زور سے دھڑکا وہ بمشکل اپنا دھیان گیم کی طرف دوبارہ لگا پائی. بھابھی دادو کی تسّلی کرواتے ہوے بولیں, "

"دادو وہ تو شہیر اور زین کے ساتھ گیا ہے.

"اور واپسی کب ہو گی؟"

دادو یہ تو نہیں بتا کر گیا اگر آپ کہیں تو اسے کال کر کے پوچھ لوں. "

انھوں نے دادو کی تسسلی کی خاطر پوچھا. جواب میں وہ منع کرتے ہوے کہنے لگیں,

"نہیں رہنے دو مگر آج یہ آے تو اس کے کان ضرور کھینچنے ہیں. "

بھابھی نے مسکرا کے اثبات میں سر ہلایا اور مناہل کی سمت متوجہ ہوتے ہوے کہا,

"مناہل! یاد ہے نا تمہیں میرے ساتھ شاپنگ پر چلنا ہے. " اور وہ جو بھول چکی تھی ان کی یاددھیانی پر انکو دیکھنے لگی. بھابھی نے اس کے انداز پر تنبیہ کرتے ہوئے کہا,

"اب یہ مت کہنا کہ تم بھول گیئں. "

جواب میں اس نے معصومیت کے سارے ریکارڈ توڑتے ہوے کہا,

''بھولی تو نہیں ہوں مگر کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ کسی اور دن چلیں."

اس نے منّت بھرے انداز میں ان کو دیکھا مگر وہ کوئی ایکسکیوز سننے کے موڈ میں نہیں تھیں اسی لئے رعب سے کہا,

''جی نہیں! ایسا بالکل نہیں ہو سکتا کہ آپ بھی صائم کی طرح کم کم ہی ہاتھ آتی ہیں."

اس حوالے پر اس کے دل سے ایک ٹیس اٹھی مگر وہ بمشکل مسکرائی جب کہ بھابھی بات اگے بڑھاتے ہوئے بولیں,

''مناہل ڈیر ڈرائینگ روم اور لاونج کے کرٹنز اور صوفہ کورز چینج کرنے ہیں گھر کی اور بھی کتنی چیزیں ہیں جو لینی ہیں اور یہ کام میں اکیلے نہیں کر سکتی اس کے لئے تمہاری رائے بیحد اہم ہے."

بظاہر بہت عام سی بات تھی مگر انھوں نے جس طرح مان سے کہا تھا اور اس کی رائے کو اہم مانتے ہوئے اس کو چلنے کو کہا تھا یہ بات اس کا ڈھیروں خون بڑھا گئی تھی تبھی اس نے مسکراتے ہوئے کہا تھا,

''اوکے بھابھی! ہم آج ہی چلیں گے."

بھابھی نے محبت سے اس کا گال تھپکا اور کہا,

"تھیٹس لائک آ گڈ گرل!"

ان کے انداز پر وہ سرشار سی ہو کر مسکرادی اور وہ اس کو ۳ بجے تک تیار ہونے کا کہہ کر خود بھی تیار ہونے چلی گئیں.

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

چھٹی کی وجہ سے سڑکوں کے علاوہ مال کے اندر بھی خاصا رش تھا. جلدی جلدی کرتے ہوئے بھی ان دونوں کو کافی دیر لگ گئی اور جب وہ دونوں سامان سے لدی پھندی مال سے باہر آئیں تو شام کے سائے گہرے ہو رہے تھے. بھابھی نے شام گہری ہوتے دیکھ کر کہا,

"اوہ میرے خدا! اتنی دیر ہو گئی."

جواب میں مناہل شرارت سے بولی,"

اسی لئے دائم بھائی آپ کے ساتھ شاپنگ پہ نہیں آتے۔"بھابھی سامان گاڑی میں رکھوا رہیں تھیں بولیں،

"کیا مطلب؟" مناہل اپنی شرارت کو آگے بڑھاتے ہوئے کہنے لگی،

"مطلب یہ کہ ایک بار آپ مال کے اندر چلی جائیں تو آپکو باہر نکالنا کتنا مشکل ہوتا ہے یہ دائم بھائی سے زیادہ بہتر کون جان سکتا ہے۔"

بھابھی نے گھور کر اسکو دیکھا اور کہا، "تم پر بھی صائم کے اثرات ہوتے جا رہے ہیں، اپنے دائم بھائی کی بڑی طرفداری کر رہی ہو کبھی اس بیچارے کا سوچا ہے جس سے تمہاری شادی ہوگی۔"

یہ بات اور صائم کا حوالہ مناہل کے دل پر برچھی بن کر لگی تھی وہ قصداً"رخ پھیر کر کھڑی ہوگئی اور ارد گرد نظر دوڑانے لگی تبھی سامنے سے صائم کی گاڑی گذری اس کے ساتھ فرنٹ سیٹ پہ ہنستی مسکراتی سبرینہ بیٹھی تھی۔ان دونوں کو دیکھ کر مناہل کا دل ڈوبا۔اس کی خاموشی محسوس کر کے بھابھی نے اس کی سمت متوجہ ہوئیں تبھی انکی نظر بھی سامنے سے گذرتی صائم کی گاڑی پہ اور اس میں صائم کے ساتھ بیٹھی طرحدار اور خوبصورت سی لڑکی پہ پڑی جوان کے لیے حیرانی کا باعث اس لیے تھی کے

NEW ERA MAGAZINE Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس سے پہلے صائم کے گروپ میں لڑکیاں تو ہوتی تھیں مگر اس طرح کسی لڑکی کے ساتھ نظر آنا پہلی بار ہوا تھا وہ خود کلامی کے انداز میں کہہ رہیں تھیں،

"صائم کے ساتھ کون ہے؟"

مناہل کا دل دھڑکا مگر وہ ایسے بن گئی جیسے دیکھا ہی نہ ہو تبھی بھابھی نے اس سے پوچھ لیا، "تم نے دیکھا صائم کو؟" گو وہ اپنے دل کو سنبھال چکی تھی مگر ان کے پوچھنے پر پھر گڑبڑا گئی اور کہا،

"ج ج....جی نہیں!"

بھابھی کا دھیان شاید ابھی بھی صائم کی طرف تھا اسی لئے بے دھیانی میں سر ہلا دیا اور گاڑی میں بیٹھ گئیں۔ دونوں اپنی جگہ خاموش اپنی اپنی سوچ میں ڈوبی ہوئی تھیں.

وہ جب سے شاپنگ سے واپس آئی تھی تب سے ادھیڑ بن کا شکار تھی ابھی بھی کچھ سوچ کے اٹھی مگر دوبارہ بیٹھ گئی اور اپنا سر ہاتھوں میں گرا لیا. وہ سوچ رہی تھی اور سوچ

سوچ کے پریشان ہو رہی تھی. جب کوئی سرا ہاتھ نہ آیا تو اس نے یہی سوچ کر اپنے آپ کو تسلی دی کہ ایک نہ ایک دن تو یہ بات گھر میں سب کو پتہ چلنی ہی ہے اور اس پہ متفق بھی ہونا لازمی ہے تو پھر یہ سب سوچ کے پریشان ہونے کا کیا فائدہ جب کہ اس سے آپکا تعلق بھی نہ ہو مگر اس سب کے باوجود دل کو بے چینی سی لگی ہوئی تھی اور اسی بے چینی کے زیر اثر اس کی آنکھ نہ جانے کب لگ گئی.

وہ ابھی ابھی یونیورسٹی سے آئی تھی ارادہ تھا کہ دادو, ماما اور بھابھی کو سلام کر کے فریش ہونے جائے گی اس کے اندازے کے مطابق ماما اور بھابھی اس وقت کچن میں تھیں وہ بھی کچن کی سمت آ گئی مگر دادو کی کچن میں موجودگی اس بات کو ثابت کر رہی تھی کہ ضرور کوئی ایمپورٹینٹ ڈسکشن چل رہا ہے اور اس کا دل جانتا تھا کہ بات کیا ہو رہی ہے اس کے پیر جیسے زمین نے جکڑ لئے نہ وہ اندر جا سکی اور نہ ہی واپس مڑ سکی. اندر سے بھابھی کی آواز صاف سنائی دے رہی تھی جو کہہ رہیں تھیں,

''میں تو اس کو کسی لڑکی کے ساتھ دیکھ کر ہی حیران رہ گی ٹھیک ہے اس کے گروپ

میں بھی بہت سی لڑکیاں ہیں مگر اس طرح کی بے تکلفی تو کسی سے بھی نہیں ہے۔"

جواب میں دادو کی پر سوچ آواز سنائی دی،

"آج سے پہلے تو صائم نے کبھی اس طرح کسی لڑکی سے دوستی نہیں کی کہ اسے گھر والوں سے چھپانا پڑے۔"

جب کہ بھابھی ابھی بھی فکر مندی سے کہہ رہیں تھیں، "مجھے تو وہ لڑکی اچھی خاصی تیز طرار لگ رہی تھی، میں نے مناہل سے بھی پوچھا مگر اس نے دیکھا ہی نہیں۔"

اس دوران ماما بالکل خاموش تھیں اور کسی گہری سوچ میں ڈوبی ہوئی تھیں جب دادو نے ان کو مخاطب کر لیا،

"سفینہ تم کیا سوچ رہی ہو؟"

جواب میں ماما کی روہانسی سی آواز سنائی دی،

"اماں! آپ جانتی ہیں نا کہ میں نے صائم کے حوالے سے ہمیشہ کیا سوچا ہے؟ اب اگر اس نے اس حوالے سے کچھ اور سوچا تو کیا ہو گا؟"

ان کے لہجے سے فکر مندی صاف جھلک رہی تھی جب کہ دادو ان کے مقابلے میں

www.neweramagazine.com

رسان سے کام لے رہیں تھیں اس لئے اپنے مخصوص رسانیت بھرے لہجے میں ان کو بھی سمجھاتے ہوے کہنے لگیں,

"ارے بیٹا! اس میں اتنا پریشان ہونے کی کیا بات ہے آخر ہم پڑھے لکھے لوگ ہیں اسی حساب سے اتنا لبرل تو ہونا چاہیے کہ بچے اپنی خوشی سے کوئی فیصلہ کریں تو ہم اس کو بخوشی مان لیں."

جواب میں سفینہ مزید روہانسی ہو گئیں اور اسی لہجے میں کہنے لگیں,

"اسی لئے میں کہتی تھی کہ بچوں کو ہمارے فیصلے سے اگاہ کر دینا چاہیے اگر بچپن سے یہ بات ذہن میں بیٹھ جائے تو بچے بھی ایک بات پہ متفق ہو کر اپنا ذہن بنا لیتے ہیں مگر جنید نے کہا جب وقت آے گا دیکھا جاے گا."

بات کرتے کرتے ان کی آنکھوں میں با قاعدہ آنسو آ گے, بھابھی ان کا شانہ تھام کر ان کو تسلّی دے رہیں تھیں جب کہ دادو کے چہرے پر فکر مندی کے اثار تھے اور باہر کھڑی مناہل کو ان کی الجھی الجھی باتیں سمجھ میں تو نہیں آ رہیں تھیں مگر یہ بات اس کے لئے باعث فکر تھی کہ ماما کو صائم کا اس طرح کسی لڑکی سے دوستی کرنا پسند نہیں آیا ہے اندر سے ابھی بھی ماما, دادو اور بھابھی کی باتوں کی آواز آ رہی تھی مگر وہ دل پر بوجھ لئے وہاں

سے ہٹ گی.

وہ گھر کے بیک سائیڈ پہ بنے پول میں پیر ڈالے بڑے ریلیکس انداز میں بیٹھا تھا, ایک ہاتھ سے باسکٹ بال ڈربل کرتا کبھی چاند کو دیکھتا اور کبھی مسکرانے لگتا. اس کے ہر انداز سے اس کی خوشی کا اندازہ ہو رہا تھا. تبھی مناہل نے کھنکھار کے اسے متوجہ کیا اور وہ ایک دم پلٹ کے اسے دیکھنے لگا اور کہا,

"اوہ تم ہو؟"

وہ آگے بڑھ آئی اور پوچھا،

"تو آپ کو کیا لگا کہ کون ہے؟"

کہتے ہوئے خود بھی پول میں پیر ڈال کے بیٹھ گئی اور ساتھ ہی کافی کا ایک مگ اسے تھما دیا صائم نے ایک نظر اسے دیکھا پھر مسکراتے ہوئے کافی کا سپ لیتے ہوئے کہا،

"لگتا ہے تم کو بہت ضروری بات کرنی ہے تبھی پوری تیاری کے ساتھ آئی ہو."

جواب میں مناہل نے حیران نظروں سے اسے دیکھا اور پوچھا,

"کیا مطلب ؟"

اور وہ شرارت سے مسکراتے ہوئے کہنے لگا,

"اس سے پہلے میرے کتنا کہنے پر بھی تم نے کبھی رات کو کافی بنا کر نہیں دی اور دادو سے شکایت کرنے کی دھمکی الگ اور آج تو خاص طور پہ خود کافی بنا کے لآئی ہو. کیا بات ہے؟ ویسے آپس کی بات ہے دادو کو جب پتہ چلے گا کہ رات کے اس ٹائم ہم دونوں نے کافی پی ہے تو کتنا ڈانٹیں گیں."

اس کا انداز سراسر شرارتی تھا, مناہل کے ہونٹوں پر بھی پھیکی سی مسکراہٹ پھیل گئ مگر وہ خاموشی سے کافی کے سپ لیتی رہی. وہ بھی خاموش تھا اور اس کے بولنے کا منتظر تھا. کچھ دیر بعد مناہل نے ہی اسکو مخاطب کیا,

"صائم!"

جواب میں اس نے صرف اتنا ہی کہا,

"ہمم!"

جیسے چاہ رہا ہو کہ جو وہ کہنا چاہ رہی ہے بلا جھجھک کہے. مناہل نے ایک گہرا سانس لیا اور کہا,

"آپ کو سبرینہ کے بارے میں گھر والوں کو بتادینا چاہیے."

اس نے ایک دم سے کہہ دیا اور اس کی سمت دیکھا جو اطمینان سے بیٹھا تھا اس کا خیال تھا کہ وہ چونک جائے گا یا پھر حیران تو ضرور ہوگا مگر ایسا کچھ نہیں ہوا, وہ اطمینان سے بیٹھا اس کی بنائی کافی کے سپ لیتا رہا وہ اس کے جواب کی منتظر خاموش سی بیٹھی تھی, دل میں ڈر بھی تھا کہ وہ پتہ نہیں اس کے بارے میں کیا سوچے. صائم نے کافی ختم کی اور مگ سائیڈ پہ رکھ کے اس کی سمت مڑا اور کہا,

"یار! اس میں بتانے والی کیا بات ہے."

مناہل نے اس کو حیرانی سے دیکھا جب کہ وہ لاپرواہی سے کہہ رہا تھا,

"جب وقت آئے گا بتادوں گا."

جواب میں وہ سنجیدگی اور بردباری سے بولی,

"میرا خیال ہے یہی وقت مناسب ہے کہ آپ فیملی میں سب کو بتادیں."

صائم نے سر گھما کے اس کی سمت دیکھا وہ از حد سنجیدہ لگی مگر وہ اسی انداز میں کہنے لگا جو اس کا خاصا تھا,

''میرے یہ سمجھ نہیں آرہی کہ اچانک ایسا کیا ہوا ہے جو میڈم مناہل سب کچھ چھوڑ کر مجھ سے اس ٹاپک پہ بات کرنے آئی ہیں؟''

مناہل نے اسی سنجیدگی سے جواب دیا,

''کیوں کہ بھابھی نے آپ کو کل اس کے ساتھ دیکھ لیا ہے اور اگر بھابھی کو پتہ ہے تو ماما اور دادو کو پتا چلنا لازمی ہے."

اس بات پر وہ واقعی چونک گیا اور خاصے فکر مند انداز میں اس کو دیکھتے ہوے بولا,"اوہ نو! یہ تو گڑبڑ ہو گئی۔''

کہتے ہے اسے دیکھا تو وہ فورا" بولی,

''میں نے انھیں کچھ نہیں بتایا."

جواب میں اس نے جھنجلا کے کہا,

''اوہو! یہ میں نے کب کہا؟ میرا کہنے کا مطلب ہے کہ ان کو پتہ کیسے چلا؟''

جواب میں مناہل نے اس کو بتادیا کہ وہ اور بھابھی شاپنگ کے لئے گئیں تھیں اور وہیں انھوں نے اس کو سبرینہ کے ساتھ دیکھا تھا ساری بات سن کر صائم کے چہرے پر سوچ کی لکیریں گہری ہو گیئں جب کہ وہ سمجھاتے ہوئے کہہ رہی تھی,

''اسی لئے میرا مشورہ ہے کہ آپ گھر میں اپنے اور سبرینہ کے بارے میں ذکر کر دیں اس سے پہلے سب کو کسی اور ذریعے سے ان کے علم میں یہ بات آئے اور سب کی فیلنگ ہرٹ ہوں آپ خود یہ بات سب کو بتادیں."

صائم نے کچھ سوچتے ہوئے اس سے کہا,"یار! بتا تو میں دوں مگر میں نے سبرینہ سے اس طرح کی کوئی بات نہیں کی اور نہ ہی کیا اس نے کسی ایسی خواہش کا اظہار کیا."

مناہل نے حیرانی سے اسے دیکھا تو اس نے وضاحت دیتے ہوئے کہا,

''اصل میں وہ ٹپیکل لڑکیوں کی طرح نہیں ہے بہت پریکٹیکل اپروچ ہے اس کی,شادی وغیرہ کا تو ہم دونوں میں سے کسی نے سوچا بھی نہیں."

مناہل اس کی بات بغور سن رہی تھی اس کی بات کے اختتام پر اس نے کہا,

''پریکٹیکل اپروچ کا مطلب یہ تو نہیں ہے کہ بندہ اپنی لائف یا اس سے متعلق کسی پہلو پہ

www.neweramagazine.com

نہ سوچے جب کہ آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ ہمارے گھر کا ماحول بہت لبرل ہے مگر اس کے باوجود بہت سے معاملات میں وہی روایتی سوچ ہے جو کہ ایک اچھی چیز ہے۔"

صائم اس کی بات غور سے سن رہا تھا یا کسی سوچ میں ڈوبا تھا وہ اندازہ نہ کر پائی اسی لئے ماحول کو ہلکا پھلکا رنگ دینے کے لئے ہلکے پھلکے انداز میں کہنے لگی،

"ماما اور بابا کچھ اور نہ سوچ لیں اس سے پہلے آپ کچھ کر لیں ورنہ پھر نہ کہیے گا کہ خبر نہیں ہوئی۔"

اس کے مخاطب کرنے وہ پر سوچ انداز میں بولا،

"کہہ تو تم ٹھیک رہی ہو۔"

پھر اس کی سمت دیکھتے ہوئے بولا،

"ویسے مناہل تم بہت سمجھدار ہو۔"

اس کمنٹ پر مناہل نے اپنی بڑی بڑی آنکھیں وا کر کے اس کی سمت دیکھا اور مسکرا دی پھر اسی مسکراہٹ کے ساتھ بولی،

"تعریف کا شکریہ۔"

اس کے انداز پر وہ بھی مسکرایا اور بولا,

"چلو پھر تمہارے مشورے پر عمل کرتے ہوئے سبرینہ سے بات کرتے ہیں."

اس کے کہنے پر مناہل کا دل ڈوب کے ابھرا مگر بمشکل ہی سہی اس نے اپنے روتے کرلاتے دل کو سمجھالیا کے یہ سب اسی طرح ہونا ہے اور پھر ابھی تو پہلا مرحلہ ہے آئندہ تو اور بھی بہت کچھ ہوگا جس کے لئے اس کو دل اور ضبط دونوں بڑے کرنے ہونگے. یہی سب سوچ کے وہ اٹھ کھڑی ہوئی اور پول سے باہر آتے ہوئے بولی,

"بات بھی کریں اور گھر والوں سے بھی انٹروڈیوس کروادیں."

صائم نے اس پیاری سی لڑکی کو دیکھا جو سب کی خوشی کا سوچتی تھی اور مسکراتے ہوئے خود بھی پول سے باہر آگیا اور بولا,"

"ایز یو وش! یور ہائنس!"

اس کے انداز پہ وہ بھی مسکرائی اور اندر کی سمت بڑھ گئی وہ کچھ دیر اسے جاتے ہوئے دیکھتا رہا پھر خود بھی اندر بڑھ گیا.

وہ اسے کیفیٹیریا لے آیا تھا اور اب وہ دونوں ایک دوسرے کے آمنے سامنے بیٹھے تھے جب سبرینہ نے اس سے پوچھ لیا,

"ہاں بولو! کیا ضروری بات کرنی تھی جو اس طرح ارجنٹلی یہاں لے کر آئے ہو؟"

جواب میں اس نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا,

"تمہیں دیکھ کے میں ساری باتیں بھول جاتا ہوں."

اس کے انداز پہ وہ زور سے ہنس پڑی جیسے یہ تعریف تو اس کا حق ہے وہ اسے اپنی روشن آنکھوں کے حصار میں لئے ہوئے تھا کچھ دیر بعد اس کی ہنسی رکی اور اس نے اس کی سمت دیکھتے ہوئے کہا,

"اوہو صائم ہمدانی صاحب ڈائیلاگ بول رہے ہیں."

صائم نے اس کو گھور کے دیکھا اور کہا, "تم کو میری سچی محبت ڈائیلاگ لگ رہی ہے لگتا ہے تمہاری ایکٹنگ بند کروانی پڑیگی."

اس نے مذاق میں یہ بات کہی تھی مگر وہ جو شرارت سے مسکراتے ہوئے اپنی مدہوش

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کن آنکھوں اور خوبصورت مسکراہٹ کے ساتھ اسے دیکھ رہی تھی وہی خوبصورت مسکراہٹ سمٹنے میں ایک لمحہ بھی نہیں لگا اور وہ کہہ رہی تھی،

''سبرینہ کبیر کو کوئی کنٹرول کرے ایسا کبھی ہوا نہیں اور تم تو یہ کبھی سوچنا بھی مت."

وہ یہ سب کہہ رہی تھی جب کہ صائم اس کا انداز دیکھ کے حیران ہوا پھر اس کا چہرہ ایک دم سرخ ہو گیا مگر وہ بمشکل اپنے اوپر قابو پا کر رسانیت سے بولا, "سبرینہ میں صرف مذاق کر رہا تھا."

مگر وہ تب بھی تنے تنے نقوش اور تیکھی نظروں سے اسے دیکھتی رہی کچھ دیر بعد اس نے اپنے تنے ہوئے نقوش کو ڈھیلا چھوڑ دیا اور گہرا سانس لیکر اپنی حالت پر قابو پانے کی کوشش کرتی رہی جب وہ کچھ بہتر ہوئی تو صائم نے اس سے پوچھا,

''آر یو آل رائٹ!"

لہجے میں تشویش تھی سبرینہ نے کسی حد تک اپنے طیش پہ قابو پا لیا تھا اسی لئے اثبات میں سر ہلایا اور کہا,

''صائم! مجھے آیندہ ڈکٹیٹ مت کرنا کہ مجھے کیا کرنا ہے اور کیا نہیں کیوں کہ اس کی

اجازت تو میں نے اپنے پیرنٹس کو بھی نہیں دی."

کہتے ہوے اس نے صائم کی آنکھوں میں دیکھا جہاں حیرانی کے رنگ واضح تھے مگر اب انکی جگہ ناگواری نے لے لی تھی. مگر سبرینہ وہ سب کہہ کر اپنے شائنی بال جھٹکتے ہوے نخوت سے بولی,

"اب کہو کیا بات ہے؟"

لہجہ بے نیاز تھا جو اس کی شخصیت کا خاصا تھا صائم کے لئے اس کا رویہ شاکنگ ہی تھا کہ اس کی ذات کا یہ پہلو اسے چاند میں لگے داغ کی طرح محسوس ہو رہا تھا مگر وہ اس جگہ کوئی سین کریٹ نہیں کرنا چاہتا تھا اس لئے تحمل سے بولا,

"میں سوچ رہا ہوں کہ تم کو اپنی فیملی سے ملواؤں اسی سلسلے میں تم سے بات کرنا چاہ رہا تھا."

جواب میں اس کی خوبصورت آنکھوں میں حیرانی کے رنگ چھلکے پھر ان میں استہزائیہ رنگ چھا گئے اور وہ ایک بار پھر زور سے ہنس پڑی عجیب استحزایہ سی ہنسی تھی صائم کو بھی غصّہ تو آیا مگر پی گیا جب کہ وہ بمشکل اپنی ہنسی پہ قابو پا کر بولی,

www.neweramagazine.com

"صائم یہ کون سا طریقہ ہے یہ بات بتانے کا اتنی فضول جگہ پہ تم مجھے یہ بات بتانے لائے ہو کم از کم اپنے اور میرے اسٹینڈرڈ کا ہی خیال کر لیتے."

اس کا انداز سراسر تضحیک اڑانے والا تھا. صائم کو برا تو لگا مگر وہ اس کے مزاج کو بھی کچھ کچھ سمجھ رہا تھا اس لئے اس نے بمشکل اپنا موڈ بحال کرتے ہوئے کہا,

"اوہ! مائی بیڈ! تمہارا موڈ خراب ہونا جائز ہے. غلطی میری ہی ہے جو اتنی اہم بات کرنے کے لئے اس جگہ کا انتخاب کیا مگر میں کیا کرتا مناہل کہ کہنے پر میں اتنا ایکسائیٹڈ ہو گیا کہ سوچا فورا" تم سے یہ بات شیئر کر لوں."

مناہل کے ذکر پہ سبرینہ نے آنکھیں سکیڑ کے اسے دیکھا اور کہا,

"وہاٹ ڈو یو مین مناہل کہ کہنے پر؟"

اور وہ جو اپنی دھن میں اس سے اپنے دل کی بات شیئر کر رہا تھا ایک دم چپ ہو کر اسے دیکھنے لگا پھر رک کر اور سنبھل سنبھل کر کہنے لگا,

"ہاں اسی نے توجہ دلائی ہے ورنہ میں تو بہت کیئر لیس ہوں اور وہ بہت سمجھدار."

کہتے ہوئے اس کے عنابی مائل ہونٹوں پہ مسکراہٹ پھیل گئی اور روشن آنکھیں کسی

خیال کے تحت مزید جگمگانے لگیں. جب کہ اس کی باتوں سے زیادہ مناہل کے لئے اس کے احساسات سے سبرینہ نے جو معنی اخذ کیئے وہ اسے غصّہ دلانے کے لئے کافی تھے ویسے بھی وہ کافی دنوں سے یہ نام پورے ڈیپارٹمنٹ میں گردش کرتا ہوا سن رہی تھی جو اساتذہ کے لئے باعث فخر تھا اور کئی اسٹوڈنٹس کے لئے انسپریشن تھا اور وہ جو اپنے آپ سے زیادہ کسی کو کچھ سمجھتی نہیں تھی یہ کیسے برداشت کر لیتی کہ کسی اور کو اس سے زیادہ اہمیت ملے اسی لئے اس وقت اس نام کی تکرار پہ وہ غصّے میں آگئی اور اپنے طیش پہ قابو پائے بغیر بولی,

''مطلب گھر والوں سے ملوانے کا آئیڈیا مناہل کا تھا؟ صائم ایک بات تم میری سن لو مجھے تم اچھے لگتے ہو اور میں جب بھی شادی کا فیصلہ کروں اس وقت تم میری پہلی چوائس ہو گے مگر میرا زندگی گذارنے کا ایک کرائٹریا ہے جس میں میں کسی کی انٹر فیرنس برداشت نہیں کرتی اور جہاں تک رہ گیا مناہل کا سوال تو جب وہ ابھی اتنا انٹر فیر کر رہی ہے تو بعد میں کیا کریگی؟''

اس نے بنا کوئی لگی لپٹی رکھے نہایت بدتمیزی سے مناہل کو اس سارے معاملے میں بری طرح گھسیٹ لیا اور یہیں آکر صائم کی برداشت جواب دے گئی. وہ خاصے طیش میں

چیئر پہ سے کھڑا ہوا اور اپنی ہتھیلیاں ٹیبل پہ جما کے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے چبا چبا کے بولا,

''جیسا تم سمجھ رہی ہو ایسا نہیں ہے اور میں بھی تمہاری طرح کسی کو ایکسکیوز نہیں دیتا اور جہاں تک مناہل کا سوال ہے وہ بالکل بھی انٹر فیر نس نہیں کر رہی حالاں کہ اس کو پورا حق ہے مگر وہ پھر بھی ایسا نہیں کر رہی."

وہ بول نہیں رہا تھا غرّا رہا تھا اور روشن آنکھوں سے جیسے چنگاریاں نکل رہیں تھیں گو اسٹوڈنٹس کی موجودگی کے باعث آواز دھیمی تھی مگر اس کے چہرے سے اس کے غصّے کا اندازہ ہو رہا تھا جب کہ وہ اندر ہی اندر کھولتے ہوئے اس کی بات سن رہی تھی نجانے کیا بات تھی اس وقت اسے صائم کے غصّے سے خوف محسوس ہوا تھا اسی لئے وہ خاموش رہنے پر مجبور تھی. وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے اس سے مخاطب تھا,

''جس طرح تمہیں عادت نہیں ہے کہ کوئی تمہارے معاملے میں بولے اسی طرح مجھے بھی عادت نہیں ہے کہ کوئی مجھ سے متعلق رشتوں کی انسلٹ کرے اس لئے آئندہ سوچ سمجھ کے بولنا انفیکٹ آئندہ بولنا کیا ہمیں تو اپنے فیوچر کے بارے میں ابھی سے سوچ لینا چاہیے کہ ابھی سے اتنے کلیشیز ہیں تو آئندہ کیا ہو گا اسی حساب سے فیصلہ

لینا چاہیے. ٹھیک کہہ رہا ہوں نہ میں؟"

وہ اس کی سمت جھکے جھکے اس کی حیرت سے پھیلی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا جب وہ کچھ نہ بولی تو وہ اسی ٹون میں بولا,

"سوچ لینا اس بارے میں."

کہتا ہوا وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتا وہاں سے پلٹ کے نکلتا چلا گیا.

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ لائبریری میں تھی اور ورڈز ورتھ کی شاعری سے متعلق کتاب ڈھونڈنے میں مصروف تھی تاکہ نوٹس بنائے جا سکیں کہ علوینہ اس کو ڈھونڈتی ہوئی وہیں آ گئی اور اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا,

"تم یہاں ہو میں کب سے تم کو ڈھونڈ رہی ہوں."

اس کے مخاطب کرنے پر وہ مڑ کر اسے دیکھتے ہوئے مسکرائی اور کہا،

"ایسا کیا ہو گیا جو مس علوینہ مجھے اس طرح پوری یونیورسٹی میں ڈھونڈ رہی ہیں."

جواب میں علوینہ نے منہ بنا کے اپنی ستواں ناک چڑھائی اور کہا,

''ابھی تو کچھ نہیں ہوا مگر تم اگر اس طرح لاپرواہی دکھاتی رہیں تو ضرور کچھ نہ کچھ ہو جائے گا."

اس بات پہ مناہل نے آنکھیں سکیڑ کر اسے دیکھا اور اس کا چہرہ دیکھ کر بمشکل مسکراہٹ ضبط کی مگر ہونٹوں کے کناروں سے مسکراہٹ چھلکی پڑ رہی تھی جو اسے مزید خوبصورت بنا رہی تھی وہ اسی تاثر کے زیر اثر بولی,

''اللہ خیر کرے آج میڈم علوینہ کا موڈ کیوں آف ہے."علوینہ نے مزید ٹائم ضائع نہیں کیا صاف بتا دیا,

''ابھی میں نے صائم کو دیکھا تھا."

جواب میں مناہل نے کندھے اچکا دیے اور سوالیہ انداز میں اس کو دیکھا تو وہ چڑ کے بولی,

''وہ سبرینہ سے ملنے آیا تھا."

اس کی بات پہ مناہل کا دل ڈوب کے ابھرا مگر وہ کوئی بھی تاثر دیے بغیر کتاب کی سمت متوجہ ہوتے ہوئے کہنے لگی,

"تو کیا ہوا دونوں ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں تو ایک دوسرے سے ملنے میں کیا حرج ہے۔" مگر علوینہ اس کی بات سے متاثر ہوئے بغیر بولی،

"پسند تو تم بھی اسے کرتی ہو۔"

اس بات پہ مناہل کے دل پر چوٹ سی لگی اور درد سے آنکھیں نم ہو گیئں۔ وہ کوئی جواب نہ دے سکی جب کہ علوینہ نے اس کا رخ اپنی طرف موڑ دیا مگر اس کی بھیگی پلکوں والی خوبصورت آنکھیں اس کو بھی اداس کر گیئں وہ اسے مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگی،

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"تم کیوں اپنے ساتھ ایسا کر رہی ہو؟"

اس سوال پر مناہل نے اپنی بھیگی پلکیں اٹھا کر اس کی سمت سوالیہ نظروں سے دیکھا تو وہ اداسی سے کہنے لگی،

"تم صائم کو بتا کیوں نہیں دیتیں کہ تم اس سے محبت کرتی ہو۔"

اس بات پر مناہل کے خوبصورت چہرے پر خوف کے آثار چھا گئے اور وہ نفی میں سر ہلاتے ہوئے خوف کے عالم میں بولی،

''نہ.. نہیں !علوینہ پلیز میں ایسا نہیں کر سکتی."

کہتے ہوئے اس کا لہجہ روہانسا سا ہو گیا جب کہ علوینہ جوش سے بولی,

''تم نہیں کہہ سکتیں تو میں بات کرتی ہوں اس سے اور...."

ابھی وہ مزید کچھ کہتی کہ مناہل نے گھبرا کے اسکا ہاتھ تھام لیا جیسے وہ ابھی جا کر صائم کو سب بتا دیگی. علوینہ نے اسکو سوالیہ نظروں سے دیکھا تو وہ بولی,''کیا تم چاہتی ہو کہ میری عزت نفس داؤ پہ لگ جائے؟''علوینہ کی آنکھوں میں حیرانی چھلکی اور وہ بات آگے بڑھاتے ہوئے کہنے لگی،

''کہتے ہیں محبت اعزاز کی صورت ملے تو سر آنکھوں پر قبول کرنی چاہیے مگر خیرات کی صورت نہیں جب کہ اس محبت کا صائم کو احساس ہی نہیں ہے تو زبردستی احساس دلا کر ملیگا بھی کیا؟ کیا وہ محبت قابل قبول ہو گی جو زبردستی حاصل کی جائے. نہیں !اور پھر میری اپنی عزت اپنی نظروں میں کیا رہ جائے گی کیونکہ صائم نے تو ہمیشہ مجھے اپنا اچھا دوست مانا ہے اس سے زیادہ کچھ نہیں تو پلیز تم بھی یہ سب بھلا دو."

علوینہ نے ایک گہرا سانس لیا اور کہا,

’’ٹھیک ہے میں کچھ نہیں کہوں گی مگر میری ایک شرط ہے."

مناہل نے اپنی نم آنکھیں پوچھتے ہوے کہا,

’’کیسی شرط؟‘‘

علوینہ نے اس کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوے کہا,"

’’کہ تم اس کی وجہ سے اداس نہیں ہوگی."

مناہل اس کی بات پہ مسکرائی اور اثبات میں سر ہلایا,علوینہ خوش ہوتے ہوے بولی,

’’دیٹس لائیک آ گڈ گرل."

اس بات پہ وہ کھل کے مسکرائی اور علوینہ نے اس کو گلے لگالیا.

وہ سب بری طرح مصروف ہوگئے کہ امتحانوں کی ڈیٹ آگئی تھی. صائم, شہیر اور زین کا لاسٹ ایئر تھا تو ان تینوں پر تو اور ہی دھن سوار تھی کہ کچھ کر کے دکھانا ہے, استادزہ کو بھی ان تینوں سے خاصی امیدیں وابستہ تھیں. اسی حساب سے وہ تینوں ہی

مصروف تھے خوب زور وشور سے پڑھائی ہورہی تھی. مناہل اور علوینہ بھی اسی حساب سے مصروف تھیں اس دن کے بعد سے مناہل نے صائم سے کوئی بات نہیں کی تھی. ماما فکرمند تھیں اورانھوں نے اپنی پریشانی کا ذکر جنید ہمدانی سے بھی کیا تھا مگر انھوں نے یہ کہہ کر بات ختم کردی تھی کہ, "یونیورسٹی میں پڑھتی ہوگی, انسان کو اتنا نیرو مائنڈڈ بھی نہیں ہونا چاہیے." اور وہ ان کے جواب پہ دل مسوس کے رہ گئیں تھیں. جنید ہمدانی نے تو ان کے خدشات کو بے بنیاد قرار دے دیا تھا مگر وہ اپنے دل کا کیا کرتی جو وہموں میں گھرا رہتا تھا مگر سوا ے اپنے معاملات کو تقدیر کے حوالے کرنے کے ان کے پاس کوئی راستہ نہیں تھا اور وہ یہی کر رہیں تھیں. اور جہاں تک رہ گیا صائم کا سوال وہ آج کل اتنا بزی رہتا تھا کہ اس سے بات کرنے کا ٹائم نہیں مل رہا تھا جب کہ سبرینہ نے بھی اس کو اپنے حال پے چھوڑ دیا تھا کہ اس کو کسی کی منّت کرنے کی عادت نہیں تھی اسی حساب سے آج کل مکمل خاموشی اور یکسوئی تھی.

-————————

وہ لاسٹ پیپر دے کر کلاس سے باہر نکلا تھا سب ہی مطمین اور خوش تھے کہ

پیپر امید سے زیادہ اچھا ہوا تھا سب ہی ایک دوسرے سے پیپر ڈسکس کرتے پارکنگ کی سمت جارہے تھے وہ بھی شہیر اور زین سے باتیں کرتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا جب اسے وہ اپنی بائیک کے نزدیک کھڑی نظر آگئی ہمیشہ کی طرح فریش اور خوبصورت لگ رہی تھی ریڈ کلر کا ٹاپ اور وائٹ ٹراوزرز کے ساتھ ریڈ ہائی ہیلز سینڈلز پہنے لیئر کٹنگ بالوں کو کھلا چھوڑے کانوں میں گولڈ کے بڑے بڑے ایر نگز ڈالے جو اس کے فیس کٹ کے حساب سے اس پر بیحد سوٹ کر رہے تھے ڈے ٹائم کے حساب سے میک اپ کیئے وہ ہمیشہ کی طرح حسین اور طرح دار لگ رہی تھی۔ صائم کے دل نے اسے دیکھ کر ایک بیٹ مس کی جب کہ وہ اپنی مخصوص قاتل مسکراہٹ کے ساتھ اس سمت آگئی جہاں وہ شہیر اور زین کے ساتھ کھڑا تھا۔ شہیر نے ایک نظر سبرینہ پہ ڈالی اور صائم سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا،

''اوکے صائم! ہم لوگ چلتے ہیں پھر جو بھی پلان ہو بتا دینا۔"

صائم نے ہلکے سے اثبات میں سر ہلایا جب کہ زین اور شہیر اسے بائے بولتے وہاں سے چلے گئے۔ صائم نے ایک گہرا سانس لیا مگر اس کی سمت دیکھا نہیں جب وہ کچھ نہ بولا تو سبرینہ نے آگے بڑھ کے اسکا بازو تھام لیا اور لگاوٹ کا مظاہرہ کرتے ہوئے پوچھا،

''کیا اب تک ناراض ہو؟''

اس سوال پر صائم نے مایوس نظروں سے اسے دیکھا تو وہ محبت سے بولی,

''اچھا میں مانتی ہوں میں اس دن اوور ری ایکٹ کر گئی مجھے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا تو کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ تم وہ سب بھلا دو اور ہم دوبارہ سے اچھے دوست بن جاہیں."

وہ پر امید نظروں اور لگاوٹ بھرے انداز میں اسے دیکھتے ہوے کہہ رہی تھی. وہ تب بھی خاموش رہا تو وہ کہنے لگی,

''صائم ایسی بھی کیا ناراضگی کہ تم مجھ سے بات کرنا تو دور میری طرف دیکھ بھی نہیں رہے آخر ایک موقع تو مجرم کو بھی صفائی کا دیا جاتا ہے."

کہتے کہتے اس کی آنکھیں ڈبڈبا گئیں اور لہجہ روہانسا سا ہو گیا. اس انداز پر صائم کا دل ڈگمگا گیا وہ کسی کی آنکھ میں آنسو نہیں دیکھ سکتا تھا خاص طور پہ خواتین کی آنکھ میں اسی لئے گھر میں بھی اس کی یہ کوشش ہوتی تھی کہ ماما, دادو, بھابھی یا مناہل ہرٹ نہ ہوں, مناہل کو تنگ کر کے اسے مزہ اتا تھا مگر وہ بچپن کی بات تھی جب وہ اس کے تنگ کرنے پہ روتی تو وہ اینجوے کرتا تھا مگر اب ایسا نہیں تھا. تبھی سبرینہ کا لہجہ اور نم آنکھیں اسے

بے چین کر گئیں اور اس نے اسے ٹوک دیا,

''سبرینہ رونا بند کرو."

سبرینہ نے نفی میں سر ہلایا اور کہا,

''پہلے تم کہو تم نے مجھے معاف کر دیا مجھے احساس ہوا کہ میں نے اس دن ٹھیک نہیں کیا مگر اس کے پیچھے بھی ایک ریزن ہے. میں ۸ سال کی تھی جب میرے ڈیڈ نے سیکنڈ میرج کر لی وجہ تو یہی تھی کی میری ماں کی ڈیتھ کی وجہ سے مجھے ٹیک کیئر کی ضرورت تھی مگر میری سٹیپ مام نے کبھی میرا خیال نہیں کیا وہ میرے ڈیڈ کی وائف تو تھیں مگر میری ماں نہ بن سکیں. مجھے ہمیشہ ابیوز کیا انہوں نے جب کہ میں نے ہمیشہ ان کی ریسپیکٹ کی مگر ان کو میرا خیال نہیں آیا بس وہیں سے میرے اندر یہ عادت آگئی کہ بس اپنی منوانی ہے میرے اگے کوئی اور نہیں ہے پھر میں جب پاکستان آئی تو یہاں مجھے تم ملے, مجھے تمہاری آنکھوں اور مسکراہٹ نے بیحد اٹریکٹ کیا. تم کو پتہ ہے تم جب مسکراتے ہو تو تمہاری آنکھیں بھی مسکراتی ہیں تب میں نے سوچا کہ صائم بھی تو ہے یہ بھی تو ہر بات پہ خوش رہتا ہے تو اگر ایسا شخص میری لائف میں ہو تو وہ مجھے بھی خوش رہنا سکھا دے گا بس اسی لئے میں تمہاری طرف متوجہ ہوئی پھر کب تم مجھے اچھے لگے

www.neweramagazine.com

اور کب میں نے تم کو پسند کیا مجھے پتہ ہی نہیں چلا."

وہ آہستگی سے اس کے مضبوط شانے پر سر ٹیکے بول رہی تھی صائم نے اس کی پوری بات تحمل سے سنی تھی, اس کے بچپن کا سن کر اسے افسوس ہوا معاف تو وہ اسے پہلے ہی کر چکا تھا اسی لئے ایک گہرا سانس لیکر کہنے لگا,

''اٹس اوکے! تم کو احساس ہو گیا یہی کافی ہے."

کہتے ہوئے اس کا چہرہ اونچا کیا وہ ایک دم خوش ہو گئی جس کا ثبوت اس کی چمکتی آنکھیں اور قاتل مسکراہٹ تھیں اور وہ اسی خوشی کے زیر اثر پوچھ رہی تھی,

''تم مجھے اپنی فیملی سے کب ملواؤ گے."

کہتے ہوئے اس کی سمت دیکھا وہ اس کے انداز پہ مسکرایا اور کہا,

''جلد ہی تم کو فائنل کر کے بتا دوں گا."

اس کی بات پہ وہ کھل کے مسکرائی اور واپس اس کے شانے پے سر ٹکا دیا.

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آج بڑے دن بعد وہ ریلیکس فیل کر رہی تھی کہ آج پیپرز بھی ختم ہو گئے تھے اور اسی لئے بھابھی نے ڈنر پر خاصا اہتمام کر لیا تھا. ابھی کھانا سرو ہی ہوا تھا جب خوش باش سا صائم بھی آ گیا ماما نے اسے دیکھا اور اسے بھی بلا لیا،

"آ گئے صائم! آ جاؤ کھانا کھا لو تم بھی."

وہ ہاتھ دھو کر خود بھی وہیں آ گیا تبھی دائم بھائی شرارت سے بولے،

"ویسے بھی تمہاری بھابھی نے خاصا اہتمام کیا ہے." صائم نے جواب میں خوشدلی سے پوچھا،

"کیوں؟ کوئی خاص وجہ."

اس سے پہلے بھابھی جواب دیتیں دائم بھائی ہی شرارت سے کہنے لگے،

"ایگزمز مناہل کے ختم ہوئے ہیں اور خوش تمہاری بھابھی ہو رہی ہیں."

ان کے شرارتی انداز پر بھابھی جھینپ گئیں جب کہ باقی سب ہنس پڑے. خوشگوار ماحول میں کھانا کھایا گیا پھر سب لاونج میں جا کر بیٹھ گئے جب کہ بابا کی فرمائش پر مناہل کچن میں کافی بنانے آ گئی. وہ کافی بنا رہی تھی جب دروازے پہ آہٹ

محسوس کر کے پلٹی اور دروازے کے چوکھٹ میں ٹیک لگائے صائم کو کھڑے دیکھ کر

چونکی اور مسکرا کے پوچھا,

"کچھ چاہیے؟"

جواب میں اس نے کہا,

"نہیں کچھ نہیں."

وہ مگ میں کریم پھینٹتے ہوئے بولی,

"پھر کیا بات ہے؟"

صائم نے اندر آکر اس کے ہاتھ سے مگ لے کر کاؤنٹر پہ رکھا اور کہا,

"تم یہ سب چھوڑو اور میرے ساتھ آؤ."

کہتے ہوئے اس کا ہاتھ تھام کر کچن سے باہر لے آیا. وہ اس کے اس طرح لیکر آنے پر

حیران سی ہی اور کہا, "اوہو! کیا ہوا ہے؟ کہاں لیکر جا رہے ہیں مجھے؟"

صائم نے رک کر اس کی سمت دیکھتے ہوئے کہا,

"یار مناہل! ایک تم ہی ہو جو میری ہیلپ کر سکتی ہو."

وہ پریشان سی ہو کر اسے دیکھتے ہوئے کہنے لگی, "صائم! میرا دل گھبرا رہا ہے, کیا ہوا ہے؟ کس سلسلے میں آپ کو میری ہیلپ چاہیے."

اس نے ایک ساتھ کئی سوالات کر ڈالے جب کہ اس نے جواب میں کہا,

"اوہو! تم بھی نہ ذرا ذرا سی باتوں پر پریشان ہو جاتی ہو."

مناہل نے پوری آنکھیں وا کر کے اسے دیکھا جب کہ وہ کہہ رہا تھا,

"یار تم نے ہی تو کہا تھا کہ گھر والوں کو سبرینہ کے بارے میں بتا دوں."

وہ سوالیہ نظروں سے اس کو دیکھ رہی تھی, وہ بات بڑھاتے ہوئے بولا,

"ارے یار تم ایک تم ہی ہو جو ماما اور ڈیڈ سے بات کر سکتی ہو اس سلسلے میں."

مناہل نے گھبرا کے اسے دیکھا اور کہا,

"نن. نہیں! مم.... میں کیسے؟"

ابھی وہ مزید کچھ کہتی کہ صائم منّت کرتے ہوئے کہنے لگا,

"پلیز یار مناہل! صرف تم ہی ہو جو یہ بات ان دونوں سے کر سکتی ہو."

ابھی مزید وہ دونوں کچھ کہتے کہ بابا کی آواز پہ دونوں ہی چونک پڑے وہ کہہ رہے تھے,

"کیا بحث ہو رہی ہے بھئی آپ دونوں میں؟"

ان کی بارعب آواز پہ وہ دونوں ہی گھبرا کے مڑے وہ سامنے صوفے پہ بیٹھے انہی دونوں کو دیکھ رہے تھے. صائم نے دھیمی آواز میں مناہل کو مخاطب کیا اور کہا,"

"مناہل! یار پلیز!"

جواب میں وہ اس کو گھبرائے ہوئے انداز میں دیکھتی نفی میں سر ہلانے لگی صائم نے اب کہ آنکھوں کے ساتھ ہاتھوں سے بھی منّت کی تو وہ دل کڑا کر کے ہال کے دروازے سے اندر آگئی. سب وہیں تھے اور اس کی سمت ہی متوجہ تھے وہ شاید کچھ بول نہ پاتی اگر جو بابا اسے ڈائریکٹ مخاطب نہ کر لیتے,

"ہاں بھئی کس بات پہ بحث ہو رہی ہے؟"

انھوں نے اسے اندر داخل ہوتے دیکھا تو اس سے پوچھ لیا, وہ اپنی گھبراہٹ پہ قابو پاتے ہوئے سنبھل کے بولی, "وہ بابا میں اور صائم سوچ رہے تھے کہ ایکزیمز ختم ہو گئے ہیں

تو کیوں نہ اس ویکینڈ پر ایک پکنک رکھ لی جائے."

بات کرتے ہوئے رخ موڑ کے صائم کی سمت دیکھا جس نے تھمبس اپ کا اشارہ کیا تھا

اس کا مطلب تھا کہ وہ صحیح ٹریک پہ ہے. اس نے پھر بابا کی سمت دیکھا جو کہ رہے تھے,

"تو اس میں کیا مشکل ہے اس ویکینڈ پہ رکھ لیں آپ لوگ پکنک اچھا ہے آپ لوگ

انجوے کر لیں گے."

اس آئیڈیا پہ سب سے زیادہ گھومنے پھرنے کی شوقین نگین بھابھی سب سے زیادہ

خوش ہو گئیں اور کہا,

"یہ ٹھیک ہے ڈیڈی! موسم بھی بہت اچھا ہو رہا ہے بس اسی ویکینڈ پہ چلتے ہیں کیوں

دائم؟"

ساتھ ہی دائم بھائی کو بھی شامل کر لیا, وہ ہمیشہ کی طرح خوشدلی سے جواب دیتے ہوئے

کہنے لگے جو ان کی شخصیت کا خاصا تھا,

"میں نے کبھی تمہیں نہ بولا ہے؟"

ان کی بات پہ بھابھی مسکرا دیں. جب کہ بابا جو کتاب کی طرف متوجہ ہونے جا رہے

تھے مناہل کو وہیں کھڑا دیکھ کر پوچھ بیٹھے,

"کیا بات ہے مناہل بیٹا! کیا کچھ اور بھی کہنا ہے؟"

اس نے ان کی بات کے جواب میں ہمت جمع کرتے ہوئے کہا,"وہ.. بابا.. وہ اصل میں میں اور صائم اپنے فرینڈز کو بھی انوائٹ کرنا چاہتے ہیں."

اس کے انداز پہ سب ہی مسکرا دیے جب کہ ماما مسکراتے ہوئے کہنے لگیں,

"بیٹا یہ تو اور بھی اچھی بات ہے اور ویسے بھی علوینہ، شہیر اور زین تو گھر کے بچے ہیں."

مناہل نے اٹکتے ہوئے کہا,

"وہ ماما...وہ اصل میں صائم اپنی فرینڈ سبرینہ کو بھی انوائٹ کرنا چاہتا ہے."

بابا اور باقی سب نے چونک کر مناہل کے ساتھ کھڑے صائم کو دیکھا جو اس اثنا میں اس کے ساتھ آکر کھڑا ہو گیا تھا.سب کی نظریں اس پہ ٹکی تھیں جب کہ بابا نے رسانیت سے پوچھا,

"یہ سبرینہ کون ہے؟"

سوال صائم سے تھا اور وہ دیکھ بھی اسی کو رہے تھے جب کہ باقی سب بھی اس کے

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جواب کے منتظر تھے. ماما کا دل ڈوب کے ابھرا جیسے ان کے خدشات سچ ثابت ہونے والے ہوں جب کہ وہ مضبوط لہجے اور صاف الفاظ میں کہہ رہا تھا,

''سبرینہ اور میں ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں."

ان الفاظ پر کمرے میں اتنے لوگوں کی موجودگی کے باوجود سکوت چھا گیا......... جاری ہے

پورے لاونج میں سکوت چھا گیا تھا اور سب کی نظریں اس پہ جمی تھیں اور سب کی آنکھوں میں انگنت سوال تھے جب کہ وہ سنجیدہ سا ان سب کے سامنے کھڑا تھا. جنید ہمدانی نے کتاب کافی ٹیبل پر رکھ دی اور نظریں صائم پر جما دیں اور اسی سنجیدگی سے اس کو مخاطب کرتے ہوئے کہا,

''برخوردار! یہ عمر ہی ایسی ہے اس میں کبھی بھی کوئی بھی پسند آ سکتا ہے اس میں سنجیدگی نہیں ہوتی اور ویسے بھی آپکی پڑھائی کا آخری سال ہے تو پڑھائی پہ توجہ دیں تو زیادہ بہتر ہے.''

انھوں نے تو جیسے بات ہی ختم کر دی مگر صائم یہ موقع گنوانا نہیں چاہتا تھا اسی لئے اس نے کہا،

"ڈیڈ! میں ۱۰۰% سنجیدہ ہوں اسی لئے گھر میں ذکر کیا ہے کہ آپ سب اس سے اور اس کی فیملی سے مل لیں ورنہ میں گھر میں ذکر ہی نہ کرتا."

اس کا لہجہ مؤدب مگر دوٹوک تھا باقی سب خاموشی سے یہ مکالمہ سن رہے تھے دائم بھائی نے حیرانی سے آنکھوں ہی آنکھوں میں پوچھا کہ یہ سب کیا ہے اور جواب میں انھوں نے بھی آنکھوں سے اشارہ کیا کہ بعد میں بتاتی ہوں سب ہی جنید ہمدانی کے جواب کے منتظر تھے، سفینہ کبھی جنید ہمدانی کو دیکھتیں کبھی صائم کو. جنید ہمدانی نے بغور اس کا جائزہ لیا اور اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے اور صائم سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا،

"صائم میرے بیڈروم میں آؤ."

کہتے ہوئے بنا کسی کی طرف دیکھے لاؤنج سے نکل گئے. صائم نے حاضرین پر ایک نظر ڈالی جو بالکل خاموش تھے جب کہ سفینہ نے آنکھوں سے اشارہ کیا کہ "جا کر اپنے ڈیڈ

کی بات سن لو."

ان کے کہنے پر وہ خود بھی سنجیدہ بنالاونج سے نکل گیا. ہال میں مکمل خاموشی تھی, مناہل ایسے کھڑی تھی جیسے ساری غلطی اسی کی ہو وہ اپنی سوچوں میں گم کارپٹ کے ڈیزائن کو گھور رہی تھی جب جہاں آرا بیگم کی آواز اسے حواسوں میں لے آئی جو اس سے ہی مخاطب تھیں,

"مناہل! بیٹا! ذرا میرے ساتھ چل کے میری میڈیسن تو نکال دینا."

وہ ایک دم چونکی اور کہا,

"اوہ دادو! آپکی میڈیسن کا ٹائم ہو گیا, آیئے میں نکل دیتی ہوں."

کہتے ہوئے انھیں سہارا دے کر کھڑا کرتے ہوئے انھیں لے کر لاونج سے نکل گئ مگر دل کی عجیب کیفیت ہو رہی تھی عجیب طرح کی بے چینی نے وجود کو اپنے حصار میں لیا ہوا تھا جب کہ دماغ یہی سمجھا رہا تھا کہ یہ سب اسی طرح ہونا تھا.

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جنید ہمدانی کے پیچھے ہی وہ بھی ان کے بیڈ روم میں داخل ہوا تھا اور ایک طرف کھڑا ہو گیا تھا. وہ بڑی سی فرنچ طرز کی گلاس ونڈو کے سامنے کھڑے تھے اور انکا رخ بھی کھڑکی کی طرف تھا دروازہ کھلنے اور بند ہونے کی آواز پہ پلٹے اور رخ موڑ کے اس طرف دیکھا جہاں وہ سنجیدہ بنا کھڑا تھا ایک گہرا سانس لیتے وہ اپنی مخصوص ایزی چیئر پہ جا بیٹھے اور پر سوچ انداز میں اسے دیکھتے ہوئے کہا,

''اس معاملے میں تم واقعی سنجیدہ ہو؟''

صائم نے نظریں اٹھا کر انکی سمت دیکھا اور کہا,

''یس ڈیڈ!"

جواب میں انھوں نے پھر ایک سوال کر دیا,

''کیا اور کتنا جانتے ہو اس لڑکی اور اس کے خاندان کے بارے میں."

وہ اسی سنجیدگی سے جواب میں بولا,

''میرے ساتھ یونیورسٹی میں پڑھتی ہے. اس کے ڈیڈ کا لندن میں بزنس ہے مگر اس کی سٹیپ مدر کی وجہ سے وہ یہاں آنے پر اور یہاں رہنے پر مجبور ہو گئی ہے."

اس نے ایک نظر ان کی سمت دیکھا وہ سنجیدگی سے اس کی طرف ہی دیکھ رہے تھے اس کے خاموش ہونے پر اسی سنجیدگی سے کہنے لگے,

"کیا مطلب سٹیپ مدر کی وجہ سے یہاں اکر رہنے پر مجبور ہو گی؟"

جواب میں اس نے وہی بات بتادی جو سبرینہ نے اس سے کہی تھی,ڈیڈ اس کی سٹیپ مدر کا بہیوئر اس کے ساتھ اچھا نہیں تھا اس نے کافی برداشت کیا مگر جب معاملہ بڑھ گیا تو وہ یہاں آگئی."

اس کے خاموش ہوتے ہی انھوں نے فورا" ایک سوال اور کر دیا,

"گھر چھوڑ کر یہاں آگئی،میرے نزدیک یہ کوئی عقلمندی نہیں ہے اور اگر میں ایک منٹ کے لئے مان بھی لوں اور اس بات کو اگنور کر دوں کہ وہ واقعی کرائسس کا شکار تھی اور وہ یہاں اکر رہنے پہ مجبور ہو گئی تو کیا وہ ہمارے جیسے ماحول میں ایڈجسٹ کر لے گی."

انھوں نے بڑے آرام سے سوال کیا مگر وہ بھی انکا ہی بیٹا تھا اپنے مخصوص کھرے انداز میں بولا,

''ڈیڈ! اس بارے میں تو میں نہیں جانتا انفیکٹ یہ سب کہنا وقت سے پہلے فضول ہے کہ وہ ایڈجسٹ ہو سکے گی یا نہیں اور ویسے بھی میری اس سے زیادہ تر ملاقات یونیورسٹی میں ہوئی ہے اس لئے میں ان کے گھر کے ماحول کے بارے میں زیادہ نہیں جانتا اس لئے اس بارے میں کچھ کہہ نہیں سکتا."

اس کی بات پر بھی انھوں نے تحمل کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا اور کہا،

''برخوردار! شادی کوئی کھیل نہیں ہے نہ ہی ۱ ۲ دن کا معاملہ ہے اس لئے یہ فیصلہ بہت سوچ سمجھ کے کرنا چاہیے. تم نے کہا کہ تم کو نہیں معلوم وہ ایڈجسٹ کرے گی یا نہیں, تم ان کے گھر کے ماحول اور رہن سہن کو بھی نہیں جانتے لیکن اگر میں تم کو کوئی ایسا اپشن دوں جس کے بارے میں تم ہی نہیں تمہاری فیملی بھی اچھی طرح جانتی ہے تو تمہارا جواب کیا ہوگا."

وہ جوان کی بات بغور سن رہا تھا چونک سا گیا اور اسی حیرانی کے زیر اثر اس کے منہ سے نکل گیا,"

جی؟''

جب کہ اس بار انھوں نے سیدھا سیدھا سوال کیا,

"تمہارا مناہل کے بارے میں کیا خیال ہے؟"

ان کی بات سن کر وہ شوکڈ سارہ گیا, اس لئے نہیں کہ مناہل میں کوئی خامی یا کمی تھی بلکہ بچپن سے جوانی تک وہ دونوں ساتھ پلے بڑھے تھے وہ لاکھوں میں ایک تھی مگر صائم نے کبھی اسے اس نظر سے نہیں دیکھا تھا وہ صرف اس کے لئے ایک اچھی دوست اور کزن تھی. وہ اپنی سوچ میں گم تھا کچھ دیر بعد اس نے سر اٹھایا اور کہا,

"ڈیڈ میں..."

اس کے وجیہ چہرے پر الجھن کے آثار تھے جنید ہمدانی نے اس کی الجھن سمجھتے ہوے کہا,

"میرا کہنے کا مطلب ہے کہ تم کو مناہل کیسی لگتی ہے؟" اب کے انہوں نے اپنا سوال دوسرے لفظوں میں دوہرایا جنید ہمدانی کی نظریں اس کے اوپر ہی جمی تھیں اس لئے کچھ تو کہنا تھا یہی سوچ کر اس نے گہرا سانس لیا.

"ڈیڈ! مناہل بہت اچھی ہے انفیکٹ کوئی بھی خوش قسمت ہو گا جو اس سے شادی

کرے گا بٹ میں نے اس کو کبھی اس نظر سے نہیں دیکھا."

اس کے جملہ مکمل کرتے ہی انھوں نے فورا" کہا, "کبھی نہیں سوچا تو اب سوچ لو۔"

ان کے انداز پہ وہ جزبز ہوا مگر رسانیت سے کہا,

"یہ آپ کا حکم ہے یا اس میں گنجائش ہے.

اس کے سوال پر وہ بھی ٹھنڈے لہجے میں بولے,

"آخر اس میں برائی کیا ہے؟"

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ان کے سوال پر اسی سنجیدگی سے کہنے لگا,

"ڈیڈ! میں شاید آپ کو سمجھا نہ سکوں مناہل بہت اچھی ہے میں یہ بھی جانتا ہوں کہ آپ اور ماما اس کے لئے کتنے ٹچی اور سینسیٹو ہیں مگر میں اپنے آپ کو اس قابل نہیں سمجھتا کہ آپ کی اتنی لاڈوں سے پلی بیٹی کی زمیداری اچھی طرح نبھا سکوں. وہ بہت اچھی ہے اور میں اتنا اچھا نہیں ہوں, اتنا ریسپونسیبل نہیں ہوں کہ اس کو اتنی احتیاط سے سمبھال سکوں جس طرح آپ نے اور ماما نے اسے سمبھال کے رکھا. وہ جتنی اچھی ہے اس کے لئے اتنا ہی اچھا شخص ہونا چاہیے جو اس کی قدر کر سکے جو اسے سنبھال کے

رکھ سکے."

وہ ان کے سامنے بیٹھا تھا انداز کھرا اور دو ٹوک تھا مگر لہجہ مؤدب تھا۔ وہ اس کا ایک ایک

حرف تول رہے تھے اس کے لہجے کی گہرائی سے اس کا ایک ایک لفظ ناپ رہے تھے

کافی دیر دونوں کے درمیان خاموشی حائل رہی پھر انھوں نے گہرا سانس لیا

اور اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا,

"آل رائٹ! میں نے تمہاری بات سن لی ہے لیکن میں سبرینہ اور اس کی فیملی سے

ملوں گا تب ہی کچھ فائنل ہوگا."

وہ اس کی سمت دیکھتے ہوئے کہہ رہے تھے اور وہ جو یہ سوچ رہا تھا کہ ان کو منانا مشکل

ہوگا جب کہ مناہل کے لئے بھی وہ منع کرچکا تھا جو ان کو بیحد عزیز تھی مگر ان کی غیر

متوقع بات سن کر اس کے وجیہ چہرے پر دلکش مسکراہٹ آگئی اور اس مسکراہٹ کے

زیر اثر روشن آنکھیں جگمگا گیئں انھوں نے بغور اس کی مسکراہٹ دیکھی اور اس کی

خوشیوں کے لئے ڈھیروں دعائیں مانگ ڈالی جب کہ وہ اپنی خوشی پہ قابو پاپائے بغیر ان

کے ہاتھ تھام کر بولا,

"تھینکس ڈیڈ! یو آر دا بیسٹ."

اس نے ان کے ہاتھوں پہ بوسہ دیا اور اٹھ کھڑا ہوا, واپس جانے کے لئے پلٹا کہ انہوں نے پکار لیا. وہ ٹھٹھک کے رک گیا اور ان کی سمت دیکھا. وہ کہہ رہے تھے,

''صائم ایک بات کا خیال رکھنا کہ میرے اور تمہارے بیچ مناہل کے متعلق جو بھی گفتگو ہوئی ہے اس کا تذکرہ کسی سے نہ کرنا, خاص طور پہ مناہل سے."

وہ جوان کی بات بغور سن رہا تھا ان کے ہاتھ تھام کر تسّلی دینے والے انداز میں بولا,

''ڈونٹ وری ڈیڈ! میں خیال رکھوں گا."

ان کے ہاتھ پہ اپنے مضبوط اور توانا ہاتھ کا دباؤ ڈال کے باہر نکل گیا جب کہ ان کے لئے سوچوں کے نئے در وا کر گیا.

اگلے دن وہ آفس سے جلدی گھر آ گئے تھے اور مناہل انہیں لاؤنج میں ہی مل گی تھی انہیں دیکھ کر مسکرا کے سلام کیا,

''اسلام علیکم بابا!''

جواب میں انہوں نے بھی اسی خوش دلی سے جواب دیا,

"وعلیکم اسسلام بابا کی جان!"

پھر ادھر ادھر نظریں دوڑاتے ہوئے پوچھا،

"بیٹا! سب لوگ کہاں ہیں؟"

مناہل ان کے سوال کا تفصیلی جواب دیتے ہوئے بتانے لگی,

"ماما دادو کے ساتھ ان کے بیڈروم میں ہیں, بھیا اور بھابھی طٰہ کے ساتھ کہیں باہر گئے ہیں اور صائم, شہیر اور زین کی طرف گیا ہے."

وہ مسکرائے اور کہا,

"واہ بھئی! ہماری بیٹی کو تو سب کا روٹین معلوم ہے." وہ مسکرادی اور کہا,

"بابا! میں چائے لے کر آتی ہوں."

وہ خوش ہوتے ہوئے کہنے لگے,

"تھینکس بیٹا! اس وقت چائے کی شدید طلب ہو رہی ہے." وہ مسکراتی ہوئی کچن کی

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سمت بڑھ گئی صبح صائم کی مسکراہٹ دیکھ کر وہ سمجھ تو گئی تھی کہ اس کی بابا سے کیا بات ہوئی ہے, دل ڈوب سا گیا تھا پورا دن اپنے دل کو سنبھالتے اور سمجھاتے گزرا تھا اور شام تک وہ بمشکل اپنے آپ کو سمجھا کر اپنے بیڈروم سے باہر نکلی تھی گو وہ اپنے آپ سے کئی بار عہد کر چکی تھی کہ اس معاملے میں کمزور نہیں پڑنا مگر سوچنا آسان ہوتا ہے جب دل پہ گزرتی اصل امتحان تب ہوتا ہے.

جنید ہمدانی, جہاں آرا بیگم کے بیڈروم کی سمت بڑھ گئے اور دروازے پر دستک دے کر اندر آگئے, خوش دلی سے سلام کیا. جہاں آرا بیگم نے شفقت سے سلام کا جواب دیا جب کہ سفینہ نے جواب کا جواب دینے کے ساتھ ہی ان سے سوال کر دیا,

''آپ سے کل بات ہی نہیں ہو پائی, کیا کہا صائم نے؟ آپ نے اسے بتا دیا کہ ہم نے اس کے بارے میں کیا سوچا ہے؟''

ان کے پے در پے سوالات پر وہ بردباری سے مسکرائے اور کہا,

''آرام سے بیگم آرام سے تھوڑا صبر."

جواب میں انہوں نے بیتابی سے کہا,

’’کہاں سے لاؤں صبر آپ سے کل بات ہو نہیں سکی اور یہ صائم صبح سے غائب ہے."

وہ ان کی بات سنتے ہوئے اطمینان سے بیڈ کے نزدیک پڑی کرسی پر بیٹھ گئے اور کہا,

’’میری صائم سے بات ہو گئی ہے اور میں نے اس سے کہہ دیا ہے کہ وہ سبرینہ اور اس کی فیملی کو انوئٹ کر لے۔‘‘

سفینہ نے ان کی بات درمیان میں ہی کاٹ دی,

’’یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ؟‘‘

لہجہ صدمے سے چور ہو گیا جب کہ جہاں آرا بیگم حیرانی سے بیٹے کو دیکھ رہیں تھیں. وہ کچھ نہیں بولے تب سفینہ نے ہی کہا,

’’آپ نے اس کو بتایا نہیں کہ ہم نے اس کے لئے ہمیشہ مناہل کو ہی سوچا ہے."

ان کی جذباتیت کے باوجود انھوں نے اسی بردباری اور سنجیدگی سے کہا,

’’بیگم صاحبہ یہ آج کل کے بچے ہیں ان کی اپنی سوچ ہے اور میں یا آپ ان پر اپنی سوچ مسلط بھی نہیں کر سکتے."

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سفینہ نے ان کی بات نظر انداز کرتے ہوئے پوچھا,

"آپ نے اس کو مناہل کے بارے میں بتایا یا نہیں."

ان کے سوال پر انھوں نے گہرا سانس لیا اور کہا,

"اس سے رائے لی تھی مگر اس نے بڑی صفائی سے اپنا دامن یہ کہہ کر بچا لیا کہ اس نے کبھی مناہل کے بارے میں اس طرح نہیں سوچا."

جواب میں انھوں نے اسی جذباتی انداز میں کہا,

"تو آپ اس سے کہتے نا کہ ہم نے تو یہی سوچا ہے ہمیشہ."

"بیگم صاحبہ یہ گڈے گڑیا کا کھیل نہیں ہے اور ان معاملات میں زبردستی چل بھی نہیں سکتی اور بلفرض اگر میں زبردستی اس سے یہ بات منوا بھی لوں تو کیا اس طرح اس کے دل میں یہ خیال نہیں آئے گا کہ دائم کے معاملے میں تو ہم نے کوئی زبردستی نہیں کی اس کی پسند کو بھی خوشی خوشی قبول کر لیا تو پھر اس کے ٹائم پہ کھلا تضاد کیوں؟"

سوال کڑا تھا مگر سفینہ کے مناہل کے ساتھ جذباتی لگاؤ سے بھی سب واقف تھے, وہ اسی جذباتی انداز میں کہہ رہیں تھیں,

''خیر نگین کا تو کوئی مقابلہ ہی نہیں ہے میری بھولا کھوں میں ایک ہے اور پھر ان کے خاندان سے ہم پہلے سے واقف ہیں. صائم جس لڑکی کے بارے میں کہہ رہا ہے ان کو ہم سرے سے جانتے ہی نہیں ہیں اور پھر مناہل اس کا کیا ہو گا میں نے تو سوچا تھا صائم سے مناہل کی شادی ہو جائے گی اور مناہل اس طرح ہمیشہ ہمارے پاس رہے گی. "

انھوں نے ایک اور جواز دیا ان کے انداز پر جنید ہمدانی مسکرائے اور کہا,

''اسی لئے اسے کہا ہے کہ وہ انھیں انوائٹ کرے تاکہ ہم بھی انھیں جان سکیں اور وہ بھی ہمیں جان لیں اور رہ گیا مناہل کا معاملہ اس کے لئے بھی اللہ نے بہترین ہی رکھا ہو گا ویسے بھی ہماری بیٹی میں کس چیز کی کمی ہے جو ہم پریشان ہوں. کیوں اماں جان ٹھیک کہا نا میں نے؟''

ساتھ ہی جہاں آرا بیگم کو مخاطب کر لیا جو اتنی دیر سے خاموش تھیں, گو ان کے لئے بھی یہ ایک شاک ہی تھا مگر اللہ پہ یقین پختہ تھا اسی حساب سے بیٹے کی بات کے جواب میں انھوں نے کہا,

''بیٹا! سچ پوچھو تو یہ میری دلی خواہش تھی کہ مناہل میرے صائم کی دلہن بنے مگر یہ بھی ٹھیک نہیں کہ ہم اپنی خواہشات کو پورا کرنے کے لئے بچوں پہ زور زبردستی کریں

اور پھر یہ رشتہ زور زبردستی سے چل بھی نہیں سکتا."

انھوں نے اپنے مخصوص حلیم انداز میں اپنی بات مکمل کی جب کہ سفینہ نے

روہانسے انداز میں کہا,

''اسی لئے میں ہمیشہ کہتی تھی کہ بچوں اگاہ کر دیں اس رشتے کے بارے میں تا کہ وہ اپنا

ذہہن بنالیں مگر آپ نے میری ایک بھی بات نہیں سنی."

وہ شکایتی انداز میں کہہ رہیں تھیں مگر جنید ہمدانی اپنے مخصوص بردبار اور بارعب انداز

میں بات ختم کرتے ہوے کہنے لگے,

''یہ میری دوراندیشی ہی تھی جو بچوں کو اس سلسلے میں اگاہ نہیں کیا گیا اگر اگاہ کرنے کے

بعد بھی یہی ہوتا تو ہم کیا کر سکتے تھے اور پھر یہ سوچئے کہ اس کا اثر بچوں پہ کیا ہوتا خاص

طور پہ مناہل پہ."

اس بات پہ سفینہ نے کچھ کہنا چاہا مگر وہ بات ختم کرتے ہوے یہ کہتے وہاں سے چلے

گئے,"

''بس اب میں اس سلسلے میں مزید کچھ نہیں سنوں گا آپ سب بھی سبرینہ اور اس کی

فیملی کو ویلکم کرنے کے لئے تیار ہو جاییں."

اور سفینہ ان کے دو ٹوک انداز پر اپنا دل مسوس کے رہ گیئں.

صبح سے گھر میں ہلچل تھی کہ آج سب کا پرو گرام پکنک پہ جانے کا بن گیا تھا جنید ہمدانی کے فیصلے پر جہاں صائم بے انتہا خوش تھا وہیں ان کا اچانک فیصلہ سب کے لئے حیرانی کا باعث تھا سوائے مناہل کے وہ اس سارے قصّے سے اگاہ تھی مگر خاموش تھی. کسی اور نے بھی اس سے کچھ نہیں کہا تھا اور یہ بات اس کے لئے بھی اطمینان کا باعث تھی. کچھ ہی دیر میں علوینہ, شہیر اور زین بھی پہنچ گئے تھے جب کہ سبرینہ کی فیملی اب تک پہنچی نہیں تھی. علوینہ کو جب پتا چلا کہ صائم نے گھر میں سبرینہ کے حوالے سے بات کی ہے اور مناہل نے اس سلسلے میں اس کی مدد کی ہے تو اس نے مناہل کو بھی آڑے ہاتھوں لیا بلکہ اس نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ کوئی اپنی محبت اس طرح پلیٹ میں سجا کے کسی اور کے حوالے نہیں کر دیتا جس طرح وہ کر رہی ہے مگر وہ کچھ بھی بولے بغیر سر جھکاے خاموشی سے اس کو سنتی رہی یہاں تک کے علوینہ کو ہی تھک ہار کے خاموش ہونا پڑا, پھر مناہل ہی اسے باہر لیکر آئی جہاں

صائم کے ساتھ شہیر اور زین دونوں ہی موجود تھے مگر موڈ اس کا ابھی بھی آف تھا. وہ تینوں ہی صائم کی اوپن جیپ کے پاس کھڑے تھے اور تینوں ہی موقعے کی مناسبت سے بلیک جینز کے ساتھ بلیک ٹی شرٹ میں ڈارک گلاسز لگائے تینوں ہی بیحد ڈیشنگ لگ رہے تھے مگر صائم کہ چہرے کی چمک ہی نرالی تھی. شاید اندر کی خوشی تھی جو چہرے پہ چھلک کے وجیہ چہرے کو اور بھی دلکش بنا رہی تھی. مناہل کی نظر اس پر پڑی اور اس کا دل زور سے دھڑکا, اس نے بمشکل اپنے اوپر قابو پایا اور ملازمہ کو ہدایت دینے لگی کہ سامان گاڑی میں کس طرح ایڈجسٹ کرنا ہے تبھی باقی سب بھی وہیں آ گئے بابا نے سب کو مخاطب کرتے ہوے کہا,

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"میرا خیال ہے ہم لوگ نکلتے ہیں صائم باقی سب کو لے آے گا."

سب نے ہی ان کی تائید کی، وہ اپنی گاڑی کی سمت بڑھ گئے, سفینہ اور دادو نے بھی ان کی تقلید کی جہاں ڈرائیور گاڑی کا دروازہ کھولے الرٹ کھڑا تھا. ان تینوں کے بیٹھتے ہی اس نے مشاقی سے گاڑی چلا دی. دائم بھائی اپنی گاڑی میں بھابھی اور طٰہ کو ساتھ لے کر چلے گئے جب کہ وہ سب ابھی بھی پورچ میں کھڑے باتوں میں مصروف تھے جب زین سے زیادہ دیر صبر نہ ہو سکا تو وہ بے چینی سے بول اٹھا،

"اب کس کا انتظار ہے. چلنا نہیں ہے کیا؟"

ان سب کے کچھ بھی کہنے سے پہلے علوینہ اسے جواب دیتے ہوئے بولی,

"صائم نے تم سب کو بتایا نہیں."

بظاہر سادہ سے الفاظ میں اس کا طنز بیحد واضح تھا شہیر اور زین دونوں نے چونک کر صائم کو دیکھا ابھی وہ کچھ کہتا کہ ایک جدید ماڈل کی کنورٹیبل سپورٹس کار پورچ میں آ کر رکی اور فورا"ہی ان سب کی توجہ کا مرکز بھی بن گئی.اس کے جدید بٹر فلائی اسٹائل ڈورز کھلے جو آنکھوں کو بیحد بھلے لگ رہے تھے اور اندر سے ہنستی مسکراتی فریش سی سبرینہ باہر آئی. شہیر اور زین نے ایک دوسرے کی سمت دیکھا جب کہ صائم سبرینہ کو ویلکم کرنے کے لئے اس کی سمت بڑھ گیا زین سب سے پہلے حیرت کے جھٹکے سے باہر آیا اور کسی کو بھی مخاطب کیئے بغیر بولا,"

"یہ یہاں کیا کر رہی ہے؟"

جواب شہیر کی طرف سے آیا,

"جانتے تو ہو آج کل ہر وقت صائم کے ساتھ ہی ہوتی ہے."علوینہ اب بھی طنز کرنے

سے بعض نہ آئی,

"آپ دونوں تو ایسے بیہیو کر رہے ہیں جیسے اس بارے میں کچھ جانتے ہی نہیں."

شہیر نے بغور اس کے خوبصورت چہرے کو دیکھا جب کہ وہ اپنی خوبصورت موٹی موٹی آنکھوں سے ان دونوں کو دیکھ رہی تھی جب کہ مناہل اس کو منّت بھرے انداز میں دیکھ رہی تھی. اس کے طنز کے جواب میں زین نے کہا,

"مجھے تو صائم کی سمجھ نہیں آرہی کہ اسے ہو کیا گیا ہے؟"

علوینہ نے پھر ایک طنز کا تیر چھوڑتے ہوئے کہا,

"قریب کی نظر کمزور ہو گئی ہے تمہارے دوست کی اور کچھ نہیں ہوا ہے."

اس کے انداز پر مناہل نے پھر اس کو ایسے دیکھا جیسے کہہ رہی ہو "یہ باتیں نہ کرو." جب کہ شہیر اس کا مطلب سمجھ کے منہ پھیر کر مسکرادیا. زین نے مناہل کو مخاطب کرتے ہوئے کہا,

"تم نے بھی کچھ نہیں کہا؟"

جواب میں مناہل نے دھیمی آواز میں کہا,

www.neweramagazine.com

"میرا خیال ہے کہ ہمیں صائم کی خوشی میں خوش ہونا چاہیے."

زین نے حیرت سے اس کے پر سکون چہرے کو دیکھا اور کہا,"

"یہ تم کہ رہی ہو؟"

اس نے سادگی سے جواب دیتے ہوئے کہا,

"ہاں! کیوں نہیں؟ وہ میرا کزن بھی ہے اور دوست بھی اور دوست کی خوشی میں خوش ہونا ہی اصل معنوں میں دوستی کا حق ادا کرنا ہے."

زین نے حیرانی سے شہیر اور علوینہ کی سمت دیکھا شہیر تو خاموش رہا جب کہ علوینہ نے کندھے اچکا دیے.

صائم سبرینہ کی سمت گیا اور مسکراتے ہوئے اسے ویلکم کیا جواب میں وہ اپنے مخصوص بولڈ اور قدرے بیباک انداز میں بولی,

"اوہو! بڑے ہینڈ سم لگ رہے ہو."

جواب میں وہ ہونٹ بھینچ کر مسکرا دیا ابھی کچھ کہتا کہ ڈرائیونگ کا ڈور کھول کے ایک ہینڈ سم سا بندہ باہر آیا, صائم نے ایک طائرانہ نظر اس پہ ڈالی, وہ خوش شکل بھی تھا اور

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

خوش لباس بھی مگر اس کی شخصیت میں کچھ ایسا تھا جو صائم کو کھٹک رہا تھا. سبرینہ اب اس نوجوان کا انٹروڈکشن صائم سے کروا رہی تھی,

"صائم! میٹ مائی کزن شاہزیب!"

اس دوران بھی وہ خاموش رہا, شاہزیب خود ہی اگے آیا اور مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھا دیا, صائم نے جیسے مجبورا "اس کا ہاتھ تھام لیا اور پھر فورا" چھوڑ بھی دیا جب کہ وہ خوش دلی سے کہہ رہا تھا,

"نائس میٹنگ یو."

وہ اب بھی خاموش رہا, شاہزیب نے سبرینہ کی سمت دیکھا جو صائم کے اس طرح بیہیو کرنے پر اندر ہی اندر پیچ وتاب کھا رہی تھی مگر مسکراتے ہوئے کہنے لگی,"

"صائم کیا ہوا ہے؟ لگتا ہے شاہزیب کا آنا تم کو اچھا نہیں لگا؟"

صائم نے اس بات پہ گھور کے اسے دیکھا مگر وہ ڈھٹھائی سے ہنستے ہوئے بولی,

"یا پھر تم اس کو میرے ساتھ دیکھ کر جیلس ہو رہے ہو." اس ریمارک پہ صائم کا چہرہ سرخ ہو گیا, اس کے چہرے سے اندازہ لگانا مشکل نہیں تھا کہ وہ غصہ ضبط کر رہا

www.neweramagazine.com

ہے. تبھی شاہزیب نے شاید بات بڑھنے کے ڈر سے بات سمبھالتے ہوئے کہا,

"ارے! یار سبرینہ! اب ایسا بھی نہیں ہے. صائم کو مجھ سے جیلس ہونے کی کیا

ضرورت ہے."

ابھی کوئی مزید کچھ کہتا کہ شہیر اس طرف آتے ہوئے بولا,

"صائم! یار چلنا نہیں ہے کیا؟"

وہ صائم سے مخاطب تھا مگر سبرینہ کو اس کی مداخلت اچھی نہیں لگی تبھی اس نے تیکھی

نظروں سے شہیر کو دیکھتے ہوئے کہا,

"تمہیں اتنی جلدی ہے تو تم چلے جاؤنا! اور ویسے بھی میری بات ابھی ختم نہیں ہوئی."

کہتے ہوئے شاہزیب کا بازو تھام کر اس طرف لے گئی جہاں علوینہ کے ساتھ مناہل

کھڑی تھی اس کے انداز پر صائم کو غصّہ تو آیا اور اسی غصّے کے زیر اثر اس نے کچھ کہنا چاہا

مگر اس کا ارادہ جان کر شہیر نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے کم ڈاون کرنے کی

کوشش کی جب کہ سبرینہ باقی سب سے بے نیاز شاہزیب کا تعارف کروا رہی تھی,

"شاہزیب! یہ صائم کی کزن مناہل!"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس اچانک تعارف سے زیادہ شاہزیب کے گہری نظریں اسے پزل کر گئیں.علوینہ اور زین جو مناہل کے ساتھ کھڑے تھے حیران نظروں سے شاہزیب کی بے تکلفی دیکھ رہے تھے جب کہ وہ خوشدلی کے سارے ریکارڈ توڑتے ہوئے اس سے کہہ رہا تھا,

"ویری پریٹی! جیساسنا تھا آپ تو اس سے بھی زیادہ خوبصورت ہیں."

اس کے بے باک جملے اور نگاہوں پر وہ شرم اور غصّے سے سرخ پڑ گئی اور اس کی جھکی نظریں اٹھ نہ سکیں.علوینہ اور زین نے شہیر کو دیکھا جب کہ شہیر نے پلٹ کے صائم کو دیکھا جو رخ پھیر کر اپنی نزدیک کھڑی اوپن جیپ میں بیٹھ کر زوردار آواز کے ساتھ جیپ اسٹارٹ کر دی تھی شہیر کو اس کے انداز سے اس کے آف موڈ کا اندازہ ہو چکا تھا اسی لئے سنجیدگی سے سب کو ایک ساتھ مخاطب کرتے ہوئے کہا,

"میرا خیال ہے اب چلنا چاہیے دیر ہو گئی ہے."

جواب میں زین نے جلدی سے جیپ کی سمت بڑھتے ہوئے کہا,

"ہم تو کب سے ریڈی ہیں مگر سبرینہ میڈم کے نخرے ہی ختم نہیں ہو رہے."

جواب میں سبرینہ اس کو تیکھے پن سے دیکھ کر بولی,

"زین ! یہ نخرے مجھ پہ سوٹ بھی کرتے ہیں اوکے !" جواب میں زین نے بھی اسی کے انداز میں کہا,

"اوہ ریئلی !"

کہتے ہوئے مصنوعی انداز میں کھانسا جب کہ سبرینہ بے نیازی سے چلتی پورے استحقاق سے جا کر فرنٹ سیٹ پہ صائم کے ساتھ بیٹھ گئی. شہیر زبردستی زین کو پچھلی سیٹ کی طرف لے گیا جہاں شاہزیب پہلے ہی مناہل کے عین سامنے براجمان ہو چکا تھا جو علوینہ کے ساتھ بیٹھی تھی. وہ اپنے اوپر بے باکی سے جمی اس کی نظروں سے خائف ہوتی خاصا سمٹ کے بیٹھی تھی. صائم نے ویو مرر سے شاہزیب کا انداز نوٹ کر لیا تھا اس نے خاصے غصیلے انداز میں جیپ ریورس کر کے گیٹ سے باہر نکال بغیر کسی کی پرواہ کیے اور تیزی سے اگے بڑھا دی.

کچھ ہی دیر بعد یہ چھوٹا سا قافلہ کراچی کے ساحل پہ واقع پرائویٹ بیچ پہ پہنچ گئے جہاں جنید ہمدانی کا اپنا پرائویٹ ہٹ تھا. سب سے آخر میں سبرینہ کے پیرنٹس مسٹر اور مسز کبیر پہنچے اور ان سب کی حیرانی میں اضافہ جب ہوا جب انہوں نے مسز کبیر کے روپ میں مناہل کی ماما صوفیہ کو دیکھا. کچھ دیر تو کوئی کچھ کہہ ہی نہ سکا, صوفیہ بھی شاید کبیر صاحب کی موجودگی کے باعث ریزروسی تھیں حتیٰ کہ انھوں نے مناہل کو بھی گلے نہ لگایا نہ ہی پیار کیا مناہل کو دھچکا سا لگا مگر اس نے بمشکل ہی صحیح اپنے آپ کو سنبھال لیا تھا اس کو ان کے رویئے کا عادی ہو جانا چاہیئے تھا مگر انسان تھی رویئوں کی بدصورتی اس پر بھی اثر انداز ہوتی تھی۔ صوفیہ کے شوہر مسٹر کبیر نے بھی اس کو خاص اہمیت نہیں دی ہمیشہ کی طرح نظر انداز ہی کیا جب کہ صائم جس نے انہیں ریسیو کیا تھا اس سے وہ خاصے گرم جوشی سے ملے تھے صائم انہیں لے کر دادو، ماما اور بابا کی سمت آیا تو وہ بھی حیران سے ہو گئے. سب سے پہلے جہاں آرا بیگم کو ہی کچھ خیال آیا اور وہ سب سے مخاطب ہوتے ہوئے بولیں, ""آیئے آیئے! بس آپ لوگوں کا ہی انتظار تھا۔"

مسٹر کبیر نے اپنے سگار کا گہرا کش لیا اور کہا,

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

''مجھے تو معلوم ہی نہیں تھا کہ صائم آپ کا بیٹا ہے اور نہ ہی سبرینہ نے ذکر کیا ہاں البتہ اپنی ماما کو بتایا ہو تو میں کچھ کہہ نہیں سکتا."

کہتے ہوئے کڑی نظروں سے صوفیہ کو دیکھا وہ ان کی نظریں محسوس کر کے نہ جانے کیوں گھبرا گئیں تبھی جنید ہمدانی نے مصلحت سے کام لیتے ہوئے ان سے مصافحہ کرنے کے لئے ہاتھ بڑھایا تو انھوں نے بھی ان کا ہاتھ تکلفا" تھام لیا. جنید ہمدانی ان کا سے ہاتھ ملاتے ہوئے کہا,

''معلوم تو ہمیں بھی ابھی ہی ہوا ہے خیر آیئے بیٹھ کے باتیں کرتے ہیں."

کہتے ہوئے انھیں لے کر اس طرف بڑھ گئے جہاں سب کے بیٹھنے کا انتظام کیا گیا تھا. صائم بھی وہیں تھا جب سبرینہ اسے یہ کہ کر ہٹ سے باہر لے گی کہ "بوڑھوں کی کمپنی میں ہمارا کیا کام", اس کے کہنے پر وہ بھی وہاں سے اٹھ گیا. جب کہ ینگ جنریشن ان ساری باتوں سے بے خبر ساحل پہ انجوئے کرنے میں مصروف تھی ایک صرف وہی تھی جو قدرے الگ ایک بڑے سے پتھر پہ بیٹھی ساحل پر نظریں جمائے ہوئے تھی. نیلگوں پانی پر سورج کی روپہلی کرنیں ایسی لگ رہیں تھیں جیسے نیلے آنچل پر سنہرے تار ٹانک دیے گئے ہوں. وہ اس خوبصورت منظر کو محویت سے تک رہی تھی

NEW ERA MAGAZINE.COM
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جب اپنے پیچھے کسی کی موجودگی کا احساس ہوا اس نے پلٹ کے دیکھا اور مسکراتا ہوا شاہزیب اس کے برابر میں آ کر بیٹھ گیا اس بے تکلفی پہ وہ حیران سی ہوئی اور پھر خوبصورت چہرے پر ناگواری کے تاثرات چھا گئے, مگر اس نے مسکراتے ہوئے کہا,

"ایکچولی! میں نے آپ کو تنہا دیکھا تو اس طرف آ گیا آپ سب کے ساتھ انجوے نہیں کر رہیں؟"

مناہل نے اپنی خوبصورت آنکھیں اٹھا کر اسے دیکھا اور کہا,

"آپ سے کس نے کہا میں تنہا ہوں؟"

اس سوال پر وہ کھسیا گیا مگر اپنی کھسیاہٹ کو مسکراہٹ میں چھپاتے ہوئے بولا,

"آپ یہاں اکیلی بیٹھی ہیں سو اس لئے پوچھا."

مناہل نے اسکی بات کا جواب سنجیدگی سے دیتے ہوئے کہا,

"میں اکیلی ضرور ہوں مگر تنہا نہیں ہوں."

کہتے ہوئے دوبارہ ساحل اور لہروں پہ نظریں جما دیں اور وہ اس کے انداز پہ بے تکلفی

سے مسکراتے ہوئے بولا,

"انٹرسٹنگ! ویسے کیا یہ ایک ہی بات نہیں ہے؟"

مناہل نے کوفت سے اسے دیکھا مگر وہ اب بھی مسکراتے ہوئے اسے ہی دیکھ رہا تھا اسی لیے کچھ تو کہنا تھا تبھی اس نے کہا,

"جی نہیں! انسان تنہا اندر سے ہوتا ہے باہر سے نہیں جب کہ میں اکیلے بیٹھ کر بھی اتنے لوگوں کی محبت کو فیل کرتی ہوں."

بات کرتے ہوئے وہ مسلسل سامنے دیکھ رہی تھی اس کی بات کے جواب میں تائیدی انداز میں سر ہلاتے ہوئے بولا,

"بہت اچھا بولتی ہیں آپ."

اور وہ جو کہیں گم بول رہی تھی ایک دم حواسوں میں واپس آئی اور ناگواری سے اسے دیکھا مگر وہ کچھ کہہ نہ سکی کہ جانتی تھی کہ وہ سبرینہ کا کزن ہے اور پھر صوفیہ کا بھی خیال تھا اور وہ نہیں چاہتی تھی اس کی ذرا سی بے احتیاطی کی وجہ سے ماحول خراب ہو اسی لئے خاموش رہی اور خاموشی سے نظریں دوبارہ ساحل پہ جمادیں جہاں سب ہی

انجوے کر رہے تھے. ایک طرف دائم بھائی, زین اور شہیر گردن تک پانی میں تھے اور بھابھی اور علوینہ ان تینوں کو منع کر رہیں تھیں مگر وہ تینوں ہی ان کی نہیں سن رہے تھے اور ساتھ ساتھ طٰہٰ کو بھی کندھوں پہ بٹھایا ہوا تھا جس سے بھابھی اور علوینہ کو ڈر لگ رہا تھا اور وہ ان کو منع کر رہیں تھیں جب کہ دوسری طرف سبرینہ صائم کا بازو تھامے مسکرا رہی تھی, وہ اس کے نزدیک جھکا اس سے کچھ کہہ رہا تھا سورج کی کرنوں میں اس کا مضبوط سراپا ماحول پہ چھایا ہوا لگ رہا تھا تبھی اس نے سبرینہ سے کچھ کہا اور اس کا ہاتھ اپنے بازو سے ہٹاتا پانی کے اندر چلا گیا سبرینہ ہنستے ہوئے ادھر ادھر دیکھ رہی تھی اور شاید اس کو پکار بھی رہی تھی اسکوڈ ھونڈتے ہوئے وہ پلٹی اور تبھی وہ پانی سے باہر نکلا اور دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کر ہنس پڑے. مناہل کا دل ڈوب کر ابھرا, اس نے اپنی نظریں اس طرف سے ہٹالیں اور اٹھ کھڑی ہوئی, بڑے بڑے پتھروں پہ احتیاط سے قدم جماتے ہوئے اپنے پیچھے شاہزیب کی آواز سنی اور پیچھے مڑ کر دیکھا; وہ کہہ رہا تھا,

"مناہل! میں بہت فرینک قسم کا بندہ ہوں کوئی بات دل میں نہیں رکھتا اسی لئے آپکی تعریف کردی اگر آپ کو برا لگا تو ایم سوری!"

www.neweramagazine.com

مناہل کو اس کی وضاحت میں کوئی دلچسپی نہیں تھی اسی لئے پلٹ کے واپسی کے لئے قدم بڑھادیے کہ اس نے پھر پکار لیا,

"آپ نے بتایا نہیں؟"

جواب میں وہ مڑے بغیر بولی,

"کیا نہیں بتایا؟"

وہ اسی بے تکلفی سے بولا,

"آپ نے میری ایکسکیوز قبول کرلی."

اس کی بے تکلفی پہ وہ پہلے ہی زچ آئی ہوئی تھی اس لئے جان چھڑانے والے انداز میں کہا,

"آپ کو اپنی غلطی کا احساس ہو گیا,آپ نے ایکسکیوز کر لیا تو میں نے بھی آپ کو معاف کر دیا."

کہہ کر وہ رکی نہیں بلکہ تیز تیز قدم بڑھاتی اس سمت بڑھ گئی جہاں وہ سب پہلے سے موجود تھے اور کرکٹ کھیل رہے تھے. دائم بھائی, شہیر, زین اور صائم تو کھیل ہی

رہے تھے علوینہ نے بھی ان سب کو جوائن کر لیا تھا مناہل بھابھی کی سمت آ گئی جو ایک چیئر پہ بیٹھی تھیں تبھی زین کی سپن پہ علوینہ آوٹ ہو گئی سب ہی اپیل کر رہے تھے اور وہ ماننے کے بجائے نفی میں سر ہلاتے ہوئے بیٹ چھوڑ نہیں رہی تھی, مناہل بھی مسکراتے ہوئے سب کو دیکھ رہی تھی جب زین نے اسے مخاطب کر لیا,

"یار! مناہل دیکھ رہی ہو کتنی چیٹنگ کرتی ہے یہ علوینہ تم کم از کم امپائرنگ کر کے اس کو آوٹ ہی کروا دو, اتنا تو کر ہی سکتی ہو."

اس سے پہلے مناہل کچھ کہتی علوینہ نے زین کو چڑاتے ہوئے کہا,

"میری فرینڈ کبھی بھی میرے خلاف نہیں بولے گی." مناہل علوینہ کے انداز پہ مسکرائی اور زین کو جواب دیتے ہوئے کہا,

"زین تم کو پتہ تو ہے مجھے کھیلنا نہیں آتا."

اس کا اشارہ گیم کی طرف تھا مگر وہ اس بات کو کسی اور طرف لے گیا اور ذو معنی انداز میں کہا,

"ارے! کھیلو گی نہیں تو کھیلنا آئے گا کیسے اسی لئے کہہ رہا ہوں کہ ہمارے ساتھ کھیلو

تاکہ تمہیں بھی کھیلنا آئے۔" اس بات سے زیادہ وہ زین کے انداز پہ پزل سی ہو گئی اور ہونٹ کاٹتے ہوئے سر جھکا لیا جب کہ شہیر نے زین کے ایک ہاتھ جڑ دیا جس پہ وہ گھور کے شہیر کو دیکھنے لگا. اس ساری گفتگو میں صائم البتہ بال کیچ کرنے میں مصروف تھا مناہل نے کنکھیوں سے اس سمت دیکھا کہ اس کو اس بات سے یہ اندازہ تو نہیں ہو گیا کہ مناہل کے دل میں کیا ہے مگر وہ لاپرواہی سے اپنے شغل میں مصروف تھا مگر زین اب بھی شرارت سے بعض نہ آیا اور کہا,

"اور ویسے بھی ہمارا بیسٹ پلیئر یہاں موجود ہے جو تم کو کھیلنا سکھا سکتا ہے۔"

کہتے ہوئے صائم کو شانے سے پکڑ کر اس کا رخ مناہل کی طرف کر دیا صائم نے ایک نظر مناہل کے جھکے ہوئے چہرے کو دیکھا اور مسکراتے ہوئے کندھے اچکا دیے سبرینہ جو اتنی دیر سے یہ ساری گفتگو سن رہی تھی اس سے زیادہ دیر برداشت نہیں ہوا تو وہ بول پڑی, "اوہو! تم لوگ بھی کیا بحث لے کر بیٹھ گئے دیکھو تو کتنی دھوپ ہے میرا خیال ہے اندر چلتے ہیں."

زین ابھی بھی بعض نہ آیا اور کہا,

"یار مناہل تمہارے یہاں آتے ہی دھوپ تیز ہو گئی."

اس کے انداز پر مناہل نے سٹپٹا کے اسے دیکھا جب کہ علوینہ زور سے ہنس پڑی اور شہیر نے منہ پھیر کے اپنی ہنسی چھپائی جب کہ سبرینہ کا بس نہ چلا کہ زین کو کچا چبا جائے بمشکل اپنے اوپر قابو پا کر بولی, ''صائم اندر چلتے ہیں اور تم مجھ کو کوئی اچھا سا گانا سناؤ."

کہتے ہوئے اس کا بازو تھام لیا جواب میں صائم نے بھی کندھے اچکا دیے مگر زین نے کہا,

''ہمارے گروپ کا اصول ہے کہ مجوریٹی کا ووٹ مانا جاتا ہے کیوں شہیر؟''

اس سے پہلے کہ شہیر کچھ کہتا اور بات طول پکڑتی مناہل کپڑے جھاڑ کے کھڑی ہو گئی اور سب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا,

''سبرینہ بالکل ٹھیک کہہ رہی ہے دھوپ واقعی بہت تیز ہے اندر ہی چلنا چاہیے.''

کہتے ہوئے اندر کی سمت بڑھ گئی. زین نے معنی خیزی سے شہیر کو دیکھا جب کہ وہ اس کو آنکھوں س تنبیہہ کرتا خود بھی اندر کی سمت بڑھ گیا وہ اندر آئی تو بزرگ روٹین کی باتوں میں مصروف تھے, جنید ہمدانی اور سیٹھ کبیر بزنس کی باریکیوں کے حوالے سے گفتگو کر رہے تھے جب کہ خواتین ان کی باتوں سے نالاں گریلو ٹاپک پہ بات چیت

www.neweramagazine.com

کر رہیں تھیں جس سے کسی بھی غیر معمولی بات کا اندازہ نہیں ہو رہا تھا شاہزیب بھی جانے کب وہاں آگیا تھا اور وقتاً" فوقتاً بزنس ڈسکشن میں حصّہ لیتے ہوئے اپنی ماہرانہ رائے دے رہا تھا. مناہل نے ایک گہرا سانس لیا اور بھابھی کے ساتھ مل کے کھانا لگوانے لگی. دادو بابا اور ماما نے ہر طرح اپنی روایات نبھاتے ہوئے مہمانداری میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی. کچھ دیر بعد سب نے مل کر کھانا کھایا اور کھانے کے بعد کافی کا دور چلا اور ساتھ ہی سبرینہ نے صائم سے اس سے گانا سنانے کی فرمائش کر دی وہ اس کے نزدیک جھکتا ہوا سر گوشی کے سے انداز میں بولا,

"تم اتنا اصرار کر رہی ہو تو سنا دیتا ہوں."

اسے شرارت سے دیکھتے ہوئے کہا جب کہ وہ اس کی شرارتی مسکراہٹ اور روشن آنکھوں کی چمک پہ فدا ہی ہو گئی مناہل نے کنکھیوں سے اس سمت دیکھا وہ گٹار سمبھالے, آنکھیں بند کیئے جیسے کچھ سوچ رہا تھا. انگلیاں دھیرے دھیرے گٹار کے تاروں سے الجھ رہیں تھیں. وہ سب ہی منتظر سے اس کی سمت متوجہ تھے اور تبھی گٹار کی خوبصورت دھن اور صائم کی دلکش بھاری آواز ماحول پے چھا گی,

How do I make you understand my love

www.neweramagazine.com

Without you my heart not good

You don’t know my love for you

I keep waiting for you

How do I make you understand my love....

وہ بیحد جذب اور سنجیدگی سے گا رہا تھا جب کہ وہ سب ہی حیرت کی تصویر بنے آنکھیں کھولے اردو شاعری کو انگریزی زبان میں سن رہے تھے.اسی طرح گاتے ہوئے اس نے اپنی آنکھیں وا کر کے ان سب کو دیکھا اور ان سب کے شکلیں دیکھ کر ہنس پڑا وہ سب بھی اس کے ہنسنے پر ہنسنے لگے جب کہ سبرینہ نے منہ بنالیا.دائم بھائی نے اس کی پیٹھ تھپک کے اسے سراہا اور وہ کورنش بجا لایا کچھ دیر سب اسی طرح انجوے کرتے رہے پھر شام گہری ہونے پر سب نے واپسی کی راہ لی.

گھر کے تمام افراد اس وقت دادو کے بیڈروم میں تھے سوائے مناہل اور صائم کے اور

سب ہی اس وقت صوفیہ کے سبرینہ کی سوتیلی ماں ہونے کے حوالے سے گفتگو کر رہے تھے سب سے زیادہ بے چینی سفینہ کو تھی وہ یہی چاہ رہیں تھیں کہ جنید ہمدانی اس بات کو بنیاد بنا کر اپنی راے تبدیل کر لیں۔ اسی لئے انھیں مخاطب کرتے ہوے کہا،

"اب بتایئے بھی کیا سوچا ہے آپ نے سبرینہ کی فیملی سے مل کر۔"

جنید ہمدانی نے سگار سلگاتے ہوے انھیں دیکھا اور ان کی بیتابی دیکھ کر مسکراے جہاں آرا بیگم بھی منتظر نظروں سے بیٹے کو دیکھ رہیں تھیں کہ یہ ان کا فیصلہ تھا کہ پہلے سبرینہ کی فیملی سے ملا جائے تب ہی کوئی راے قائم کی جائے اور کوئی فیصلہ کیا جائے ورنہ بغیر ملے کسی کے بارے میں کوئی راے قائم کرنا یا کسی کو رد کرنا صحیح بات نہیں ہے۔ مگر اب وہ بھی منتظر تھیں کہ انھوں نے کیا سوچا ہے۔ جنید ہمدانی نے ایک نظر نگین اور دائم کو دیکھا اور دونوں کو ہی مخاطب کرتے ہوے پوچھا،

"تم دونوں کی کیا راے ہے؟"

دونوں نے ہی ایک دوسرے کو دیکھا پھر دائم بھائی نے ہی بات شروع کی اور کہا،

"ڈیڈ! اگر میری آنسٹ راے مانگ رہے ہیں تو مجھے ان لوگوں نے کوئی خاص انسپائر

نہیں کیا."

انھوں نے اپنے مخصوص بردبار انداز میں اپنی راے دی. جنید ہمدانی نے گہرا سانس لیا

اور پوچھا,"

"وجہ؟"

جواب میں انھوں نے اسی سنجید گی سے ٹھوس لہجے میں کہا,

"ڈیڈ! بظاہر کوئی خرابی نہیں ہے روپیہ, پیسہ, دولت تعلیم سب کچھ ہے مگر دولت

کوئی پیمانہ نہیں ہے کسی کا خاندانی حسب نسب جاننے کا یہی بات ہے جو مجھے کھٹک رہی

ہے."

ان کی بات کو نگین نے آگے بڑھاتے ہوے کہا,

"اور ڈیڈی سب سے اہم بات جو ہے وہ یہ ہے کہ صائم جتنا اپنے رشتوں کے معاملے

میں پوزیسیو ہے سبرینہ کا انداز اس سے کہیں سے بھی میچ نہیں کرتا جو کہ بعد میں

دونوں کے لئے مشکلات پیدا کر سکتا ہے."

ان سب باتوں کو سننے کے بعد انھوں نے سب سے ہی مشترکہ سوال کرتے ہوے

www.neweramagazine.com

پوچھا,

"اور صائم کی خوشی؟"

کہتے ہوئے سب پر تفصیلی نگاہ ڈالی جب کہ سفینہ کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا,

"آپ بھی کمال کرتے ہیں جنید کیا صرف صائم کی خوشی کی خاطر ہم باقی سب اہم باتوں کو اگنور کر دیں اور سچ بات تو یہ ہے کہ صوفیہ سبرینہ کی سوتیلی ماں ہے کہیں یہی بات بعد میں کوئی مسلہ پیدا نہ کر دے۔"ان کے لہجے سے تشویش چھلک رہی تھی جب کہ کم و بیش جہاں آرا بیگم کے تاثرات بھی ایسے ہی تھے کہ وہ بہو کی بات سے متفق ہیں جنید ہمدانی نے ماں کی سمت دیکھا اور پوچھا,

"اماں جان! آپ کی بھی یہی راے ہے؟"

وہ جواب تک خاموشی سے سب سن رہیں تھیں تفکر سے بولیں,"

"بیٹا! میں یہ تو نہیں کہتی کہ یہ مسلے والی بات ہے مگر ہم اس پہلو کو نظر انداز بھی نہیں کر سکتے۔"

سفینہ نے ان سب باتوں کے جواب میں بے تابی سے کہا,

''آخر آپ فیصلہ کر کیوں نہیں لیتے."

جنید ہمدانی ان کی بے تابی پر مسکرائے اور کہا,

''بیگم صاحبہ! رشتے ناطے طے کرتے وقت اتنی جلد بازی اچھی نہیں ہوتی اور یہ وقت بھی جذباتی ہونے کا نہیں سمجھ بوجھ سے فیصلہ کرنے کا ہے."

جہاں آرا بیگم نے بھی ان کی تائید کرتے ہوئے کہا,

''اور بیٹا رشتے ناطے زور زبردستی کی بنیاد پر طے نہیں ہوتے اور اگر دونوں فریق ایک دوسرے کو پسند بھی کرتے ہیں تو پھر ان کی پسند کو مان لینے میں کوئی مضائقہ بھی نہیں ہے."

''ان کی بات سن کر سفینہ ایک دم جذباتی ہو گئیں اور کہا,

''آپ بھی یہ بات کہہ رہیں ہیں جب کہ آپ یہ بات جانتی ہیں کہ میں نے صائم کے لئے ہمیشہ مناہل کو ہی سوچا ہے تو اب کیسے؟''

کہتے ہوئے ان کی آواز بھرا گئی جب کہ جہاں آرا بیگم نے رسانیت سے انکو سمجھاتے ہوئے کہا,

"بیٹا! مناہل مجھے بھی بیحد عزیز ہے مگر میں صرف اپنی خوشی کے لئے صائم کے ساتھ زیادتی نہیں کر سکتی."

انہوں نے سمجھاتے ہوے ان کا شانہ تھپکا سب ہی خاموش ہو گئے تھے سب ہی جانتے تھے وہ اس معاملے کو لیکر کتنی ٹچی ہیں مگر آج وہ بھی اپنے دل کی بھڑاس نکال رہیں تھیں یہ کہتے ہوے,"

اور آپ شاید اتنے بڑے دل کا مظاہرہ اس لئے کر رہے ہیں کہ صائم ایک لڑکا ہے اگر اسی طرح مناہل بھی کسی لڑکے کو پسند کر لیتی کیا تب بھی آپکا فیصلہ یہی ہوتا."

جنید ہمدانی نے رسانیت سے ان کو سمجھاتے ہوے کہا,

"بیگم اتنے عرصے میں بس اتنا سمجھ سکیں ہیں مجھے آپ کا جذباتی ہونا سمجھ سکتا ہوں مناہل کے لئے آپ کا لگاؤ بھی جانتا ہوں اور مناہل مجھے بھی بہت عزیز ہے۔"

کہتے ہوئے انہیں دیکھا جو اپنے آنسو صاف کر رہیں تھیں اور بات اگے بڑھاتے ہوے کہا,

"صائم بہت سینسیٹو ہے پھر وہ چاہے اس کی فیملی ہو یا پھر اس کے فرینڈز وہ سب کی

کیئر کرتا ہے مگر اس کے اندر ابھی بھی ایک معصوم سا بچہ ہے اگر ہم نے ابھی اسے یہ اونچ نیچ سمجھائی تو وہ ہم سے متنفر ہو سکتا ہے اس لئے میرا فیصلہ ابھی بھی یہی ہے کہ اس کی خوشی کی خاطر ہمیں اس کی بات مان لینی چاہیے۔"سفینہ نے انہیں پھر بے یقینی سے دیکھا مگر وہ بات جاری رکھتے ہوئے کہہ رہے تھے,

"صائم سے بات کر کے سبرینہ کی فیملی سے ملاقات رکھ لیں اور ان سے مل کر باقی کے معاملات فائنل کر لیں۔"

کہتے ہوئے وہ اٹھ کھڑے ہوئے,دائم بھی احتراما" کھڑا ہو گئے انہوں نے سفینہ کے بے یقین اور خفا تاثرات دیکھے مگر خاموشی سے کمرے سے باہر نکل گئے۔

وہ ٹیرس پہ نکل آئی تھی گو جانتی تھی کے دادو کے بیڈروم میں کیا میٹنگ چل رہی ہے اور وہ چپکے سے یہاں چلی آئی اور دھیرے دھیرے چلتی بڑے سے سندھی جھولے پہ آ بیٹھی۔ جھولے کو پاؤں سے حرکت دیتے ہوئے بظاہر سامنے نظر آتے لان پہ نظریں جمائے ہوئے تھی مگر ذہن الجھا ہوا تھا دل کو عجیب بےچینی نے گھیرا ہوا تھا کہ

جانے کیا باتیں ہو رہیں ہوں گی. دل کہہ رہا تھا ماما کو جا کر بتا دو جو دل میں چھپا ہے مگر دماغ اس خود غرضی پہ سرزنش کر رہا تھا اور سمجھا رہا تھا کہ ایک فیصلہ کر لیا اب پیچھے ہٹنے کا کوئی جواز نہیں ہے اور پیچھے بزدل ہٹتے ہیں اور تم بزدل نہیں ہو دل اور دماغ کی اس جنگ میں کچھ واضح نہ ہو سکا تو اس نے نڈھال سے انداز میں سر جھولے کی چین سے ٹکا دیا تبھی صائم وہاں چلا آیا اور اسے مخاطب کر لیا,

"اوہو! میڈم یہاں بیٹھی ہیں."

اس کی آواز پر وہ ایک دم چونکی اور اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا, "یہاں بیٹھنے پر پابندی ہے کیا؟"

جواب میں وہ مخصوص خوش دلی سے بولا,

"اوہو! آج تو بڑے سیٹ جواب آ رہے ہیں."

اس کے انداز پہ وہ بیساختہ مسکرائی اور پوچھا,

"آپ اس وقت یہاں کیا کر رہے ہیں؟"

جواب میں وہ بیساختہ بولا,

www.neweramagazine.com

"میں تمہیں ہی ڈھونڈ رہا تھا."

اور اسی بیساختگی سے مناہل نے پوچھا,"

کیوں ؟"

جواب میں وہ مسکراتے ہوئے بتانے لگا,

"وہ ڈیڈ اور باقی سب نے سبرینہ کو اپروو کر دیا ہے اور میں سوچ رہا تھا کہ میڈم وہاں میرے فیور میں بولیں گیں مگر وہ تو یہاں بیٹھی ہیں شاہی جھولے پر."

مناہل کا دل اتھاہ میں ڈوبا وہ یہی امید کر رہی تھی مگر اس وقت سب کچھ کانوں سے سن کر امید کا آخری دیا بھی بجھ گیا وہ خالی خالی نظروں سے اس کو دیکھ رہی تھی جب کہ وہ اپنی ہی باتوں میں مگن تھا. بات کرتے کرتے اس کی سمت دیکھا وہ اس کو ہی دیکھ رہی تھی اس کے اپنی طرف متوجہ ہونے پر ایک دم سنبھلی اور کہا,

"پھر تو بہت مبارک ہو آپ کو ویسے آپ کو میرے فیور کی ضرورت نہیں ہے آپ کو یقین ہونا چاہیے کہ ماما بابا آپ کے ساتھ کوئی زیادتی نہیں کریں گے۔"

صائم نے جواب میں مسکراتے ہوئے کہا,"

''وہ تو ٹھیک ہے بس کچھ عادت سی ہو گئی ہے جب تم ہوتی تو لگتا ہے سب کام آسان ہو گئے ہیں."

''مناہل کا دل ڈگمگایا مگر وہ دل کو ڈپٹتے ہوئے بولی, ''اب تو آپ کی طرف سے ٹریٹ ہونی چاہیے."

کہتے ہوئے جھولے سے اٹھ کھڑی ہوئی جب کہ اس نے اپنے گھنے ڈارک براؤن بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا,

''اوکے ڈن دے دیں گے تم کو ٹریٹ مگر اس وقت میں سبرینہ کو خوشخبری دے دوں ".

کہتے ہوئے اس کی خوبصورت آنکھوں میں دیکھ کر مسکرایا تو مناہل نے بھی بمشکل مسکرا کے سر ہلا دیا. وہ اپنی خوشی میں مگن سا وہاں سے چلا گیا اور وہ نڈھال سی جھولے پر گر سی گئی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور اس نے یہ سوچ کے ان آنسوؤں کو بہنے دیا کہ آج کے بعد وہ انہیں کبھی بہنے نہیں دے گی.

وہ فریش ہو کر کچن میں چلی آئی ارادہ شام کی چاے بنانے کا تھا مگر وہاں پہلے سے بھابھی کو دیکھ کر وہ خوشدلی سے مسکرائی جو پہلے سے کچن میں موجود ملازمہ کے ساتھ مل کر زبردست سی چاے کا انتظام پہلے سے ہی کر چکی تھیں. وہ مسکراتی ہوئی کچن میں داخل ہوئی اور ان کو مخاطب کرتے ہوے کہا,

''کیا ہو رہا ہے ڈیر بھابھی ؟''

اس کی آواز سن کر بھابھی نے مڑ کر اسے دیکھا اور سنجیدگی سے جواب دیتے ہوے کہا,

''سبرینہ اور صوفیہ آنٹی آئی ہیں."

کہتے ہوے اس کے خوبصورت چہرے پہ ایک نظر ڈالی جہاں ایک سایہ سا گزرا انہیں افسوس ہوا یہ جان کر کہ وہ صائم کے لئے دل میں کیا جذبات رکھتی ہے اور اس کو یہ سب فیس کرنا پڑ رہا ہے. مناہل نے فورا"ہی اپنے اوپر قابو پالیا اور خوش دلی سے کہا,

''اوہو! یہ تو بہت اچھی بات ہے چلیں میں بھی آپ کی ہیلپ کرا دیتی ہوں."

جواب میں بھابھی نے گہرا سانس لیا اور کہا,

"بس سب ہو گیا ہے اب تو سر وہی کرنا ہے."

ان کے کہنے پر اس نے سر ہلایا اور آگے بڑھ کر ٹرے تھام لی, بھابھی اس سے کہنا چاہتی تھیں کہ مت کرو یہ جبر اپنے ساتھ کچھ نہیں تو شکوہ ہی کر لو اگر یہ بھی نہیں تو رو کر دل کا بوجھ ہی ہلکا کر لو مگر وہ یہ سب کہہ کر اس کے اعتماد کو مجروح نہیں کرنا چاہتی تھیں اور نہ ہی اس کے مان کو ٹھیس پہنچانا چاہتی تھیں اسی لئے خاموشی سے ٹرولی لے کر اس کے ساتھ ڈرائینگ روم کی سمت چل دیں ان دونوں نے ڈرائینگ روم میں قدم رکھا تبھی سبرینہ کی آواز نے اس کے قدم جکڑ لئے جو کہہ رہی تھی,

"آنٹی آپ کو تو خوش ہونا چاہیے کے بیٹھے بیٹھائے مناہل کو اتنا اچھا رشتہ مل گیا. خوش قسمت ہے مناہل کہ شاہزیب نے خود اس کے لئے کہا ہے کہ وہ مناہل سے شادی کرنا چاہتا ہے."

وہ بول رہی تھی جب کہ وہاں موجود نفوس کو جیسے سکتہ ہو گیا تھا جب کہ مناہل کو لگا کمرے کی چھت اس پہ آ رہی ہو یا پھر پیروں کے نیچے سے زمین سرک گئی ہو وہ خالی ذہن کے ساتھ وہیں کھڑی رہ گئی.......

اس کو ایسا لگ رہا تھا کہ تمام آوازیں گڈ مڈ ہو گئیں ہیں یا پھر اس کے اندر شور ہی اتنا زیادہ تھا کہ باہر کی آوازیں اسے سنائی ہی نہیں دے رہیں تھیں۔ بھابھی کو شائد اس کی زہنی اور قلبی حالت کا اندازہ ہو گیا تھا تبھی انہوں نے اس کے ہاتھ سے چائے کی ٹرے لے لی، تبھی باقی سب کی نظر بھی اس پہ پڑ گئی۔ جہاں آرا بیگم نے اسے دیکھ کے پکار لیا بھابھی نے ٹرے ٹیبل پہ رکھ دی اور اس کا ہاتھ تھام کر دادو کی سمت لے آئیں، اس نے خالی خالی نظروں سے ارد گرد دیکھا۔ سبرینہ بظاہر اسے مسکراتے ہوئے دیکھ رہی تھی مگر اس کی نظریں اسے شکست کا احساس دلا رہیں تھیں عجیب طنزیہ سا تاثر تھا جب کہ اس کے برابر میں اس کی سگی ماں بیٹھی تھی مگر اس کے انداز سے لگ رہا تھا کہ اسے اپنی بیٹی کے مستقبل سے قطعا" کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ ایک لمحے کو اس کا جی چاہا سب کے سامنے خوب بد تمیزی سے اپنے دل کی بھڑاس نکال کر یہاں سے کہیں دور چلی جائے۔ وہ شائد ایسا کر بھی لیتی مگر تبھی سفینہ کی شفیق آواز اسے حواسوں میں لے آئی، وہ اسے محبت سے اپنے پاس بلا رہیں تھیں ان کے پکارنے پر وہ ایک دم حالت سکون میں آگئی تھی اور پھر چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی دادو اور ماما کے بیچ میں جا کر بیٹھ گئی. جب کہ سبرینہ کے چہرے سے اندازہ لگانا مشکل نہیں تھا کے سفینہ کا مناہل کے لئے محبت بھرا رویہ اسے کچھ خاص پسند نہیں آرہا مگر وہ ایک بہت اچھی ایکٹریس تھی اس لئے

اپنے اوپر قابو پا کر بظاہر مسکراتے ہوئے جہاں آرا بیگم سے کہا،

"آنٹی! آپ کے لئے یہ بیسٹ اپر چیونٹی ہے اس سے اچھا رشتہ آپ کو نہیں ملے گا اور پھر آپ یہ بھی سوچئے کہ مناہل کو صوفیہ آنٹی کا پیار دوبارہ مل جائے گا جس کے ل ئے وہ ایک عرصے سے ترس رہی ہے۔"

ان سب کو ہی اس کا انداز کچھ اچھا نہیں لگا مگر مجبوراً خاموش ہو گئے کہ ایک تو وہ مہمان تھیں اور پھر مناہل کے لئے پروپوزل لیکر آئیں تھیں اس لئے مجبوراً یہ بات پینی پڑی مگر جہاں آرا بیگم ان کو جتانا نہ بھولیں،

"آپ ہمیں گھر میں مشورہ کرنے دیں ویسے بھی یہ معاملات جلد بازی میں طے کرنے والے تو ہیں نہیں اصل میں مناہل کے اور بھی ایک دو اچھے پروپوزلز آئے ہوئے ہیں تو ہم دیکھ بھال کے ہی فیصلہ کریں گے۔" جہاں آرا بیگم کے انداز پہ بھابھی مسکرائیں جب کہ سبرینہ کا منہ سرخ ہو گیا۔ بھابھی نے جلدی سے سب کی توجہ ریفریشمینٹ کی سمت کروادی،

"آپ یہ لیجئیے نا!"

کہتے ہوئے ان کی سمت چکن رول بڑھا دیئے سبرینہ کے چہرے سے لگ رہا تھا کہ اسے انتظار کروانا کچھ اچھا نہیں لگ رہا تھا البتہ صوفیہ ہمیشہ کی طرح پر سکون تھیں۔ سبرینہ خاموش تو ہو گئی مگر چلتے چلتے یہ کہنا نہ بھولی،

"آنٹی! ہمیں خوشی جب ہو گی جب آپ ہاں میں جواب دیں گیں۔"

اس کے انداز پر جہاں آرا بیگم مسکرائیں اور اپنے مخصوص متحمل مزاج کے ساتھ کہا،"

"بیٹا دعا ہے کے مناہل اور شاہ زیب کے لئے جو بھی اچھا ہو وہ فیصلہ ہم سے ہو جائے۔"

کہتے ہوئے مسکرائیں جب کہ سبرینہ نے ناچاہتے ہوئے بھی سر ہلا دیا پھر وہ تو چلی گئیں جب کہ مناہل جا کر اپنے کمرے میں بند ہو گئی، بھابھی وجہ جانتی تھیں مگر مجبوراً خاموش تھیں جب کہ دادو نے اس کے رویئے کو جھجھک پہ محمول کیا اور کہا،

"کوئی بات نہیں ایسے موقعوں پہ لڑکیاں اکثر گھبرا جاتیں ہیں۔"

ان کی بات کے جواب میں سفینہ سنجیدگی سے بولیں،"اس کو بھی اپنا مائنڈ میک اپ کر لینا چھاہیئے کہ بہر حال اس کی شادی تو کرنی ہے نا!"

دادو نے الجھ کے انہیں دیکھا جب کہ بھابھی چاہ کے بھی کچھ کہ نا سکیں۔

وہ غاءب دماغی سے چلتی اپنے بیڈروم میں آگئی،ذہن جیسے سائیں سائیں کررہا تھا نظروں کے سامنے صائم کا چہرہ گھوم رہا تھا جب کہ کانوں میں سبرینہ کی آواز گونج رہی تھی،"

"خوش قسمت ہے مناہل کہ اس کے لئے شاہزیب کا رشتہ آیا ہے۔""آپ کو تو خوش ہونا چاہیے کہ شاہزیب نے خود مناہل کے لیے کہا ہے۔"

جب اندر کا شور حد سے بڑھا تو اس نے گھبرا کے اپنے کانوں پہ ہاتھ رکھ لئے مگر ذہن میں یہ سوچ چل رہی تھی کہ شاہزیب نے ایک بار مجھ سے مل کر شادی کا فیصلہ کرلیا جب کہ صائم کے سامنے ہوں مگر اسے کبھی نظر کیوں نہیں آئی یا اللہ یہ سب کیا ہے کیا میری محبت میں کھوٹ تھا کہ مجھے میری محبت مل نہ سکی اور شاہزیب کی پہلی نظر کی محبت میری محبت پر حاوی آگئی۔یا اللہ یہ کیا ہورہا ہے میرے ساتھ،پتہ نہیں ماما، بابا اور دادو کیا فیصلہ کریں گے اگر انہوں نے اس رشتے پر حامی بھرلی تو میں کیا کروں گیں۔وہ

تو مجھے ویسے بھی پسند نہیں ہے اس کی نظریں مجھے خوف میں مبتلا کر دیتیں ہیں مگر کیا میں انکار کر پاؤں گیں، ماما بابا اور دادو کی محبت کا قرض چکا پاؤں گیں۔ اور میرے انکار سے صائم اور سبرینہ کے تعلق پہ کیا اثر پڑے گا۔ اس کی سوچ کو بریک لگ گئے، اس نے تھک کے اپنا سر ہاتھوں میں گرالیا اور دل ہی دل میں اپنی بہتری کی دعا کرنے لگی۔

NEW ERA MAGAZINE.com

وہ خاصے غصے میں گھر میں داخل ہوئی تھی، اس کے پیچھے پیچھے پریشان بلکہ کسی حد تک سہمی ہوئی صوفیہ بھی داخل ہوئیں تھیں۔ اس نے غصے سے اپنا قیمتی کلچ سامنے پڑی ٹیبل پہ پھینکا ایسا کرنے پہ ٹی وی دیکھتے سیٹھ کبیر اور ان کے ساتھ بیٹھا آئسکریم سے شغل کرتا شاہزیب چونک کر اسے دیکھنے لگے جب کہ وہ غصے سے اپنے سینے پہ ہاتھ باندھے، خوفزدہ سی صوفیہ کو دیکھ رہی تھی۔، چہرے سے ہی تنفر جھلک رہا تھا۔ سیٹھ کبیر نے اپنی لاڈلی کا غصہ دیکھا تو فوراً "صوفیہ سے بازپرس کرتے ہوئے پوچھا،

"کیا ہوا بھئی ہماری لاڈلی کا موڈ کیوں خراب ہے؟"

اس سوال پر صوفیہ کی حالت مزید غیر ہوگئی ابھی وہ ان کی بات کا جواب دے بھی نہیں پائیں تھیں کہ سبرینہ جو تنفر سے انہیں دیکھ رہی تھی غصے سے بولی،

''ان سے کیا پوچھ رہے ہیں ڈیڈ! یہ تو وہاں ایسے بیٹھیں تھیں جیسے زبردستی بیٹھی ہیں، مجال ہے جو ایک بار بھی انہوں نے میری طرف سے ان لوگوں سے کچھ کہا ہو۔ایسا لگ رہا تھا کہ یہ چاہتی ہی نہیں ہیں کہ مناہل کی شادی شاہزیب سے ہو۔''

کہتے ہوئے صوفیہ کو گھور کے دیکھا جنہوں نے کئی بار اپنی صفائی میں کچھ کہنا چاہا تھا مگر سبرینہ کے آگے سیٹھ کبیر کی آج تک نہ چلی تھی تو صوفیہ کیا شہ تھیں۔سبرینہ کے خاموش ہوتے ہی سیٹھ کبیر نے ان کو کچھ بھی کہنے کا موقع دیئے بغیر ان پر ایک تیز نظر ڈال کر کہا،

''بیٹا میں تو خود اس عورت سے عاجز آگیا ہوں، مگر اس کو سمجھ ہی نہیں آتی۔ہمیشہ ہم سب کو تو اپنا سمجھا ہی نہیں جبکہ پرانی محبتوں کی یاد کو ابھی تک سینے سے لگائے بیٹھی ہے۔''

ان کا انداز ہی خاصا تضحیک آمیز تھا اور یہ گفتگو جس حوالے سے ہو رہی تھی اس کا سوچ کے ہی ان کے دل میں تیر سا اتر گیا، ویسے تو یہ طعنہ روز کا معمول تھا کہ وہ مناہل کے بابا

کو بھلا نہیں پائیں ہیں مگر ہمیشہ کی طرح ان کے دل میں ترازو ہو گیا حالانکہ اتنے سالوں میں انہیں عادی ہو جانا چاہیئے تھا مگر اب بھی یہ بات ان کا دل چیر دیتی تھی گو انہوں نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی تھی اپنے مخلص ہونے کا پورا ثبوت دیا تھا مگر نجانے کیا بات تھی کہ ان کو ہمیشہ شک کی نگاہ سے ہی دیکھا جاتا تھا پھر چاہے وہ سبرینہ کی پرورش کا معاملہ ہو یا پھر سیٹھ کبیر سے وفا نبھانے کی بات ہو ان کی حیثیت تیسرے درجے کے شہری کی سی تھی اور اتنے سال گزرنے کے بعد اور دو بیٹوں کی ماں ہونے کے باوجود ان کی حیثیت میں کوئی فرق نہیں آیا تھا اور اب تو جب سے سبرینہ بڑی ہوئی تھی وہی سیاہ سفید کی مالک تھی اوپر سے سیٹھ کبیر بھی اس کی انگلیوں کے اشاروں پہ چلتے تھے۔ ابھی بھی اس کا موڈ آف تھا اور صوفیہ کی شامت آئی ہوئی تھی۔ سیٹھ کبیر اب بھی سبرینہ سے پوچھ رہے تھے اور وہ سر جھکائے خاموش کھڑی تھیں جب کہ وہ کہہ رہے تھے،

"بیٹا! آپ تو صائم کے گھر گئیں تھیں نا اس کی کزن وہ کیا نام ہے اس لڑکی کا؟"

انہوں نے ذہن پہ زور دیا جیسے نام بھول گئے ہوں مگر صوفیہ جانتی تھیں یہ ان کا پرانا طریقہ ہے ان کا دل کڑھا مگر اس وقت خاموش رہنے میں ہی بھلائی تھی کہ اگر وہ کچھ

www.neweramagazine.com

کہتیں تو پھر سابقہ محبتوں کا طعنہ سننے کو ملتا اس لئے خاموش رہنے میں ہی بھلائی تھی۔اس سے پہلے سبرینہ کچھ کہتی جواب شاہزیب کی طرف سے آیا،

"مناہل!"

نام سن کر وہ بولے،

"ہاں مناہل! تو کیا کہا ان لوگوں نے؟"

جواب میں وہ جو غصے سے بل کھا رہی تھی کینہ طوز نظروں سے صوفیہ کو دیکھتے ہوئے بولی،

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"کہیں گے کیا وہی دقیانوسی ذہینیت،سوچ کے جواب دیں گے جیسے میڈم مناہل کے نجانے کتنے رشتے ہیں جن کی لائن لگی ہے۔"

صوفیہ کے دل کو ٹھیس سی لگی مگر وہ مجبوراً"خاموش رہیں مگر سیٹھ کبیر نے غصے سے کہا،

"ان کی یہ مجال کے میری بیٹی کو یہ کہیں؟"

انہوں نے گھور کے صوفیہ کو دیکھا جیسے ساری غلطی ان کی ہو جب کہ سبرینہ نے غصے

سے کہا، ’’ڈیڈ! وہ کیا کہیں گے اصل غلطی تو آپ کی بیگم کی ہے کہ ایک لفظ انہوں نے شاہزیب کی حمایت میں نہیں بولا۔‘‘

کہتے ہوئے پھر غصے سے صوفیہ کو دیکھا جو سہمی کھڑی تھیں، انہوں نے کہنا چاہا،

’’سبرینہ! میں کیا کہتی مناہل کو انہوں نے پالا ہے اس پر ان کا حق ہے وہ اس کے لئے کچھ بھی فیصلہ کرنے کا حق رکھتے ہیں میں کیسے۔۔۔‘‘

ان کا جملہ ادھورا رہ گیا جب سیٹھ کبیر نے ان کی بات کاٹ دی،

’’تم تو خاموش ہی رہو چاہتیں تو سب کچھ کر سکتیں تھیں آخر مناہل پہ تمہارا بھی حق ہے مگر تم کو تو میری بے عزتی کروا کے سکون ملتا ہے۔‘‘

کہتے ہوئے انہیں گھورا جبکہ وہ اپنا دفاع کرتے ہوئے بولیں،

’’نن۔۔۔ نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے میں تو صرف یہ کہنا چاہ رہی تھی کہ شاہزیب کے لئے لڑکیوں کی کمی تھوڑی ہے اور وہ اتنا اچھا ہے تو اسے کسی حمایت کی ضرورت نہیں ہے۔‘‘

انہوں نے دونوں باپ، بیٹی کو ٹھنڈا کرنا چاہا جب کہ شاہزیب کا موڈ بھی آف ہو گیا

تھا۔ سیٹھ کبیر ان کی ان سنی کرتے ہوئے تنفر سے بولے،

"رہنے دو بس تم زیادہ چاپلوسی کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔"

انہوں نے ان کو اچھا خاصا بے عزت کر دیا، ان کا چہرہ شرمندگی کے احساس سے سرخ ہو گیا مگر وہ خاموش رہیں جب کہ سبرینہ کے دل میں ٹھنڈک اتر گئی۔ پتہ نہیں اس کو شروع دن سے ان سے کیا بیر تھا شائد انہوں نے اس کی ماں کی جگہ لی تھی اور اس کا کچا ذہن اس چیز کو ایکسیپٹ نہیں کر سکا تھا رہی سہی کسر سیٹھ کبیر کے لاڈ پیار نے پوری کر دی تھی۔ ابھی بھی اپنی لاڈلی کا خراب موڈ برداشت نا ہوا تبھی انہوں نے اس کا موڈ ٹھیک کرنے کی کوشش کی اور کہا،

"مگر بیٹا آپ نے خوامخواہ یہ مشکل اپنے سر لے لی۔ شاہزیب کو واقعی اور اچھی لڑکی مل جائے گی۔"

انہوں نے شاہزیب کی سمت دیکھا جو خود بھی آف موڈ کے ساتھ کھڑا تھا ابھی وہ کچھ کہتا کہ سبرینہ نے اس سے پہلے ان کی توجہ اپنی طرف کروالی،

"ڈیڈ! شاہزیب کو وہ اچھی لگی ہے تو کیا ہمیں اس کے لئے کوشش نہیں کرنی

چاہئے؟"

انہوں نے پر سوچ انداز میں ہنکارہ بھرا اور صوفیہ کی سمت دیکھتے ہوئے کہا،

"دیکھو مناہل کے لئے کتنا کر رہی ہے میری بیٹی اب تم بھی اچھی ماں ہونے کا فرض نبھاؤ اور مناہل سے کہو وہ اس رشتے کے لئے حامی بھر لے کہ یہ میری بیٹی کی خواہش ہے اور میرے بھانجے کی خوشی۔

انہوں نے جیسے حکم دیا جب کہ انہوں نے کہنا چاہا،"

"میں کیسے اس سے۔۔۔"

سیٹھ کبیر نے ان کی بات کاٹ دی اور کہا،

"اس سے کہنا کہ اسی میں اس کی بھلائی ہے اور تمہاری بھی۔"

بات کرتے کرتے لہجہ اچھا خاصا دھمکی آمیز ہو گیا جب کہ صوفیہ کا دل اس انداز پہ خوف سے سینے کی چار دیواری میں پھڑ پھڑا کے رہ گیا۔

وہ خلاف معمول لیٹ ہو گیا تھا، شہیر اور زین کے ساتھ کچھ اور دوست مل گئے تو وقت گزرنے کا پتہ نہیں چلا۔اس نے احتیاط سے ڈپلیکیٹ کیز سے لاؤنج کا دروازہ کھولا اور اندر آ گیا وہیں صوفے پہ سفینہ بیٹھی نظر آ گئیں،انھوں نے بھی اسے دیکھ لیا جب کہ وہ چونکتے ہوئے بولا،

"ارے می آپ! آپ اب تک جاگ رہیں ہیں۔"

انہوں نے اسے دیکھا اور قصدا"مسکرائیں وہ آگے بڑھ آیا اور ان کے ساتھ صوفے پہ بیٹھ گیا،سفینہ نے اسے جواب دیتے ہوئے کہا،

"ہاں بس نیند نہیں آرہی تھی تم بتاؤ تم کو دیر ہو گئی۔"صائم ان کی بات پہ مسکرایا اور کہا،

"جی آپ کو تو پتہ ہے شہیر اور زین ساتھ ہوں تو ٹائم کا پتہ ہی نہیں چلتا۔"

"سفینہ نے مسکراتے ہوئے سر ہلایا اور پوچھا،

"تم نے کھانا کھایا؟"

جواب میں وہ سر کھجاتے ہوئے بولا،

"کھانا تو کھالیا مگر کافی کی طلب ہو رہی ہے اگر وہ مل جائے تو نوازش ہوگی۔"

جواب میں وہ تنبیہہ کرتے ہوئے بولیں،"

پتہ ہے نا تمہاری دادو کو پسند نہیں رات کے وقت چائے کافی پینا اور پھر صحت کے لئے بھی ٹھیک نہیں ہے۔ چلو میں تم کو دودھ گرم کردوں۔"

وہ انہیں منع کرنا چاہتا تھا مگر کچھ سوچ کے خاموش ہو گیا، وہ کچن کی سمت بڑھ گئیں تو وہ بھی ان کے پیچھے چلا آیا، سفینہ فرج سے دودھ نکال رہیں تھیں تبھی اس کی نظر سامنے رکھے بڑے سے مٹھائی کے ٹوکرے پہ پڑی اور اس نے سفینہ سے پوچھ لیا،

"ممی یہ مٹھائی کہاں سے آئی ہے؟"

اس کے لہجے میں واضح حیرانی تھی، سفینہ نے ایک نظر اس کے حیران چہرے پہ ڈالی اور لہجے کو حتی آلامکان سرسری بناتے ہوئے جواب دیا،

"سبرینہ اور اس کی ممی آئیں تھیں شام میں تم کو اس نے بتایا نہیں؟"

ساتھ ہی اس سے پوچھ بھی لیا اور جس طرح وہ چونکا ان کو یہ بات سمجھنے میں دیر نہ لگی

کہ وہ لاعلم ہے۔ جب کہ وہ اپنی حیرت دباتے ہوئے بولا،

"اچھا! سبرینہ اور آنٹی آئیں تھیں مجھے معلوم نہیں تھا ان فیکٹ میں تو اس سے کانٹیکٹ کرنا چاہ رہا تھا کہ وہ ہمیں ٹائم دیں تو ہم ان سے میٹنگ فکس کریں۔"

وہ پر سوچ انداز میں کہہ رہا تھا خود کلامی کا سا انداز تھا، سفینہ نے اسے دودھ گرم کر کے تھمایا اور کہا،

"کمال ہے! تم سے اس نے کانٹیکٹ نہیں کیا اور آج اپنی ممی کے ساتھ اپنے کزن کا پروپوزل لے کر آ گئی۔" کہتے ہوئے اس پر ایک نظر ڈالی جبکہ صائم نے دودھ کا گلاس ہونٹوں سے ہٹاتے ہوئے سفینہ پہ ایک نظر ڈالی اور حیرت سے کہا،

"کون سے کزن کا پروپوزل کس کے لئے؟"

"بیٹا! تم تو کچھ زیادہ ہی لاعلم ہوا تنی لاعلمی بھی اچھی نہیں ہوتی۔"

ان کے کہنے پر وہ خفیف سا ہو گیا پھر انہیں سوالیہ نظروں سے دیکھا جب کہ وہ بغور اسے دیکھتے ہوئے بولیں،"

"شاہزیب کا پروپوزل لائیں تھیں مناہل کے لئے۔"

اب کہ وہ ٹھٹھک سا گیا،خاموش نظروں سے سفینہ کو دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہیں تھیں،اس کے دیکھنے پر پوچھا،

''کیوں کیا ہوا؟''

ان کے پوچھنے پر وہ ایک دم سنبھلا اور نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولا،

''جی کچھ نہیں۔''سفینہ جو ابھی بھی بغور اسے دیکھ رہیں تھیں جیسے اس کے دل کا حال جاننا چاہ رہیں ہوں پوچھنے لگیں،

''تم کو اچھا نہیں لگا کہ سبرینہ مناہل کے لئے شاہزیب کا پروپوزل لے کر آئی ہے۔''

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جواب میں وہ سنجیدگی سے بولا،

''نو ماما! مجھے کیوں برا لگے گا اور پھر آپ نے اور ڈیڈ نے ہی ہمیشہ اس کے لئے فیصلہ کیا ہے تو اب بھی اس کے لیے اچھا ہی سوچیں گے۔''

جب کے وہ سوچ رہیں تھیں کہ میں نے اور تمہارے ڈیڈ نے تو بہترین فیصلہ مناہل کے لئے کیا تھا مگر تم نے وہ فیصلہ مانا ہی نہیں،وہ افسوس سے سوچ رہیں تھیں مگر جب بولیں تو لہجہ سپاٹ تھا،

"ہاں اب تو اور بھی زیادہ سنجیدگی سے مناہل کے بارے میں سوچنا پڑے گا۔"

ان کا انداز جتانے والا نہیں تھا مگر صائم کو لگا کہ وہ اسے جتا رہیں ہیں۔جب کہ وہ اسے مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہیں تھیں،

"تم یہ ختم کر لو تو کچن کی لائٹس آف کر دینا، میں بھی اب سونے جا رہی ہوں۔"

وہ اس کو شب بخیر کہہ کر چلیں گئیں جب کہ وہ وہیں بیٹھا کچھ سوچتا رہ گیا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اگلی صبح اس نے اٹھتے ہی سبرینہ کو کال ملالی، کافی دیر بیل ہوتی رہی مگر اس نے ریسیو نہیں کیا۔اس نے پھر ٹرائی کیا اس کے باوجود کئی بیلز جاتیں رہیں مگر وہ تحمل سے ویٹ کرتا رہا پھر کافی بیلز جانے کے بعد سبرینہ کی نیند میں ڈوبی ہیلو سنائی دی،اس کی آواز سے لگ رہا تھا کہ وہ نیند سے جاگی ہے۔صائم ہمیشہ کی طرح خوش دلی سے بولا،

"گڈ مارننگ!"

جواب میں اس کی نیند میں ڈوبی آواز سنائی دی،

"اچھا! تم ہو اور کس گڈ مارننگ کی بات کر رہے ہو لے کے میری نیند خراب
کر دی۔"

وہ جس ناز سے بولی صائم مسکرا دیا اور کہا،

"میڈم یہ کوئی تک ہے، صبح ہو چکی ہے اور آپ اب تک بیڈ میں ہیں۔"

جواب میں وہ منہ بناتے ہوئے بولی،

"آف کورس! رات کو لیٹ نائٹ پارٹی سے آؤں گیں تو صبح تو دیر سے ہی ہو گی۔"

کہتے ہوئے اس نے جمائی روکی، وہ کچھ خاموش سا ہوا مگر اپنی عادت کے مطابق
خوشدلی سے بولا،

"میڈم! مجھ سے تو کانٹیکٹ کرتی نہیں ہو اور میرے گھر خاموشی سے بنا بتائے آ جاتی
ہو۔"

سبرینہ نے گہرا سانس لیا گو اس کو بلاوجہ کی پوچھ گچھ اچھی تو نہیں لگ رہی تھی مگر وہ صبح
صبح اپنا موڈ خراب کرنا نہیں چاہ رہی تھی اس لئے بمشکل ضبط کرتے ہوئے بولی،

''اوہ! کم آن صائم! پھر تم نے دقیانوسی باتیں شروع کر دیں ویسے بھی تم کو پتہ ہے کہ میں ایسی ہی ہوں جب کوئی کام کرنا ہے تو کرنا ہے۔اس کے لئے تمہید کیا باندھنا اور کیا تم کو اچھا نہیں لگا کہ میں مناہل کے لئے اتنا اچھا پرو پوزل لے کر آئی ہوں۔ مناہل بہت لکی ہے کہ شاہزیب نے اسے خود پسند کیا ہے۔''

اس کے لہجے سے مخصوص خود پسندی جھلک رہی تھی۔ مگر صائم اپنی ازلی صاف گوئی سے بولا،

''میرے خیال سے تو شاہزیب زیادہ لکی ہے اگر مناہل اس کے لئے ہاں کر دیتی ہے۔''

اس بات پر سبرینہ اندر ہی اندر تلملائی مگر اپنی عادت کے بر خلاف غصہ دباتے ہوئے بولی،

''یہ تو وقت ہی بتائے گا کہ کون لکی ہے اور کون نہیں۔'' جب کہ صائم کو اس کا انداز عجیب سا لگا مگر وہ اس کو نظر انداز کرتے ہوئے بولا،

''ویسے مناہل کا مزاج شاہزیب سے بہت مختلف ہے اور۔۔۔''

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سبرینہ نے اکتا کے اس کی بات کاٹ دی اور کہا،

''کم آن صائم! پھر وہی دقیانوسی باتیں اور پھر شاہزیب کو مناہل اچھی لگتی ہے اس سے زیادہ اہم بات کیا ہوگی۔''

وہ شائد اور بھی کچھ کہہ رہی تھی صائم کو اس کا یہ سب کہنا اچھا نہیں لگا اور اس نے کال ڈراپ کر دی، سبرینہ نے حیران ہو کر فون کو دیکھا پھر کندھے اچکا کے فریش ہونے واشروم کی سمت بڑھ گئی۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ ان کے بلانے پر گھر کے نزدیک پارک میں آئی تھی،اس کو حیرانی نے گھیر لیا تھا جب انہوں نے اس سے اس طرح ملنے کی خواہش کا اظہار کیا تھا کہ اتنے سالوں میں آج تک وہ اس سے خاص طور پہ ملنے گھر نہیں آئیں تھیں کجا یہ کہ اس طرح ملنے کے لئے بلانا اور وہ بھی بنا کسی کو بتائے۔آج کل ویسے بھی شاہزیب کے رشتے کے والے سے جو

بات چیت چل رہی تھی اس کے باعث ان کا اس سے ملنے کی خواہش کا اظہار کرنا اسے حیرانی سے زیادہ پریشانی میں مبتلا کر رہا تھا۔ وہ یہی سب سوچ رہی تھی کہ اس کی نظر ان پر پڑی وہ اسی طرف آ رہیں تھیں، ان کو سامنے دیکھ کر وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ وہ اس کے نزدیک آ گئیں، اس نے معمول کے مطابق انہیں سلام کیا جس کا انہوں نے سر ہلا کے جواب دیا، اس نے بغور ان کو دیکھا، وہ اسے غیر معمولی حد تک پریشان لگیں حالانکہ اس سے پہلے جب بھی ان سے ملنا ہوا وہ اسے مرجھائی ہوئی سی لگتی تھیں مگر اس طرح کی کیفیت آج سے پہلے نہیں دیکھی تھی۔ وہ خاموش سی اسے بغور دیکھ رہیں تھیں جب وہ کچھ نہ بولیں تو اس نے ان سے پوچھ لیا، "آپ کچھ کہنا چاہتیں ہیں؟"

اس سوال پہ وہ چونک سی گئیں اور ایک گہرا سانس لے کر اس کو مخاطب کیا،

"مناہل!"

اس پکار پہ اس کا دل ڈوب کے ابھرا، برسوں ہو گئے تھے یہ لہجہ سنے ہوئے اس کا دل چاہا کہ وہ انہیں سنتی رہے مگر شاید وہ بہت جلدی میں تھیں اسی لئے بات آگے بڑھاتے ہوئے بولیں،

www.neweramagazine.com

''اس سے پہلے کہ میں تم سے کچھ کہوں بس تم یہ سن لو میں بہت مجبور ہو کر لیکن بہت امید لے کر تمہارے پاس آئی ہوں۔''

اس نے اس تمہید پر انہیں الجھ کے دیکھا جب کہ وہ بنا رکے بول رہیں تھیں،

''میں چاہتی ہوں تم شاہزیب کے رشتے کے لئے ہاں کر دو۔''

ان کی بات تھی کہ دھماکہ اس ایسا لگا زمین اس کے پیروں سے کھسک گئی ہو، ابھی کل ہی اس نے بابا، ماما اور دادو کی بات چیت سنی تھی جس کے مطابق وہ سب اس رشتے سے انکار کرنے کا سوچ رہے تھے اور انکی گفتگو سن کر اس کے اعصاب سے جیسے ایک بوجھ اتر گیا تھا مگر اب صوفیہ کی بات سن کر اسے کسی انہونی کا احساس ہو رہا تھا مگر وہ اپنی حیرانی پہ قابو پائے بغیر انہیں ٹوک گئی،

''یہ کیا کہہ رہیں ہیں آپ؟''

جب کہ وہ اسی اطمینان سے کہہ رہیں تھیں،

''جو کچھ کہہ رہیں ہوں بلکل ہوش حواس میں کہہ رہی ہوں، تم جانتی نہیں ہو مجھ پہ کتنا پریشر ہے، سبرینہ جو سوچ لیتی ہے وہ کر کے رہتی ہے پھر چاہے اس کے لئے اس کو کچھ

بھی کرنا پڑے۔"

ان کی بات کے جواب میں اس نے کہا،

"یہ آپ کے گھر کا معاملہ ہے اس سلسلے میں میں کچھ نہیں کر سکتی۔"

اس کے صفا جواب پہ وہ تقریباً روہانسی آواز میں بولیں،

"مناہل! تم سمجھ نہیں رہی ہو اگر اس کی بات پوری نہیں ہوئی تو وہ اپنے ڈیڈی سے کہہ کر مجھے ڈائیورس دلوا سکتی ہے۔ بیٹا انہوں نے اس عمر میں مجھے چھوڑ دیا تو میں کہاں جاؤں گیں؟ اور تم کو پتہ ہے میرے دو بچے اور بھی ہیں میں ان کی شکل تک دیکھنے سے محروم ہو جاؤں گیں۔ اور اب میں اپنے بچوں سے دوری برداشت نہیں کر سکتی۔ پلیز تم مان جاؤ اس رشتے کے لئے ہاں کر دو۔"

کہتے کہتے انہوں نے اس کے سامنے اپنے ہاتھ جوڑ دیئے اور رو پڑیں، ان کے ایسا کرنے پر اس کے دل پر چوٹ سی پڑی، گو وہ ذہنی طور پہ ان کی دوری قبول کر چکی تھی مگر خون آخر خون ہی ہوتا ہے۔ اس نے ان کا درد دل سے محسوس کیا اور تڑپ کر ان کے ہاتھ تھام لئے۔ اور وہ اس کے ہاتھوں پہ پیشانی ٹکا کے رو پڑیں۔ مناہل کو ان کا اس طرح رونا

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اچھا نہیں لگ رہا تھا، اس جیسی نرم دل تو ایک چڑیا کی تکلیف نہیں دیکھ سکتی تھی یہ تو اس کی ماں تھی۔ وہ ان کے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے انہیں تسلی دیتے ہوئے کہہ رہی تھی،

"پلیز آپ روئیں نہیں!"

اس کے اس طرح کہنے پر وہ اور زیادہ رونے لگیں، وہ پریشان سی ہو گئی اور کہا،

"دیکھیں آپ روئیں مت میں آپ کی بات مانوں گیں آپ پلیز رونا بند کریں۔"

ان الفاظ پر انہوں نے بے یقینی سے اسے دیکھا بجھی ہوئی آنکھیں پھر سے جگمگا گئیں، انہوں نے اس کا نازک ہاتھ اپنی گرفت میں لیتے ہوئے پوچھا،

"کیا کہا؟ تم میری بات مانو گی؟"

ان کے لہجے میں بے یقینی تھی اس نے اثبات میں سر ہلا دیا جب کہ ان کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ پھیل گئی انہوں نے اس کے نرم ہاتھ کو اپنی گرفت میں لیتے ہوئے کہا،

"تم اس رشتے پر ہاں کر دو تو میں اور تم ہمیشہ ساتھ رہ سکتے ہیں۔"

"کہتے ہوئے وہ مسکرائیں جب کہ اس بات پہ ایک پھیکی مسکراہٹ اس کے لبوں کو چھو گئی وہ کہنا تو بہت کچھ چاہتی تھی مگر کہہ نا سکی۔ انہوں نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہوئے کہا،

"پھر میں گھر جا کر سبرینہ، شاہزیب اور کبیر صاحب سے کہہ دوں کہ تم راضی ہو۔"

انہوں نے بچوں جیسی خوشی سے کہا،اس کا دل کرلایا مگر بمشکل مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا اور انہوں نے فرط جذبات میں اس کی روشن پیشانی چوم لی،جب کہ اس کی خوبصورت آنکھوں میں ایک ان کہی تحریر تھی اور اس کے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ اس نے جو کیا وہ ٹھیک کیا یا نہیں۔

وہ کھوئی کھوئی کیفیت میں گھر میں داخل ہوئی تھی،پارک سے واپسی پر بھی وہ یہی سوچتی آئی تھی کہ آیا اس نے ٹھیک کیا ہے یا نہیں، مگر وہ اس دل کا کیا کرتی جو کسی کی تکلیف پہ تڑپ اٹھتا تھا پھر آج تو اس کے سامنے رونے والی اس کی ماں تھی وہ کیسے بے حسی دکھا سکتی تھی۔انہی سب سوچوں کے درمیاں وہ گھر میں داخل ہوگئی،سب ہی حال

میں موجود تھے، سوائے صائم کے۔ دادو ٹی وی پہ آنے والا کوئی مذہبی پروگرام دیکھ رہیں تھیں جب کہ باباشام کا اخبار پڑھتے ہوئے چائے بھی انجوائے کر رہے تھے، ماما اور بھابھی کسی گھریلو امور پہ ڈسکشن کر رہیں تھیں جبکہ دائم بھائی طہٰ کے ساتھ کوئی گیم کھیل رہے تھے۔ اس کا دل ڈگمگایا کہ ان سب کا رویئہ کیا ہوگا جب وہ یہ سب کہے گی، ایک منٹ کے لئے خیال آیا کہ وہ سب نہ کہے پھر اس خیال کو جھٹک کے ایک گہرا سانس لیا اور اندر چلی آئی، سب سے پہلے ماما کی نظر اس پر پڑی اور انہوں نے اسے دیکھ کر محبت سے پکار لیا،

''آؤ مناہل! آجاؤ تم بھی۔ اس کا دل ڈوبا. جی چاہا ان کی آغوش میں جا کر چھپ جائے جہاں دنیا بھر کا سکون ہے مگر وہ ہمت مجتمع کرتی آگے بڑھ آئی جب بابا نے اسے پکار لیا،

''اور بھئی کہاں سے آ رہی ہے ہماری بیٹی؟ اتنی دیر سے نظر نہیں آئی؟ کہتے ہوئے انہوں نے محبت سے اسے دیکھا اور مسکرائے، ان کی بات پہ وہ بمشکل مسکرائی اور انگلیاں مڑوڑتی آگے آتے ہوئے سب کو مخاطب کرتے ہوئے بولی،

''مجھے آپ سب سے کچھ بات کرنی ہے۔''

اس کے انداز پر سب ہی اس کی سمت متوجہ ہو گئے، جس کے چہرے سے فکرمندی

صاف جھلک رہی تھی،ماما اٹھ کے اس کے نزدیک چلی آئیں اور فکر مندی سے اسے مخاطب کرتے ہوئے پوچھا،

''کیا ہوا مناہل! خیر تو ہے؟''

مناہل نے ان کی سمت دیکھا اور ہمت جمع کرتے ہوئے کہا،

''میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ آپ شاہزیب کے رشتے کے لئے ہاں کر دیں۔''

اس کے یہ کہنے کی دیر تھی کہ ماحول پہ جیسے سکتہ طاری ہو گیا،بھابھی جو خالی کپس اٹھانے کے لئے ٹرے ہاتھ میں لے چکیں تھیں ان کے ہاتھ سے ٹرے گر گئی،دائم بھائی اپنا ہاتھ روک کہ اس کی سمت حیرانی سے دیکھنے لگے،جب کہ یہی حال دادو اور ماما کا تھا،ان کو جیسے یقین نہیں تھا کہ یہ سب مناہل نے ہی کہا۔ان سب کے برعکس بابا پورے حواسوں میں تحمل سے بیٹھے اس پہ نظریں جمائے ہوئے تھے،جواب نظریں جھکائے ان کے سامنے کھڑی انگلیاں مڑوڑ رہی تھی۔انہیں اس کا بچپن یاد آ گیا جب وہ اسی طرح ان کے پاس آکر اپنی وہ بات منواتی تھی جس کو ماما اور دادو کا رد کرنے کا امکان ہوتا تھا،پھر وہ ان کو نجانے کیسے قائل کر لیتی تھی اور وہ اس کی بات مان بھی جاتے تھے مگر یہ معاملہ ساری زندگی کا معاملہ تھا کوئی کھیل نہیں تھا کہ وہ اس کی یہ فرمائش پوری

کر دیں۔دادو کو سب سے پہلے ہوش آیا اور انہوں نے تنبیہا" اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا،

"مناہل! یہ آپ کیا کہہ رہیں ہیں جانتیں ہیں نا! کہ یہ فیصلے بڑوں کے کرنے کے ہیں۔"

اس نے سر ہلایا مگر ہمت کر کے بات آگے بڑھاتے ہوئے کہا،

"جی جانتی ہوں مگر یہ فیصلہ تو میری ذات سے منسوب ہے تو اس فیصلے کو کرنے کا حق بھی مجھے ہی ہونا چاہیے۔"

اس نے ٹھہر ٹھہر کر اور ادب کے دائرے میں رہتے ہوئے یہ سب کہا اس کے باوجود سب کی آنکھیں حیرت سے پھیل، سفینہ نے فکر مندی سے جنید کو دیکھا اور ان کے اشارہ کرنے پر انہوں نے اپنے مخصوص محبت بھرے انداز میں اس سے پوچھا،

"مناہل! بیٹا! کیا بات ہے کسی نے کچھ کہا ہے؟"

اس نے بمشکل اپنے اوپر قابو پا کر نفی میں سر ہلا۔جب کہ بابا نے اپنے مخصوص پر شفقت انداز میں اسے اسے اپنے پاس بلایا،

''مناہل! بیٹا! یہاں آؤ میرے پاس۔''

''وہ ان کے کہنے پر میکانکی انداز میں چلتی ان کے نزدیک جا کر بیٹھ گئی،اس کا سر جھکا ہوُا تھا اور وہ کسی کی طرف دیکھ بھی نہیں رہی تھی، جبکہ اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ یہاں سے اٹھ کے بھاگ جائے کہ جانتی تھی کہ اگر زیادہ دیر وہاں رکی تو ان سب کی محبت کے آگے مجبور ہو جائے گی اور وہ ایسا نہیں چاہتی تھی۔ جنید ہمدانی اس کو کئی سیکنڈ خاموشی سے دیکھتے رہے پھر محبت سے پکارتے ہوئے کہا،

''بیٹا! اچانک اس فیصلے کی وجہ کیا ہے؟''

مناہل کے گلے میں آنسوؤں کا گولا سا اٹک گیا اس کے لیے جواب دینا مشکل تھا مگر وہ بمشکل اپنے اوپر قابو پاتے ہوئے بولی کہ سب منتظر نظروں سے اسے دیکھ رہے تھے،

''اچانک فیصلہ نہیں کیا ہے بابا! بہت سوچ سمجھ کر کیا ہے۔''

جنید ہمدانی تحمل سے،

''وجہ!''اس نے ایک گہرا سانس لیا اب وہ کسی حد تک اپنی گھبراہٹ پر قابو پا چکی تھی اور اطمینان سے بولی،

"وجہ بہت ڈفرنٹ ہے، آپ لوگ شائد یہ سمجھیں کہ میں اس رشتے پر زور اس لئے دے رہی ہوں کہ مجھے شاہزیب سے کوئی غرض ہے مگر ایسا نہیں ہے مجھے یہ موقع بار بار نہیں ملے گا، میں اس رشتے کے حق میں اس لیے ہوں تاکہ پھر سے اپنی ماں کے ساتھ رہ سکوں وہ سارے پل دوبارہ جی سکوں جو میں نے بچپن میں مس کئے ہیں، تو کیا میری یہ خواہش غلط ہے؟ بتائیے بابا! کیا میرا یہ خواہش کرنا غلط ہے؟"

اس نے جھلملاتی آنکھوں سے ان کو دیکھا اور اس کی نظریں ان کے دل میں ترازو ہو گئیں وہ تو ویسے بھی اس کی آنکھ میں آنسو نہیں دیکھ سکتے تھے، انہوں نے اس کا سر اپنے سینے سے لگالیا جبکہ اس کی جذباتی کیفیت باقی سب کی بھی آنکھیں نم کر گئیں، جب اس سے اپنے اوپر قابو پانا مشکل ہو گیا تو بنا ارد گرد دیکھے اٹھ کے باہر کی سمت بڑھی اور ہال سے باہر نکلتے اندر آتے صائم سے ٹکرا گئی، تصادم اچانک تھا اس سے پہلے وہ گرتی صائم نے اسے بازو سے تھام کے گرنے سے بچالیا، اس نے نم آنکھیں اٹھا کے اس کی سمت دیکھا اور اس کے خوبصورت آنکھیں صائم کی روشن آنکھوں سے مل گئیں نظروں کا تصادم بڑا گہرا تھا، صائم کے دل پہ اس کی نظریں سبط ہو گئیں۔ اسے لگا اس کی نظریں اس سے شکوہ کر رہیں ہیں، ایک لمحے کی بات تھی وہ تیزی سے اپنا آپ

اس کی مضبوط گرفت سے چھڑواتی تیزی سے اس کی سائیڈ سے نکل گئی جب کہ اس کی نظروں نے آگے تک اس کا پیچھا کیا تھا۔

وہ شام میں لان میں نکل آئی تھی گزشتہ چند دنوں سے عجیب سی یاسیت نے ذات کا گھیرا کیا ہوُا تھا گو بے چینی کی وہ کیفیت تو نہیں تھی مگر ایک عجیب سی بے حسی نے ذات کا احاطہ کیا ہوُا تھا، بابا نے اس کے فیصلے کو دل و جان سے قبول کر لیا تھا جب کہ دادو اور ماما تذبذب کا شکار تھیں مگر بابا نے نجانے کیسے ان کو سمجھایا تھا کہ وہ دونوں بھی مان گئیں تھیں گو ابھی بھی کئی خدشے تھے جو ان کے دل کو گھیرے ہوئے تھے مگر انہوں نے اس سے کچھ نہیں کہا تھا اور اس کے لئے یہی۔ بہت تھا، دائم بھائی سے کہہ کر شاہزیب کے بارے میں معلومات کروانے کو بابا نے کہہ دیا تھا۔ اس دن کے بعد سے صائم سے سامنا نہیں ہوُا تھا اور وہ اس کا سامنا کرنا بھی نہیں چاہتی مگر کب تک ایک گھر میں رہتے ہوئے ایسا ممکن نہیں تھا اس لیے وہ پورے لان کا چکر لگا کر مڑی اور وہیں

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ٹھٹھک گئی۔وائٹ کاٹن شرٹ اور بلیو ڈینم جینز میں اس کا دراز قد نمایاں ہو رہا تھا جیسے پورے ماحول پہ اس کی شخصیت چھا گئی ہو،وہ اس طرف ہی آرہا تھا،مناہل کا دل تیزی سے دھڑکا اس کا جی چاہا وہ وہاں سے بھاگ جائے مگر وہ ایسا کر نہ سکی،قدم ایسا لگ رہا تھا زمین نے جکڑ لئے ہیں۔ تبھی وہ اس کے سامنے آکر رک گیا،اس نے بمشکل نظریں اٹھا کر اس کی سمت دیکھا،وہ بغور اسے ہی دیکھ رہا تھا اس نے گھبرا کے نظریں جھکا لیں۔ تبھی اس کی سنجیدہ آواز اسے سنائی دی وہ کہہ رہا تھا،

"تم نے اس رشتے کے لئے ہاں کر دی؟"

اس کے سوال پر مناہل نے جھکا سر نہیں اٹھایا اور نہ ہی کچھ کہا جب کہ وہ اپنی بات پہ زور دیتے ہوئے بولا،

"میں کچھ پوچھ رہا ہوں؟"

وہ بمشکل اپنے اوپر قابو پاتے ہوئے بولی،

"جی!"

اس کے اس طرح جواب دینے پر وہ اونچی آواز میں بولا،

"کیوں؟

اس کے اس طرح ایک دم اونچا بولنے پر وہ سہم سی گئی، اپنی بڑی بڑی بادامی آنکھیں اٹھا کے خوفزدہ انداز میں اسے دیکھا اور اس کی نظریں ان روشن آنکھوں سے مل گئیں جن میں سے غصے کی چنگاریاں نکلتی محسوس ہو رہیں تھیں، وہ بمشکل اپنا تھوک نگلتے ہوئے اسے جواب دینے کی خاطر بولی،

"منع کرنے کا کوئی جواز نہیں تھا۔۔۔"

اس کا جملہ ادھورا رہ گیا جب اس نے خفگی سے اسے ٹوک دیا،

"کیا مطلب جواز نہیں تھا، تم نے دیکھا نہیں تھا اس شخص کا انداز اس کے باوجود تم یہ بات کہہ رہی ہو۔" مناہل کے ہونٹوں پہ ایک تلخ مسکراہٹ پھیل گئی اور وہ اس کی بات کے جواب میں بولی،

"اچھا! میں نے تو ایسا محسوس نہیں کیا اور ویسے بھی اس گھر میں میری ماما بھی رہتیں ہیں تو انہوں نے کچھ سوچ کر ہی میرا پرپوزل دیا ہوگا وہ میرے لئے کچھ غلط نہیں سوچ سکتیں۔"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جملے کے اختتام پر اس کی سمت دیکھا ابھی وہ کچھ کہتا کہ وہ اس کی سائڈ سے نکلتی چلی گئی اور وہ غصے سے اپنے ہاتھ پہ دوسرے ہاتھ کا مکہ برسا کے رہ گیا۔

آج سبرینہ اور اس کی فیملی کو ہمدانی ہاؤس میں انوائٹ کیا گیا تھا تاکہ مناہل کے رشتے کے سلسلے میں ان کو مثبت جواب دے دیا جائے۔اسی سلسلے میں ایک چھوٹی سی دعوت کا اہتمام گھر پر ہی کر لیا گیا تھا اور سر شام ہی گھر میں چہل پہل شروع ہو گئی تھی۔علوینہ، شہیر اور زین بھی پہنچ گئے تھے، مناہل نے اپنے آپ کو ان سب کے ساتھ مصروف کر لیا تھا اور ذہن جو مختلف خیالات کی آمجگاہ بنا ہوُا تھا وہ تھوڑا ابٹ گیا تھا۔صائم کا کچھ اتا پتہ نہیں تھا،زین اور شہیر نے اس کے متعلق سوال بھی کیا مگر کسی کو علم نہیں تھا کہ وہ کہاں ہے۔اس کے گھر سے غائب ہونے پر مناہل اپنے آپ کو ہی قصوروار ٹھہرا رہی تھی جیسے ساری غلطی اسی کی ہو مگر وہ کچھ کر نہیں سکتی تھی۔ابھی بھی سب ہال روم میں جمع تھے، مناہل،علوینہ، شہیر اور زین کے ساتھ ایک طرف بیٹھی تھی،زین کے لطیفوں نے اس کا دھیان کسی حد تک بٹا دیا تھا مگر پھر بھی وہ بات نہیں

تھی اس کے انداز میں۔ماما کافی دیر سے اسے نوٹ کر رہیں تھیں جو ان تینوں کے ساتھ بیٹھی بظاہر مسکرا رہی تھی مگر نجانے کیوں ان کو اس کی مسکراہٹ پھیکی لگی ان کا دل ہول سا گیا اور انہوں نے اس کی خوشیوں کی ان گنت دعائیں مانگ لیں۔وہ ابھی اس کے بارے میں سوچ ہی رہیں تھیں جب دادو نے انہیں مخاطب کر لیا،

"سفینہ !کیا بات ہے ؟کیا سوچ رہی ہو؟"

ان کے سوال پر انہوں نے ایک گہرا سانس لیا اور کہا،"اماں !مجھے مناہل ٹھیک نہیں لگ رہی،دیکھیں تو چہرہ کیسا بجھا بجھا سا ہے اور آنکھوں کی چمک بھی ماند ہے۔"

ان کے انداز پر دادو مسکرائیں اور کہا،

"ہر ماں کو اپنا بچہ اسی طرح لگتا ہے اور پھر اب اس کا رشتہ طے ہونے والا ہے تو بہ حیثیت ماں تمہاری سوچ فطری ہے۔

"انہوں نے ان کو تسلی دینی چاہی مگر وہ نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہنے لگیں،

"نہیں اماں !مجھے مناہل خوش نہیں لگ رہی جس طرح لڑکیاں اپنا رشتہ طے ہونے پر ہوتیں ہیں۔پتہ نہیں مجھے بہت فکر ہو رہی جیسے کچھ ہونے والا ہو۔"

کہتے کہتے وہ روہانسی سی ہو گئیں جب کہ دادو کچھ کہہ بھی نہ سکیں کہ ایسا ہی کچھ وہ بھی محسوس کر رہیں تھیں مگر ان کو تسلی دینے کی خاطر کہا،

''سفینہ! اچھا اچھا سوچو شاباش! سب ٹھیک ہو جائے گا۔''

ان کے دلاسے پر وہ مطمئن تو نہیں ہوئیں تھیں مگر نا چاہتے ہوئے بھی سر ہلا دیا۔

شہیر اور زین کو دائم بھائی اپنے ساتھ لے گئے تھے یہ کہہ کر کہ،

''صائم تو ہے نہیں اب تم دونوں میری ہیلپ کر وآؤ''

اور وہ دونوں بخوشی ان کی ہیلپ کے لیے ان کے ساتھ چلے گئے، مناہل علوینہ کو لے کر اپنے روم میں آگئی تاکہ شام میں پہننے کے لئے سوٹ سلیکٹ کر لے اور شائذ علوینہ اسی موقع کی تلاش میں تھی،اس سے اس رشتے کے بارے میں پوچھ لیا،

''مناہل! مجھے تم سے یہ امید نہیں تھی۔''

وہ جو ایک دو جوڑے نکال کر چیک کر رہی تھی اس کی بات پر اس کی مسکراہٹ سمٹ

گئی، جب کہ وہ کہہ رہی تھی،

''مطلب شاہزیب کوئی آخری آدمی تو تھا نہیں دنیا کا کہ تم نے اس کے لئے حامی بھر لی جب کہ یہ میں اور تم کیا سب جانتے ہیں کہ وہ کیسا ہے پھر بھی تم یہ بیوقوفی کر رہی ہو۔''

اس کے سوال پر ایک زخمی مسکراہٹ اس کے کٹاؤ دار ہونٹوں پر پھیل گئی مگر وہ اپنے آپ کو ہشاش بشاش ظاہر کرتے ہوئے کہہ رہی تھی،

''اس رشتے کو ہاں کرنے کی وجہ شاہزیب نہیں ہے۔'' اس بات پر علوینہ نے حیران ہو کر اسے دیکھا اور وہ بات آگے بڑھاتے ہوئے بولی،

''اس کی وجہ میری ماما ہیں جو سبرینہ کی اسٹیپ مدر ہیں۔''

اس کے جواز پر علوینہ نے کچھ کہنے کے لئے منہ کھولا مگر پھر کچھ سوچ کے خاموش ہو گئی جب کہ مناہل کہہ رہی تھی،

''یہ بات پکنک والے دن ہی مجھے پتہ چلی تھی اور پھر جب انہوں نے شاہزیب کا پروپوزل میرے لئے دیا تو میرے ذہن میں یہی بات تھی کہ اس طرح مجھے اپنی ماما

کے ساتھ رہنے کی لائف ٹائم اپورچیونٹی مل جائے گی جو میں بچپن سے مس کرتی آرہی ہوں۔"

اس کے بودے جواز پر علوینہ اس کا دل کیا اس کو جھنجھوڑ دے مگر وہ صرف اتنا بولی،

"خودکشی کے اور بھی کئی طریقے ہیں یہی کیوں؟"

اس کے طنز پہ وہ ہنس پڑی اور اس کی خوبصورت آنکھیں نم ہو گئیں۔اپنی آنکھیں صاف کرتی مسکراتے ہوئے بولی،

"توبہ ہے علوینہ تم سے بھی۔"

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جب کہ وہ اسی انداز میں بولی،

"نہیں مطلب تم کرنا کیا چاہ رہی ہو پہلے مدر ٹریسا کی شاگرد بنتے ہوئے نیک بی بی نے اپنی محبت اس سبرینہ کے حوالے کر دی اور اب اپنی بھولی بسری والدہ کی محبت کو پانے کے لئے یہ طوق گلے میں ڈال رہی ہو۔" کہتے ہوئے اسے بری طرح گھورا اور وہ جو ایک ہمدرد پا کر بکھر رہی تھی اپنے اوپر قابو پا کر بولی،

"ویسے تمہاری اردو کچھ بہتر نہیں ہو گئی، کسی حد تک اس کا کریڈٹ سبرینہ کو جاتا ہے نہ

وہ میرا پرپوزل لاتی اور نہ علوینہ صاحبہ بامحاورہ اپنے خیالات کا اظہار کرتیں۔"

اس کے انداز پر علوینہ نے اسے گھور کے دیکھا اور اس نے ہنستے ہوئے اس کی توجہ ان ڈریسز کی طرف کروادی جو اسے آج پہننا تھا اور علوینہ بھی نا چاہتے ہوئے اس سمت متوجہ ہوگئی۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ صبح سے نکلا شام ڈھلے گھر پہنچا تھا، حد تو یہ تھی کہ اس نے اپنا سیل فون بھی آف کر رکھا تھا۔اسے خود سمجھ نہیں آرہی تھی کہ یکایک اسے ہوا کیا ہے دل کو عجیب سی بے چینی لگی تھی، کسی سے بات کرنے کا موڈ نہیں تھا، تبھی بائیک پورچ میں کھڑی کر کے سائڈ کے دروازے سے کچن کے راستے گھر میں داخل ہوا تھا۔باہر کھڑی گاڑیاں یہ بتا رہیں تھیں کہ مہمانوں کی آمد ہو چکی ہے جب کہ ڈرائنگ روم سے آتی باتوں کی آوازوں نے اس کی سوچ کی تصدیق بھی کر دی۔وہ دل پہ جبر کر کے سیڑھیوں کی طرف بڑھا اور اوپر سے اترتی بھابھی اور علوینہ کے ساتھ مناہل کو دیکھ کر وہیں رک

گیا۔مناہل کی نظر بھی اس پہ پڑ گئی تھی وہ وہیں رک گئی اور دل تیز تیز دھڑکتا چلا گیا۔

وہ کچن کے راستے ہوتا ہوا اوپر جانے والی سیڑھیوں کی سمت آیا اور اوپر سے بھابھی اور علوینہ کے ساتھ نیچے اترتی مناہل پہ پڑی اور نظروں نے اس کے خوبصورت چہرے سے ہٹنے سے انکار کر دیا، مناہل کی نظر بھی اس پر تبھی پڑی تھی اسے سامنے دیکھ کے وہ بھی رک گئی مگر دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔بھابھی نے بھی اسے دیکھ لیا اور مخاطب کرتے ہوئے کہا،

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ارے صائم! آ گئے تم؟ کہاں تھے؟ صبح سے تمہارے بھئیا تم کو فون ملا ملا کر تھک گئے۔"

بھابھی جلدی جلدی بولتی اس سے مخاطب تھیں جب کہ وہ مناہل کی سمت متوجہ تھا، جو اس کی سمت دیکھے بغیر اپنی دھڑکنوں کو سنبھالنے کی کوشش کر رہی تھی، وہ کچھ نا بولا، جب کہ بھابھی حسب عادت اس کو ہدایت دے رہیں تھیں،

"چلو! اب آ گئے ہو تو جلدی سے فریش ہو کر ڈرائنگ روم میں آ جاؤ سبرینہ تمہارا کتنی

بار پوچھ چکی ہے۔"

اس نے ان کی ایک بھی بات نہیں سنی تھی،اسے پتہ نہیں تھا کہ وہ اس سے کیا کہہ رہیں ہیں،وہ تو بس اس طرف متوجہ تھا جہاں سے وہ بے بی بلیو کاٹن اور شیفون کے پنک اینڈ بلیو ایمبر وائیڈڈ کرتا جسکی سلیوز پر بھی شیفون پر ایمبر ویڈری اور ایپلیک ورک بنا تھا اس کے ساتھ پلین بلیو ٹراؤزرز اس کے پائنچوں پہ ایپلیک ورک بنا تھا،جیور جٹ کا پرنٹڈ میچنگ دوپٹہ نیچرل میک اپ نے اس کی خوبصورتی کو اور اجاگر کر دیا تھا،کانوں میں اینٹیک سلور کے آویزے اور میچنگ کھسوں میں وہ بے حد پیاری لگ رہی تھی یا پھر اس نے ہی پہلی مرتبہ غور سے دیکھا جو اسے وہ مختلف لگی تھی،اس کی روشن چاکلیٹ براؤن آنکھوں میں عجیب سی کیفیت تھی مگر مناہل نظریں جھکائے بھابھی کا ہاتھ تھامے اس کی سائیڈ سے نکلتی چلی گئی،اس نے خالی خالی نظروں سے راہداری کی سمت دیکھا جہاں سے وہ گئی تھی اور بے دلی سے سیڑھیاں چڑھتا اوپر چلا گیا۔

وہ بھابھی کی سنگت میں ڈرائنگ روم میں داخل ہوئی تو ایک لمحے کے لئے خاموشی چھا

گئی اور سب ہی اس کی سمت متوجہ ہوگیے۔ مناہل نے نروس ہو کر بھابھی کے ہاتھ پر گرفت مضبوط ہوگئی، انہوں نے اس کا نازک ہاتھ نرمی سے دبا کر اسے خاموش تسلی دی اور اس نے دھیمی آواز میں سب کو مشترکہ سلام کیا۔ سب نے ہی اس کے سلام کا جواب دیا اور بھابھی نے اسے صوفیہ کے قریب جا کر بٹھا دیا، صوفیہ کے چہرے پر اس دن کے مقابلے میں آج اطمینان جھلک رہا تھا۔ اسی اطمینان کے زیر اثر انہوں نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا،

"اچھا ہوا تم آگئیں اتنے لوگوں کی موجودگی کے باوجود اچھا نہیں لگ رہا تھا۔"

وہ سر جھکائے بیٹھی تھی تبھی سبرینہ نے ان کی بات اچک لی،

"یہ تو شاہزیب کے دل کا حال بیان کر دیا آپ نے۔"

اس کے انداز سے اس کے اچھے موڈ کا اندازہ ہو رہا تھا، جب کہ مناہل کو معلوم تھا کہ بظاہر وہ دائم بھائی، شہیر اور زین کے ساتھ باتوں میں مصروف ہے مگر درحقیقت یہیں متوجہ ہے۔ مناہل کے دل پہ ناگوار سی کیفیت چھا گئی، جسے اس نے سر جھکا کے چھپانے کی کوشش کی، جب کہ سبرینہ اسی خوشگوار موڈ کے ساتھ کہہ رہی تھی،

"مناہل! تم نے تو واقعی جادو کر دیا ہے، شاہزیب نے جب سے تم کو دیکھا ہے وہ تو تمہارا دیوانہ ہو گیا ہے۔"

مناہل کا چہرہ شرم کے بجائے شرمندگی سے سرخ ہو گیا، ماما اور دادو اس کو معمول کی چھیڑ چھاڑ سمجھ رہیں تھیں اور مناہل کی بے نیازی کو جھجھک پہ محمول کر رہیں تھیں۔ تبھی صوفیہ نے مناہل کو مخاطب کرتے ہوئے کہا،

"لو مناہل یہ تمہارے لئے۔"

کہتے ہوئے ایک گلابی لفافہ جو دیکھنے میں ہی خاصا بھاری لگ رہا تھا، اس کی سمت بڑھایا، اس نے دھیرے سے نظریں اٹھائیں جب کہ ماما نے کہا،

"ارے! آپ یہ تکلف کیوں کر رہیں ہیں۔"

ابھی صوفیہ کوئی جواب دیتیں کہ سبرینہ نے ان کے ہاتھ سے لے کر ماما اور دادو کی سمت دیکھتے ہوئے کہا،

"تکلف نہیں ہے، رسم ہے۔ ہمارے یہاں جب رشتہ پکا ہوتا ہے تو ہونے والی دلہن کو کچھ نا کچھ شگن کے طور پر دیا جاتا ہے۔"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بظاہر وہ مسکراتے ہوئے کہہ رہی تھی مگر لہجے سے ہی امارت کا زعم اور رعونت صاف جھلک رہی تھیں، ماما اور دادو کو برا تو لگا مگر مناہل کی وجہ سے خاموش ہو گئیں، مناہل کو سبرینہ کی چبھتی نظریں اپنے چہرے پر صاف محسوس ہو رہیں تھیں، اس نے اپنی گھنی پلکیں اٹھائیں اور اسی وقت سبرینہ نے اس کا نازک ہاتھ تھام کر وہ بھاری سا لفافہ اس کے ہاتھ میں تھما دیا، آنکھوں میں تمسخر صاف پڑھا جا سکتا تھا، جیسے وہ شگن نہیں کوئی خیرات دے رہی ہو۔جب کہ مناہل کا جی چاہا کہ وہ لفافہ اٹھا کے دور پھینک دے جیسے وہ لفافہ نہ کوئی موذی سانپ ہو مگر اس نے ناچاہتے ہوئے بھی وہ لفافہ تھام لیا۔بات چیت کا دورا بھی بھی چل رہا تھا جب اس نے ڈرائنگ روم میں قدم رکھا اور سب کی نظریں اس کی سمت اٹھ گئیں سوائے مناہل کے۔اس نے قصدا" نظریں جھکائیں ہوئیں تھیں، ڈر تھا کہ آنکھوں سے کہیں دل کی کیفیت عیاں نہ ہو جائے۔جب کہ وہ اندر آ کر سب سے مل رہا تھا، سبرینہ نے اسے گرمجوشی سے مخاطب کرتے ہوئے کہا،

"کہاں تھے تم اتنی دیر سے، کب سے تمہارا ویٹ کر رہی ہوں جانتے بھی ہو کہ مجھے انتظار کرنے کی عادت نہیں ہے"

اس کے جواب دینے سے پہلے زین نے سبرینہ کی بات کا جواب دیا،

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

''صحراؤں کی خاک چھاننے نکلا ہوا تھا، آپ کو کوئی پرابلم ہے؟''

جواب میں سبرینہ نے اسے گھور کے دیکھا اور کہا،

''کیا مطلب؟''

صاف لگ رہا تھا کہ اسے زین کا بیچ میں بولنا سخت برا لگ رہا ہے، اب زین کے بجائے شہیر نے سنجیدگی سے کہا،

''خاک تو لیلیٰ کے لئے ہی چھانی جاتی وہی چھان رہا تھا۔''

سبرینہ کو ان دونوں کی باتوں پہ تاؤ آ رہا تھا مگر بمشکل ضبط کر رہی تھی لیکن طنز کرنے سے بعض نہ رہ سکی اور کہا،

''ریئلی!''

جواب اب کہ زین نے دیا،

''ہمارا یقین نہیں ہے تو خود پوچھ لو۔''

مگر وہ ان دونوں کو ہی نظر انداز کرتی صائم کی سمت متوجہ ہوتے ہوئے ناز سے بولی،''

"صائم! تم کو ڈھونڈنے جانے کی کیا ضرورت تھی میں تو یہاں ہوں تمہارے سامنے۔"

اس نے بے حد لگاوٹ سے اسے مخاطب کیا مگر وہ خاموش ہی رہا تو زین نے اس سے پوچھا،

"بول نا صائم! کہاں تھا تو؟"

اب وہ سنجیدگی سے جواب دیتا ہوُا بولا،

"کچھ کام تھا اسی لئے گھر پہ نہیں تھا، جیسے ہی گھر آیا تمہارے سامنے ہوں۔"

اس کی آواز پر مناہل نے کنکھیوں سے اس کی سمت دیکھا، جب کہ سبرینہ کے ہاتھوں ایک موضوع آگیا، "ایسا بھی کیا امپورٹینٹ کام تھا تم کو جب کہ تم کو یہ بھی پتہ کہ آج میں نے آنا ہے۔"

اس کی خود پسند طبعیت کیسے یہ گوارا کرتی کہ صائم نے اسے اگنور کیا ہے۔ صائم نے ایک نظر مناہل کے جھکے سر پہ ڈالی اور ایک گہرا سانس لیتے ہوئے کہا،

"ہوتے ہیں کچھ امپورٹینٹ کام جو کرنے ضروری ہوتے ہیں۔"

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ابھی یہ بحث مزید طول پکڑتی کہ بھابھی نے آکر کھانا لگنے کی اطلاع دی۔ جنید ہمدانی نے سب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا،

"آیئے! آپ لوگ۔"

کہتے ہوئے سیٹھ کبیر کو ہاتھ سے ڈائننگ ہال کی طرف چلنے کا اشارہ کیا، وہ ہنکارہ بھرتے ان کے ساتھ آگے بڑھ گئے، باقی سب نے بھی آکر اپنی اپنی چیئرز سنبھال لیں۔ باتوں کے دوران سب ہی ڈنر انجوائے کر رہے تھے جب زین نے سبرینہ کو مخاطب کر لیا،

"سبرینہ تم کو ککنگ آتی ہے؟"

لہجے سے ہی شرارت ٹپک رہی تھی، علوینہ نے بمشکل اپنی مسکراہٹ کا گلا گھونٹا مگر سبرینہ نے اسے گھور کے دیکھا اور کہا،

"ککنگ اور میں! نو وے!"

جواب میں شہیر نے سنجیدگی سے کسی کو بھی مخاطب کئے بغیر خود کلامی کے سے انداز میں کہا،

"اوہ! پھر تو بڑا مسئلہ ہو جائے گا۔"

اس نے کہتے ہوئے ایک نظر صائم کو دیکھا جو خاموشی سے کھانا کھا رہا تھا جیسے اس سے زیادہ امپورٹینٹ کام کوئی نا ہو۔جب کہ سبرینہ حیرانی سے اسے دیکھتے ہوئے پوچھ رہی تھی،

"کیا مطلب؟"

اب کہ جواب زین کی طرف سے آیا،

"سبرینہ تم بھی نا! بہت بھولی ہو، سمجھا کرو نا۔"

سبرینہ نے آنکھیں سکیڑ کر اسے دیکھا اور وہ بات آگے بڑھاتا ہوا کہہ رہا تھا،

"اب دیکھو نا! صائم تو کھانے کا بہت شوقین ہے اوپر سے آنٹی، بھابھی اور مناہل نے ان موصوف کی عادتیں اچھی خاصی بگاڑی ہوئی ہیں تو اگر تم کو ککنگ نہیں آتی تو پھر تو بڑا پرابلم ہو جائے گی۔"

کہتے ہوئے سبرینہ کو دیکھا جو بمشکل غصہ ضبط کئے بیٹھی تھی مگر صائم جو اتنی دیر سے خاموش بیٹھا تھا نیپکن سے ہاتھ صاف کرتے ہوئے بولا،

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

''کچھ عادتیں ٹائم کے ساتھ بدلنی پڑتیں ہیں کہ اسی میں بھلائی ہوتی ہے تو یہ عادت بھی صحیح۔''

پھر سبرینہ کی سمت مڑتے ہوئے،

''ڈونٹ وری! تم کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔''

کہتے ہوئے اس سمت دیکھا جہاں وہ نظریں جھکائے بیٹھی تھی اور بات آگے بڑھاتے ہوئے بولا،

''اور ویسے بھی آج کا دن مناہل کا ہے اس لئے مجھ کو چھوڑو اور ادھر فوکس کر لو۔''

ساتھ ہی پھر اس پہ نظر ڈالی جو اس کی نظروں اور اور جملوں پر پزل سی ہو رہی، گھبراہٹ میں کبھی اپنا ڈھلکتا آنچل ٹھیک کرتی کبھی اپنی پلکیں اٹھاتی، کبھی گراتی سب کی نظروں کا مرکز بن گئی۔ سبرینہ نے اکتا کر نظریں دوبارہ صائم کی سمت کر دیں جو دائم بھائی کی سمت متوجہ ہو گیا تھا، کھانے سے فارغ ہونے کے بعد کافی کا دور چلا اور کچھ دیر رک کے سیٹھ کبیر اور ان کی فیملی واپس لوٹ گئے تھے۔

رات خاصی بیت چکی تھی بھابھی کے منع کرنے کے باوجود وہ انہیں ان کے بیڈروم میں بھیج کر خود خاموشی سے کچن سمیٹ رہی تھی، دھلے ہوئے برتن خشک کرکے ترتیب سے شیلف میں رکھتی جارہی تھی مگر ذہن اور سوچیں دونوں بے ترتیب تھیں۔اس کی سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ خوش ہے کہ نہیں، انہی سوچوں میں الجھی وہ پلٹی اور ٹھٹھک گئی، وہ کچن کی چوکھٹ سے ٹیک لگائے جانے کب سے کھڑا تھا، اس کا سنجیدہ انداز اور چاکلیٹ براؤن آنکھوں سے جھلکتی عجیب سی کیفیت اسے گڑبڑانے پر مجبور کرگئی تھی، س نے بمشکل دروازے کی سمت قدم بڑھائے اور اسکی سائیڈ سے نکلنا چاہا مگر وہ اس طرح دروازے میں پھیل کے کھڑا تھا کہ اس سے ٹکرائے بغیر اس کا باہر نکلنا ممکن نہیں تھا، وہ ترچھی ہوکر اس کی سائیڈ سے نکلنے لگی تبھی اس نے جھٹکے سے اس کا بازو تھام کر روک لیا اور اسے اپنے عین سامنے کھڑا کردیا، مناہل نے ہراساں ہوکر اسے دیکھا اور کہا،

”مم۔۔۔مجھے جانا ہے۔“

جواب میں وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا،”میری بات سنے بغیر تم کہیں

نہیں جاسکتیں۔"

اس کے لہجے کی سنجیدگی اور آنکھوں کا ناسمجھ میں آنے والا تاثر اسے سہما گیا، اس نے نظریں جھکالیں اور دل تیز تیز دھڑکتا چلا گیا، اس کی ہمت نا ہوئی اس کی سمت دیکھنے کی جب کہ وہ اسے اسی طرح تھامے اور نظروں کی گرفت میں لئے لئے کہہ رہا تھا،

"اگر کچھ غلط نہیں کیا تو نظریں کیوں نہیں ملا رہیں۔"

وہ جواب طلب نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا اب کچھ تو کہنا تھا اس لئے مشکل ہی صحیح لرزتی آواز میں اس کی سمت دیکھے بنا کہا،

"ا۔۔۔ایسی کِک۔۔۔کوئی بات نہیں ہے آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔"

اس کے بودے جواز پہ وہ طنزیہ انداز میں بولا،

"اچھا! تو تمہاری نظریں کیوں جھکی ہیں؟"

اس کی گھنی پلکوں پہ نظریں جمائے وہ کہہ رہا تھا، جواب میں اس نے روہانسی آواز میں کہا،"

"پلیز! مجھے جانے دیں۔"

مگر وہ اسی سنجیدگی سے اسے نظروں کی گرفت میں لئے لئے پوچھ رہا تھا،

"کیوں نئے رشتے جوڑ کر بہت خوش ہو جو پرانے رشتوں سے دستبردار ہو رہی ہو۔"

اس کے جملوں پر وہ شاکڈ سی ہو کر اسے دیکھ رہی تھی، بڑی بڑی بادامی، گھنی پلکوں والی آنکھیں ایکدم آنسوؤں سے بھر گئیں۔اس کے جملے جیسے اس کے دل میں ترازو ہو گئے اور وہ جواب تک اپنے اپ کو بمشکل جوڑے ہوئے تھی ایکدم بکھر گئی اور اس کے اس طرح رونے پر وہ بوکھلا سا گیا۔دل میں اپنے آپ کو ملامت بھی کی کہ اس طرح نہیں کہنا چاہیئے تھا پھر اسے نرمی سے تھامے تھامے اس کا چہرہ شہادت کی انگلی سے اونچا کیا جو شدت سے رونے کی وجہ سے سرخ ہو رہا تھا۔اسے افسوس ہوا اور وہ سنجیدگی سے معذرت کرتے ہوئے بولا،

"آئم سوری۔"

اس کے باوجود وہ اسی طرح روتی رہی تو وہ بولا، "مناہل! رونا بند کرو۔"

جب کہ وہ اس کے تحکم آمیز انداز پہ تڑپ کے بولی،

"کیوں؟ کیوں رونا بند کروں؟ آپ تو ہمیشہ یہی کرتے آئے ہیں، پہلے مجھے تنگ کرتے

ہیں پھر سوری بولتے ہیں۔" صائم نے گہرا سانس لیا اور کہا،

"اور پھر تم بھی تو ڈیڈی سے میری شکایت لگا کے مجھے ڈانٹ پڑوا دیتی ہو۔"

جواب میں وہ روتے ہوئے کہہ رہی تھی،

"اب۔۔اب نہیں کروں گیں آپ کی شکایت، بے فکر ہو جائیں۔"

وہ اس کی آنکھوں میں جھانکنے کیلیئے قدرے اس کی سمت جھکا اور پوچھا،

"کیوں؟ اب کیوں نہیں کرو گی شکایت؟

سوال تھا کے برچھی سیدھا دل میں ترازو ہو گیا، اس نے ایک نظر اسے دیکھ کر پلکیں جھکا لیں اور آنسو صاف کرنے لگی جب کہ وہ اس کے دھلے دھلائے چہرے پہ نظریں جمائے جواب کا منتظر تھا، وہ تب بھی کچھ نہیں بولی تو اس نے اس کا چہرہ اونچا کرتے ہوئے پوچھا،"

"بولو نا!"

وہ سیدھا اس کی بھیگی بھیگی آنکھوں میں جھانک رہا تھا، جواب میں وہ روئی روئی آواز میں بولی،

www.neweramagazine.com

''اب میرا آپ پہ کوئی حق جو نہیں رہا۔''

کہتے ہوئے آنکھوں میں پھر آنسو آ گئے، صائم کو لگا وہ اس کا جملہ اسی کو لوٹا رہی ہو، اس لئے شرمندگی سے کہا،

''سوری مناہل! میرا وہ مطلب نہیں تھا۔''

اس کی معذرت پہ وہ اپنا بازو اس کی گرفت سے چھڑواتے ہوئے کہنے لگی،''

''مجھے نہیں چاہئے آپ کی سوری اور نہ ہی آپ کو معاف کرنا ہے۔''

کہتے ہوئے ایک نظر اس پہ ڈالتی بھاگنے کے سے انداز میں وہاں سے نکلتی چلی گئی جب کہ وہ اس جانے سے روک بھی نا پایا۔اس کے دل کے بوجھ میں اضافہ ہو گیا تھا اور وہ اس بوجھ کو لئے سیڑھیاں چڑھ گیا۔

وہ ابھی ابھی اپنی اسٹڈی میں آ کر بیٹھے تھے، آج کا دن بے حد مصروف گزرا تھا، وہ اور سفینہ صبح سے بازار نکلے ہوئے تھے۔ مناہل کی عنقریب ہونے والی منگنی کے سلسلے میں

انتظامات بھی دیکھنے تھے۔آفس سے فی الحال انہوں نے آف لیا ہوُا تھا، وہ چاہتے تھے کہ ہر کام ان کی نگرانی میں ہو اور شاندار طریقے سے ہو کہ کوئی کمی نہ رہ جائے۔اب وہ چائے کا کہہ کر اپنی اسٹڈی میں آکر بیٹھے تھے، دائم بھائی نے کسی ہونے والی ڈیل کی فائل انہیں دی تھی کہ وہ اسٹڈی کر لیں۔انہیں بیٹھے کچھ ہی دیر ہوئی تھی کہ دروازے پہ دستک ہوئی، انہوں نے اندر آنے کی اجازت دی اور ساتھ ہی نظریں اٹھا کر آنے والے کو دیکھا۔صائم کو اندر آتے دیکھ کر وہ چونک سے گئے جبکہ وہ ان سے پوچھ رہا تھا،

"ڈیڈ آپ بزی تو نہیں ہیں؟"

وہ جو اسے بغور دیکھ رہے تھے اسے جواب دیتے ہوئے بولے،

"ہاں ایک امپورٹینٹ فائل دیکھ رہا ہوں مگر تم کہو کیا کام ہے؟"

جواب میں اس نے کہا،

"جی! وہ۔۔۔۔ایک ضروری بات کرنی ہے۔"

اس کا انداز ایسا تھا جیسے شش و پنج میں ہو کہ کہے یا نہ کہے، جنید ہمدانی نے چشمے کے پیچھے سے اسے دیکھا اور اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا، وہ ان کے سامنے پڑی کرسی پہ ٹک گیا جب کہ

انہوں نے اس سے کہا،"

"ہاں بولو! کیا کہنا ہے؟"

جواب میں وہ روانی سے بولا،

"ڈیڈ! آپ مناہل کا رشتہ ختم کر دیں۔"

اس نے بغیر لگی لپٹی رکھے اپنے دل کی بات کہہ دی جب کہ جنید ہمدانی اسے تیز آواز میں ٹوک گئے،

"ہوش میں تو؟ یہ کیا کہہ رہے ہو؟"

ان کے لہجے کی تیزی کے باوجود بھی وہ پر سکون رہا اور اسی سنجیدگی سے بولا،

"جی بالکل ہوش حواس میں یہ بات کہہ رہا ہوں۔"

اس کا معتدل لہجہ انہیں بھی دھیما کر گیا اور انہوں نے گہرا سانس لیتے ہوئے کہا،

"کیا پوچھ سکتا ہوں کہ اچانک یہ خیال تم کو کیوں آیا؟"

صائم نے انہیں دیکھا اور اسی سنجیدگی سے بولا، "ڈیڈ! شاہزیب کسی بھی لحاظ سے مناہل

کے قابل نہیں ہے۔"

جواب میں انہوں نے طنز سے پوچھا،

"اور یہ بات تم کو کیسے پتہ؟"

ان کے انداز پر وہ جز بز ہوا مگر بمشکل اپنا لہجہ معتدل رکھتے ہوئے کہا،

"ڈیڈ! اس کو میں نے نوٹ کیا تھا اس کا انداز مجھے ٹھیک نہیں لگا۔"

جنید ہمدانی بمشکل اپنا ضبط آزما رہے تھے، اندر ہی اندر پیچ و تاب کھاتے ہوئے بولے،

"صاحبزادے! لگتا ہے حواسوں میں نہیں ہو اور ویسے بھی میں نے پوری معلومات کروائیں ہیں شاہزیب کے متعلق اس کے کردار اور عادات میں کوئی جھول نہیں ہے وہ ہر لحاظ سے مناہل کے لئے بہترین ہے۔"

ان کے جواب پہ وہ زچ ہونے والے انداز میں بولا، "ڈیڈ! آپ سمجھ نہیں رہے ہیں وہ۔۔۔۔"

اس کی بات پوری ہونے سے پہلے انہوں نے کاٹ دی اور کہا،

"بس! بہت ہو گیا! اور ایک بات میری کان کھول کے سن لو آئندہ ایسی بیہودہ بات منہ

سے نکالنے سے پہلے سو بار سوچ لینا۔"

ان کا لہجہ خود بخود تیز ہو گیا جب کہ نظروں میں تنبیہہ تھی، تبھی سفینہ کے ساتھ چائے لے کر آتی مناہل ٹھٹھک سی گئی جب کہ سفینہ نے فکر مندی سے انہیں مخاطب کرتے ہوئے پوچھ لیا،

"کیا ہوا آپ غصہ کیوں کر رہے ہیں؟"

ان کے پوچھنے پر انہوں نے ایک تیز نظر سر جھکائے کھڑے صائم پر ڈالی اور سفینہ کو جواب دیتے ہوئے کہا،

"کچھ نہیں! تمہارے لاڈلے کو نئی نئی باتیں سوجھتی ہیں۔"

سفینہ کی تسلی ابھی بھی نہیں ہوئی تھی اسی لئے کہا،

"پھر بھی پتہ تو چلے ہوا کیا ہے جو آپ اس طرح غصہ میں آ گئے۔"

جنید ہمدانی نے ایک نظر مناہل پر ڈالی جو خود بھی پریشان سی ہو گئی تھی اور بات سمیٹتے ہوئے کہا،

"کچھ نہیں کچھ آفس کی پرابلم ہے۔"

انہوں نے بات پلٹ دی اور اس مناہل کے ہاتھ سے چائے کا کپ تھام لیا جب کہ صائم نے غصے سے مناہل پہ ایک نظر ڈالی اور وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

اور پھر اس نے اپنے آپ کو بے پناہ مصروف کر لیا تھا، اپنی طرف سے دائم بھائی کو مناہل کی منگنی کی تیاریوں کا کہہ کے وہ جان بوجھ کر آفس میں مصروف ہو گیا تھا اور دائم بھائی کو چھٹی دے دی تھی۔ اس دن بھی وہ آفس سے نکلا تھا جب اس کا فون بج اٹھا، اس نے ڈرائیو کرتے کرتے ہینڈز فری آن کیا اور کال پک کر لی۔ دوسری طرف سبرینہ کی فریش سی آواز سن کر وہ چپ سا ہو گیا جب کہ وہ کہہ رہی تھی،

"ہیلو صائم! کہاں ہوتے ہو آجکل ملتے ہی نہیں؟"

اس کے پکارنے پر وہ ایک دم ہوش میں آیا اور کہا، "ہاں! میں یہیں ہوں۔"

جواب میں وہ گلہ آمیز انداز میں کہہ رہی تھی،

''اتنے دن سے تم سے بات نہیں ہو پائی ہے، نا تم گھر پہ ملتے ہو نہ باہر اور کال کرو تب بھی کوئی رسپانس نہیں ہوتا۔''

جواب میں وہ سنجیدگی سے کہہ رہا تھا جو اس کی طبیعت کا خاصہ ہرگز نہ تھا،

''آفس میں بزی ہوں، دائم بھائی اور ڈیڈ آجکل گھر پہ بزی ہوتے ہیں تو مجھے ہی سنبھالنا ہوتا ہے سب۔''

کہتے کہتے اس نے احتیاط سے موڑ کاٹا جب کہ وہ لاڈ سے کہہ رہی تھی،

''اوہو صائم! اب یہ بورنگ باتیں تو نہ کرو، انفیکٹ میں نے تمہیں یہ بتانے کے لئے فون کیا ہے کہ مجھے تم گھر سے پک کر لو، آج ہم دونوں خوب انجوائے کریں گے۔''

جواب میں اس نے بیزاری سے کہا،

''کیوں کیا ہوًا ہے؟''

اس کے انداز پہ وہ حیران سی ہو کر کہنے لگی،

''کیا ہوًا ہے صائم آخر کو تمہاری بھی کزن کی انگیجمنٹ ہے اور تم اتنے ڈل اور بور ہو رہے ہو کیوں؟ آخر مسلۂ کیا ہے تمہارے ساتھ؟''

اس کے پہ در پہ سوالات پہ وہ ایکدم سنبھلا اور محتاط انداز میں کہا،

''نتھنگ یار! بس آفس میں کچھ مصروفیت زیادہ ہے اس لئے۔''

جواب میں وہ اپنے مخصوص دل برانہ انداز میں بولی،

''میں تب مانوں گیں جب تم مجھے گھر سے پک کرو گے اور اچھی سی شاپنگ کرواؤ گے پھر ہم کسی رومینٹک سی جگہ پہ ڈنر کریں گے۔''

صائم کا دل تو نہیں چاہ رہا تھا مگر صرف اس وجہ سے کہ آج گھر میں ایک ہنگامہ برپا ہو گا کہ سب آج وہیں جمع ہوں گے اور وہ وہاں جا کر اپنے ضبط کا مزید امتحان نہیں لے سکتا تھا۔ اسی لئے اسے ایک گھنٹے میں پک کرنے کا کہہ کے کال ڈسکنیکٹ کر دی۔

وہ سب ہی لاؤنج میں جمع تھے اور شادی بیاہ کے گانوں کی تیز آواز سے پورا لاؤنج گونج رہا تھا جب اس نے وہاں قدم رکھا۔ سب سے پہلے دادو کی نظر اس پہ پڑی، اور محبت

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سے مسکراتے ہوئے اسے مخاطب کر لیا،

"صائم! بیٹا! آگئے تم؟"

وہ جو ایک لمحے کے لئے مناہل کی سمت متوجہ ہوا تھا فوراً" نظر گھما کے دادو کی سمت دیکھنے لگا، وہ ماما اور بھابھی کیساتھ بیٹھی زیورات دیکھ رہیں تھیں۔ نزدیک ہی مناہل، علوینہ کے ساتھ بیٹھی تھی، دادو کے پکارنے پر باقی سب بھی اس کی سمت متوجہ ہو گئے، زین نے اسے دیکھتے ہی پکارا،

"آگئے تم! گھر کی تقریب ہے اور موصوف کا پتہ ہی نہیں ہے اور ان کے حصے کا کام بھی ہمیں ہی کرنا پڑ رہا ہے۔"

صائم نے کوئی جواب نہیں دیا اور دادو کے نزدیک جا کر بیٹھ گیا، جب کہ دادو محبت سے اس سے پوچھ رہیں تھیں،

"کہاں تھے سارا دن؟"

اس کا دل چاہا کہ ان کی آغوش میں سمٹ کر شانت ہو جائے مگر اپنے اوپر قابو پا کر بولا،

"یہیں تھا دادو، ڈیڈ اور دائم بھائی یہاں بزی ہیں تو کسی کو تو آفس دیکھنا ہے نا!"

"انہوں نے بغور اس کا جائزہ لیا،اس کا بکھرا بکھرا حلیہ، بڑھی شیو اور بجھی بجھی آنکھیں دیکھ کر ان کا دل ہول سا گیا۔وہ فکر مندی سے اسے مخاطب کرتے ہوئے بولیں،

"تم ٹھیک تو ہو بیٹے!"

مناہل جو ساری گفتگو سن رہی تھی اس نے اپنی جھکی پلکیں اٹھا کے اس کے وجیہ چہرے کو دیکھا،وہ اسے کچھ ماند سا لگا،اس کے دل کو کچھ ہوا مگر اس نے بمشکل اپنے دل کو سمجھایا اور اپنی توجہ اپنے ہاتھ پہ بنتے مہندی کے ڈیزائن پہ لگا دی مگر کان اسی سمت لگے تھے۔صائم نے ایک نظر اس کی مصروفیت دیکھی اور اپنے لہجے میں بشاشت سمو کے بولا،

"اوہو دادو! کیا ہو گیا ہے بالکل ٹھیک ہوں ابھی فریش ہو جاؤں گا تو ٹھیک لگوں گا۔"

دادو نے اس کی روشن پیشانی پہ پڑے گھنے چمکیلے بال ہٹائے اور کہا،

"چاند! تم تو لاکھوں میں ایک ہو بس۔چہرہ کچھ بجھا بجھا سا لگ رہا تھا اس لئے پوچھا تھا۔

"ابھی وہ کچھ کہتا کہ سفینہ نے کہا،

''اماں جان تم سے محبت بھی تو کرتی ہیں اس لیے تمہاری طرف سے فکر مند رہتی ہیں۔''

اس نے ان پر ایک نظر ڈالی مگر خاموش رہا جب کہ بھابھی نے خوشدلی سے کہا،

''ایسا کرتے ہیں کہ اس کا خیال کرنے والی لے آتے ہیں تاکہ دادو کی فکر تو کم ہو۔''

جواب میں اس نے سنجیدگی سے کہا،

''ابھی آپ ایک طرف سے تو بے فکر ہو جائیں پھر میری فکر بھی کر لیجئیے گا۔''

اس کے لہجے میں کچھ تھا جو مناہل کے دل میں تراز و ہو گیا۔اس نے حتی الامکان کوشش کی کہ اس کی سمت نہ دیکھے جب کہ وہ پوری طرح اس کی سمت متوجہ تھا تبھی شہیر نے اسے مخاطب کر لیا،

''لگتا ہے آج فرصت سے محفل کو رونق بخشنے کا ارادہ ہے۔''

اس کے مخاطب کرنے پہ وہ چونکا اور جواب میں کہا،

''ہاں! نہیں بس میں فریش ہونے گھر آیا تھا پھر مجھے نکلنا ہے۔''

زین اس کی بات پہ اپنے مخصوص مسخرے پن سے بولا،

www.neweramagazine.com

"اوہو! کہاں کی تیاری ہے۔"

جواب میں وہ اسی سنجیدگی سے بولا جو آج کل اس کی ذات کا حصہ تھی، "تم کب سے میرے آنے جانے کا ٹائم ٹیبل رکھنے لگے ہو۔"

زین تائیدی انداز میں سر ہلاتے ہوئے بولا،

"بالکل! یہ کام تو بیوی کا ہوتا ہے۔"

جب کہ شہیر اسی سنجیدگی سے کہہ رہا تھا،

جب سے تم اپنے آپ سے لاپرواہ رہنے لگے،"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دائم بھائی جو ابھی ابھی وہاں آئے تھے، انہوں نے مسکراتے ہوئے کہا،

"یہ تو اچھا خاصا شعر ہو گیا۔"

زین ان کی بات پر پر جوش انداز میں بولا،

"تو کیوں نا ہو جائے ایک محفل، آج تو صائم بھی ہے ہمارے ساتھ۔"

کہتے ہوئے اس کے مضبوط شانے پہ ہاتھ رکھا، جب کہ اس نے ایک نظر پھر مناہل کے

جھکے سر پہ ڈالی اور کہا،

"سوری دائم بھائی! پھر کبھی آج کسی کو ٹائم دیا ہوُا ہے۔" جواب میں انہوں نے خوشدلی سے اس کے شانے پہ ہلکے سے ہاتھ مارا اور کہا،

"اوہ یار! اتنا فارمل ہونے کی کیا بات ہے ابھی تو بہت موقع آئیں گے تمہاری کمپنی پھر کبھی انجوائے کر لیں گے۔"

انہوں نے اس کا شانہ تھپکنا جب کہ وہ انہیں ممنون نظروں سے دیکھتا سیڑھیاں چڑھ گیا۔بھابھی نے اسے جاتے دیکھ کر بھئیا سے کہا،

"کیوں جانے دیا آپ نے اس کو؟ اتنے دن بعد تو وہ گھر پہ رکا تھا۔"

دائم بھائی جو خود بھی اس کی طرف سے فکر مند تھے، سنجیدگی سے بولے،

"جانے دو اس کو، ابھی اس کے لئے یہی بہتر ہے اس وقت اس کو اس کے حال پہ چھوڑ دو۔"

جواب میں بھابھی نے کہنا چاہا،

"مگر۔۔۔"

تو دائم بھائی ان کو تسلی دیتے ہوئے بولے،

"ڈونٹ وری ٹھیک ہو جائے گا کچھ دن میں۔ کہتے ہوئے نرمی سے ان کا شانہ تھپکا اور وہ جو واقعی اس کے لئے دل سے فکر مند تھیں غائب دماغی سے محض سر ہلا کر رہ گئیں۔

وہ خاصے بیزار سے انداز میں سبرینہ کے ساتھ مختلف دکانوں میں گھوم رہا تھا، حد تو یہ اس جگہ کی رونق اور نہ ہی سبرینہ کی سنگت اس کا آف موڈ بحال کر سکی تھی۔ وہ اس سے کسی بھی چیز سے متعلق کوئی رائے لیتی اور وہ غائب دماغی سے سر ہلا دیتا، سبرینہ نے اس کا موڈ اپنی عادت کے بر خلاف کچھ دیر تو برداشت کیا مگر جلد ہی وہ اکتا گئی اور اپنے مخصوص لہجے میں اس سے کہا،

"کیا ہوا صائم؟ کہاں گم ہو؟ میں تم سے کچھ پوچھ رہی ہوں اور تم یہاں ہوتے ہوئے بھی یہاں نہیں ہو۔"

www.neweramagazine.com

اس کے اتنے سوالوں پہ وہ غائب دماغی کی سی کیفیت سے ایک دم باہر آیا اور پھر سپاٹ سے انداز میں اسے دیکھا، وہ ابھی بھی اس کی سمت متوجہ تھی۔ صائم نے اپنے گھنے چمکیلے بالوں میں انگلیاں پھنسالیں؛ وہ جو اس کو خاصی دیر سے نوٹ کر رہی تھی اس کے شانے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولی،

"آر یو آل رائٹ! میں کافی دنوں سے نوٹ کر رہی ہوں تم پہلے والے صائم نہیں رہے۔"

صائم نے چونک کر اسے دیکھا، جب کہ ذہن مسلسل سوچ رہا تھا،

"کیا میرے اندر اتنی تبدیلی آگئی ہے کہ سب اس تبدیلی کو نوٹ کر رہے ہیں اور کیا اس کی وجہ وہی ہے جو میں محسوس کر رہا ہوں مگر ایسا اب سے پہلے تو محسوس نہیں ہوا، ڈیڈ نے مجھ سے خود راۓ لی تھی اور میں نے بڑے دھڑلے سے منع کر دیا تھا، ایک سٹوپڈ سے جواز کے پیچھے، تو اب میں کیا چاہتا ہوں، یہ احساس اب کیوں ہو رہا ہے؟"

ذہن کے اس سوال پہ دل بہت زور سے ہنسا اور بولا، "ایسا ہی ہوتا ہے، جب اپنی عزیز ترین ہستی اپنی دسترس سے دور جانے لگتی ہے تو پھر یہی کیفیت ہوتی ہے جو اس وقت تمھاری ہے۔"

دل کے کورے اور ہٹ دھرم جواب پر اس نے بیچینی سے اپنے گھنے بالوں کو اپنی مٹھی میں جکڑ لیا، جب کہ سبرینہ کو اس وقت وہ کوئی اور ہی صائم لگا، اس نے اسے متوجہ کرنا چاہا مگر وہ اپنی عادت کے بر خلاف ایک جھٹکے سے بولا،

''سبرینہ! اس وقت میرا ان سب کا موڈ نہیں ہے یا تو میرے ساتھ واپس چلو ورنہ میں گاڑی یہیں چھوڑ جاتا ہوں تم اس میں گھر چلی جانا۔''

سبرینہ کو اپنے کانوں پہ یقین نا آیا، اس سے آج تک اس لہجے میں کسی نے بات نہیں کی تھی۔ اس کو غصہ تو آیا مگر ابھی کچھ کہتی کہ وہ مین ایگزٹ کی سمت بڑھ گیا اور وہ جو اندر ہی اندر کھول رہی تھی ایکدم حواسوں میں آکر اس کے پیچھے لپکی، ذہن میں مختلف سوالات تھے مگر وہ اس وقت کچھ بھی سوچے بغیر اس کے پیچھے تھی جو آندھی طوفان بنا پارکنگ کی سمت بڑھ رہا تھا، اسی کیفیت کے زیر اثر وہ گاڑی میں جا بیٹھا اور گاڑی اسٹارٹ کر دی۔ سبرینہ جلدی سے جا کر فرنٹ سیٹ پہ آکر بیٹھ گئی، اس کی حالت کے پیش نظر اس نے بمشکل اپنے غصے پہ قابو پایا جب کہ وہ ریش انداز میں ڈرائیو کر رہا تھا، کئی دفع گاڑی بے قابو ہوئی اور ایکسیڈینٹ ہوتے ہوتے بچا مگر اسے کوئی ہوش نہیں تھا۔ کچھ دیر میں اس نے گاڑی لے جا کر سبرینہ کے بڑے سے بنگلے کے پورچ میں

روک دی۔ سبرینہ نے ایک نظر اس کے سپاٹ چہرے کو دیکھا مگر وہ بالکل سامنے دیکھ رہا تھا، وہ بنا کچھ کہے اپنا بیگ سنبھال کے گاڑی سے اتر گئی اور اس نے فورا"ہی گاڑی ریورس کر کے سڑک پہ ڈال دی۔ جب کہ وہ اس کے روئیے پہ پیچ و تاب کھاتی وہیں کھڑی رہ گئی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels | Afsana | Articles | Poetry | Interviews

وہ کافی دیر سڑکوں پر بے مقصد گاڑی دوڑاتا رہا تھا، اسے خود ادراک نہیں تھا کہ وہ کہاں ہے اور کیا کر رہا ہے، پھر کافی دیر بعد ایک نسبتا"سنسان سڑک پر اس نے گاڑی روک دی اور اپنا سر اسٹیئرنگ وہیل پہ گرا لیا، اس کا دل چاہا بچوں کی طرح روئے، اس وقت اسے ایک ہمدرد کی ضرورت تھی، ایک دوست کی ضرورت جو اس وقت اس کے درد کو سمجھ سکے مگر اس کی وہ دوست جو ہمیشہ اس کو اچھا برا سمجھاتی تھی اس کی پہنچ سے دور ہو رہی تھی اور وہ چاہ کے بھی نہیں کر پا رہا تھا۔ اس سوچ نے اس کے پورے وجود میں درد کی لہر دوڑا دی وہ یہ درد برداشت نا کر سکا اور پھوٹ پھوٹ کے بچوں کی طرح رو

دیا،

''میں نے خود تمہیں اپنے ہاتھوں سے گنوادیا، تم میرے سامنے تھیں اور میں سمجھ نا سکا مجھ جیسے لوگوں کے ساتھ یہی ہونا چاہیے جو اپنی ہی فیلنگز کو سمجھ نہیں پاتے اور اپنے آپ سے ہی بھاگ رہے ہوتے ہیں۔ مجھ سے ڈیڈ نے پوچھا اور میں نے یہ کہہ کر منع کر دیا کہ تم مجھ سے بیٹر پرسن ڈیزرو کرتی ہو، مگر اس میں کوئی جھوٹ نہیں تھا میں جینونلی ایسا ہی سوچتا ہوں تمہارے بارے میں، تم بہت ہی نازک آبگینہ ہو جسے بہت سنبھال کے رکھنے کی ضرورت ہے اور میں تم کو اس طرح سے سنبھالنے کا اہل نہیں ہو سکتا تھا اسی لئے ڈیڈ کو منع کر دیا مگر اب سوچتا ہوں حماقت کی اپنے ہی ہاتھوں سے اپنی محبت گنوادی اور اب تم کسی اور کی ہونے جا رہی ہو تو یہ دل برداشت نہیں کر پا رہا، اس کو تکلیف ہو رہی ہے اور اس تکلیف کا مداوا صرف تمہارے پاس ہے۔''

وہ سوچ رہا تھا اور تڑپ رہا مگر بے بسی کی انتہا یہ تھا کہ کچھ کر نہیں پا رہا تھا۔

وہ کافی دیر سے اپنے بیڈ پہ بیٹھی اپنے مہندی کے ڈیزائن پہ نظریں جمائے ہوئے تھی، اس کے خوبصورت سبک نرم نازک ہاتھوں پہ مہندی کا ڈیزائن اور بھی خوبصورت لگ رہا تھا۔علوینہ کی خاص ہدایت تھی کے صبح سے پہلے مہندی مت اتارنا ورنہ رنگ پھیکا آئے گا اور یہ سن کر اس کے ہونٹوں پہ ایک پھیکی مسکراہٹ پھیل گئی تھی،اسکو کوئی خاص پرواہ نہیں تھی مگر علوینہ کا دل رکھنے کی خاطر اس نے اپنے ہاتھ نہیں دھوئے تھے۔مہندی تقریباً سوکھ چکی تھی،اس کی نظر ہتھیلی کے وسط میں بنے خوبصورت "S" پہ جم گئیں۔دل میں ایک ہوک سی اٹھی اور وہ سوچنے لگی، "کاش یہ "S" سے اس دشمن جان کے نام کا ہوتا تو اس مہندی کا رنگ ہی انوکھا ہوتا،سب نے ہی میرے ہاتھوں پہ لگی اس مہندی کی تعریف کی ہے اور کچھ نا کچھ کہا ہے مگر مجھے اس مہندی کا رنگ پھیکا کیوں لگ رہا ہے۔"اس کا جواب وہ جانتی تھی اور اس خیال سے ہی اس کی خوبصورت آنکھیں نم ہو گئیں اور ساتھ ہی دھیان اس کی سمت چلا گیا جواب تک لوٹا نہیں تھا۔اس نے فکر مندی سے وال کلاک پہ نظر ڈالی جو ڈیڑھ بجا رہی تھی اور ایک نظر اپنے برابر پر سکون انداز میں سوئی ہوئی علوینہ کو دیکھا جو بے خبر تھی۔وہ احتیاط سے بیڈ سے اتر آئی کہ علوینہ کی نیند ڈسٹرب نہ ہو،اس کے اوپر کمفرٹر برابر کر کے، سلیپرز پیر میں ڈال کے وہ بیڈ روم سے باہر آگئی۔کچھ پیاس محسوس ہو رہی تھی اس لئے اس کا

رخ کچن کی طرف تھا، بغیر کوئی آواز کئے وہ کچن میں آگئی۔ڈم اسپاٹ لائٹس کی روشنی میں کچن کا کچھ حصہ روشن تھا، وہ احتیاط سے چلتی فریج کے نزدیک آگئی اور ابھی فریج ڈور پہ ہاتھ رکھا ہی تھا کہ اس کے نزدیک مخصوص کولون کی خوشبو نے حصار باندھ لیا۔ اس کا دل زور سے دھڑک اٹھا، بمشکل اپنے اوپر قابو پاکر کوئی بھی تاثر دیئے بغیر فریج کا دروازہ کھولنا چاہا مگر تبھی اس کی نازک کلائی پہ مضبوط گرفت نے اسے ایسا کرنے سے روک دیا۔اس نے سٹپٹا کے رخ موڑ کے اپنے پیچھے کھڑے صائم کو دیکھا،اس کا بمشکل سنبھلا دل پھر تیزی سے دھڑک اٹھا،جب کہ وہ اسے منع کرتا ہوئے کہہ رہا تھا،

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

''اونہوں!''

مناہل نے حیران نظروں سے اسے دیکھا ساتھ ہی اپنا ہاتھ اس کی گرفت سے نکالنا چاہا، جبکہ وہ کہہ رہا تھا،

''تمہاری مہندی خراب ہو جائے گی۔''

کہتے ہوئے اس کی کلائی تھامے تھامے اسے پیچھے ہٹا دیا، پھر خود ہی پانی کی بوتل نکال کر گلاس بھر کے اس کی سمت بڑھا دیا، وہ اس کی سمت دیکھ رہی تھی اس کے متوجہ ہونے پہ گھنی پلکیں جھکا گئی۔اس نے گلاس اس کے سامنے کیا جو اس نے تھام لیا، وہ بغور اسے

دیکھ رہا تھا، جو نجانے کیوں بجھی بجھی سی تھی اور ایک گہرا سانس لیتے ہوئے اس سے پوچھا،

''تم نے کھانا کھایا؟''

اور اس کے سوال پہ اس کی گردن بے ساختہ نفی میں ہل گئی، اس کو خود سمجھ نہیں آئی کہ ایسا کیوں ہوا جب کہ وہ کہہ رہا تھا،

''تم کو بھوک لگی ہو گی۔''

کہتے ہوئے اس کے جواب کا انتظار کئے بغیر پلٹ کے کچن کاؤنٹر کے سامنے سے اسٹول کھینچا اور اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا، وہ میکانکی انداز میں بیٹھ گئی۔ وہ خاموشی سے پلٹ کے فریج کا جائزہ لے رہا تھا اور مناہل اس کا۔ اس نے ایک پلیٹ میں بریانی نکالی اور مائکرو ویو میں گرم ہونے رکھ دی، پھر پلٹ کے اسے دیکھا اور اس کی حیران شکل دیکھ کر بولا،

''اچھی طرح معلوم ہے مجھے کہ اپنی مہندی کے لئے تم کتنی ٹچی ہو۔''

اس کے ذہن میں وہ تمام یادیں تازہ جب وہ مہندی لگوا کے اس کی خاص حفاظت کرتی

تھی، مہندی سوکھنے کے بعد بھی اپنے ہاتھ دھوتی نہیں تھی کہ رنگ کچا آئے گا، حتیٰ کہ کھانا بھی دادو یا ماما کے ہاتھ سے کھاتی تھی، سب ہی اس کا یہ پاگل پن انجوائے کرتے تھے جب کہ صائم ایسے موقعوں پر بھی کوئی چانس اسے تنگ کرنے کا مس نہیں کرتا تھا۔ یہ سب یاد کر کے اس کے ہونٹوں پہ ایک پھیکی سی مسکراہٹ پھیل گئی اور آنکھیں نم سی ہو گئیں، وہ پلکیں جھکائے مہندی کے ڈیزائن پہ نظریں جمائے ہوئے تھی۔ صائم نے پلیٹ کاؤنٹر پہ رکھ دی اور خود بھی ایک اسٹول گھسیٹ کر بیٹھ گیا، وہ اس کے بیٹھنے پر ٹھٹھک سی گئی جب کہ وہ کہہ رہا تھا،

NEW ERA MAGAZINE.com

"مہندی لے لئے تمہارے کریز کو جانتا ہوں اور یہ بھی جانتا ہوں کہ تم نے کھانا نہیں کھایا۔"

کہتے ہوئے اس کی خوشنما آنکھوں میں جھانکا مگر مناہل کو اس کی یہ توجہ خوشی دینے کے بجائے تکلیف دے رہی تھی۔ نجانے اس کے منہ سے کیسے نکل گیا، "اتنی اچھی طرح جانتے ہیں مجھے؟"

جواب میں اس نے بھی اسی انداز میں کہا،

"ہاں! اور یہ بھی جانتا ہوں کہ یہ مہندی تمہارے لئے کتنی خاص ہے۔"

اس کا بھاری لہجہ کچھ جتاتا ہوُا تھا جو مناہل کے دل میں ترازو ہو گیا مگر وہ تب بھی خاموش رہی، صائم نے اس کا نازک حنائی ہاتھ تھام لیا۔اس لمس پر مناہل کی دھڑکنیں منتشر ہو گئیں، صائم نے اس کی نازک سبک ہتھیلی اپنے سامنے پھیلالی اور قدرے جھک کے اس کی خوبصورت آنکھوں میں جھانکا۔اس کا خوبصورت چہرہ مارے گھبراہٹ کے اور بھی خوبصورت لگ رہا تھا جب کہ صائم کی نظریں اس کی لرزتی گھنی پلکوں میں الجھ گئیں،اس کی نظروں کی تپش پہ وہ سٹپٹا کے کسمسائی وہیں وہ بھی ہوش میں آیا مگر اس کا ہاتھ چھوڑنے کے بجائے اطمینان سے بولا،

NEW ERA MAGAZINE .com

"شاہزیب کے نام کا ہے؟اس تکلیف دہ سوال پہ اس کی روح اور دل دونوں S" "یہ زخمی ہو گئے،خوبصورت آنکھوں میں آنسو جھلملا گئے،وہ بغور اسے دیکھتا ہوُا اس کے جواب کا منتظر تھا۔

"شاہزیب کے نام کا ہے ؟"اس سوال پہ اس کے روح اور دل دونوں زخمی S یہ" ہو گئے،خوبصورت آنکھیں پانیوں سے بھر گئیں،وہ بغور اسے دیکھتے ہوئے جواب کا منتظر تھا۔مناہل نے کمال ضبط سے اس کی روشن آنکھوں میں دیکھا اور مضبوط آواز میں

کہا، ''ہاں!'' اور اپنی کلائی اس مضبوط گرفت سے نکال کے تیزی سے اٹھ کے کچن سے باہر نکل گئی جب کہ وہ دل ہی دل میں نادم ہوتا اپنے آپ کو ملامت کرتے ہوئے تھک کر اپنا سر اپنے ہاتھوں میں گرا کے وہیں بیٹھ گیا۔

آج گھر کی رونق ہی نرالی تھی گو فنکشن کا ارینجمینٹ شہر کے مقامی ہوٹل میں کیا گیا تھا مگر گھر کی رونق اور سجاوٹ بھی دیکھنے سے تعلق رکھتی تھی۔ جنید ہمدانی اور سفینہ کی پوری کوشش تھی کے ہر کام اور ہر چیز اعلیٰ ہو کسی چیز یا انتظام میں کوئی کمی نا رہے۔ گھر میں بھی صبح سے دور و نزدیک کے رشتے داروں کی آمد ہو رہی تھی جس کی وجہ سے گھر میں ایک ہلچل کا احساس ہو رہا تھا۔ ماما کے ساتھ بھابھی اور علوینہ بھی مختلف انتظامات میں لگی ہوئیں تھیں اور وقفے وقفے سے مناہل کو بھی دیکھ رہیں تھیں جو دادو کے بیڈروم میں ان کے ساتھ ہی تھی۔ بابا اور دائم بھئی کے ساتھ زین اور شہیر نے بھی باہر کا کوئی نا کوئی کام سنبھالا ہوا تھا۔ جب کہ صائم نے بغیر کسی کے ٹوکے کئی کام اپنے

زمے لے لئے تھے۔ دوپہر کے کھانے کے بعد علوینہ، مناہل کو لے کر پارلر چلی گئی تھی اور اب ان دونوں کو ہی شام میں ڈائریکٹ ہوٹل پہنچنا تھا جہاں تقریب کا انتظام تھا۔

وہ صبح سے مختلف کاموں میں الجھا تھوڑی دیر پہلے ہی گھر پہنچا تھا، اب کسی کام کی ہمت نہیں تھی نا ہی دل چاہ رہا تھا مگر وہ بمشکل اپنے دل کو راضی کرتا شاور لینے چلا گیا۔ شاور لینے سے اعصاب کو کچھ سکون ہوا، چینج کر کے، گیلے بال تولئے سے رگڑتا وہ بیڈروم میں آیا تو بھابھی اس کے لئے چائے لئے کھڑی تھیں، وہ مسکراتے ہوئے بولا، "تھینکس بھابھی!" مگر اس کی مسکراہٹ میں وہ بات نہیں تھی جو اس کی شخصیت کا خاصا تھی۔ جب کہ بھابھی نے اسے گھور کے دیکھا اور کہا، "زیادہ فارمل ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ اچھا!" جواب میں وہ بالوں میں برش پھیرتے ہوئے کہہ رہا تھا، "نہیں میں جینوئنلی آپ کا شکریہ ادا کر رہا ہوں کہ اس وقت واقعی چائے کی

طلب ہورہی تھی۔"بھابھی جلدی جلدی اس کے بیڈروم کا پھیلاوا سمیٹ رہیں تھیں اس کی سمت پلٹیں اور اسے دیکھ کے قصداً" مسکرائیں پھر خوشدلی سے کہا،"بس کچھ دن کی بات ہے پھر تو سبرینہ اس گھر میں آجائے گی تو ان چھوٹے موٹے کاموں کے لئے تم اس سے کہنا۔" کہتے ہوئے اس کے بیڈ پہ پڑے کپڑے سمیٹ کر وارڈروب میں جمائے،جب کہ صائم کے ہاتھ ایک لمحے کو رکے پھر وہ خاموشی سے چائے کے سپ لینے لگا۔بھابھی نے اس کی خاموشی نوٹ کی،دل ہی دل میں اس کے لئے کڑھ کے رہ گئیں مگر سوچنے سے اپنے آپ کو روک نا سکیں،"کیا صائم،اب اس طرح کرنے کا کیا فائدہ ہے،اچھی بھلی سمپل بات کو خود ہی کملیلیٹڈ بنایا اب نا صرف خود کو تکلیف دے رہے ہو بلکہ ہم سب کو بھی اذیت دے رہے ہو۔وہ اپنے خیالوں میں گم تھیں جب صائم کی آواز پہ چونک گئیں اور پوچھا،"ہاں کچھ کہا تم نے؟"جواب میں اس نے کہا،"میں نے پوچھا میرا سوٹ پریس کروادیا تھا آپ نے۔"اس کی بات کے جواب میں انہوں نے آگے بڑھ کے وارڈروب سے اس کا بلیک سوٹ نکال کر اسے تھمایا اور کہتے ہوئے دروازے کی سمت بڑھیں،"جلدی سے تیار ہو جاؤ پھر ماما کی بات سن لینا ان کو کچھ کام تھا تم سے۔ کہتی ہوئی وہ باہر نکل گئیں جب کہ وہ خالی خالی نظروں سے بند دروازے کو دیکھ کے رہ گیا۔"

وہ مکمل تیار تھی، دلہناپے کے روپ میں وہ بے حد خوبصورت لگ رہی تھی کہ اس پہ نظر نہیں ٹھہر رہی، ٹی پنک اور سلور وائٹ کمبینیشن کا سلور ایمبر وائڈری سے بھرا خوبصورت شرارہ اور بھرا ہوا خوبصورت بھاری ڈوپٹہ، پنک میک اپ اور خوبصورت جیولری میں وہ بے حد خوبصورت لگ رہی تھی، کتنی بار تو بیوٹیشن نے سراہا مگر وہ بالکل خاموش تھی، ایک بار بھی نظر اٹھا کے نہیں دیکھا کہ وہ کیسی لگ رہی ہے۔ حتیٰ کہ علوینہ جو خود بھی یہیں تیار ہو رہی تھی دروازہ کھول کے اندر داخل ہوئی وہ تب بھی نا چونکی مگر علوینہ اس کا خوبصورت روپ دیکھ کر دنگ رہ گئی مگر اسکی ذہنی حالت کے پیش نظر قصداً" مسکرائی اور اس چیئر کے پیچھے آ کر کھڑی ہو گئی جس پہ وہ بیٹھی تھی اور اس کو مخاطب کرتے ہوئے کہا، "ہم مم۔۔۔ یہ ہوئی نا بات! آج تو کسی کی بھی خیر نہیں ہے۔" علوینہ کی بات پہ اس نے اپنی گھنی، مسکارے سے بوجھل پلکیں اوپر اٹھائیں اور سپاٹ نظروں سے اسے دیکھا مگر بولی تو صرف اتنا، "تم بھی بہت پیاری لگ رہی

ہو۔"علوینہ مسکرائی اور کہا،"اس جوابی تعریف کا شکریہ۔"جب کہ بیوٹیشن جو مناہل کا دوپٹہ سیٹ کر کے آخری ٹچز دے رہی تھی بولی،"شکر ہے یہ کچھ بولیں تو۔" but I must پھر اپنے مخصوص پروفیشنل انداز میں تعریف کرتے ہوئے کہا،" say بہت خوبصورت لگ رہیں ہیں یہ، خوبصورت تو خیر ساری لڑکیاں دلہن بن کے لگتی ہیں but ان کی خاصیت ان کی معصومیت ہے جو ان کے face سے جھلک رہی ہے۔"مناہل ان کی بات سن کر پھیکے انداز میں مسکرا دی، جانتی تھی کہ یہ تعریفیں ان کے پروفیشن کا حصہ ہیں۔علوینہ جس کو اندازہ تھا کہ اس کے دل پہ کیا گزر رہی ہے بات بدلتے ہوئے کہنے لگی،"اب اور کتنی دیر لگے گی۔"جواب میں وہ اپنے مخصوص پروفیشنل انداز میں مسکرائی اور کہا،"بس ریڈی ہیں یہ۔"اس کے گرین سگنل دینے پہ علوینہ مناہل کو مخاطب کرتے ہوئے بولی،"مناہل میں بھابھی کو کال کر کو پوچھ لوں کہ ہمیں لینے کوئی آیا کہ نہیں۔"مناہل نے غائب دماغی سے سر ہلا دیا اور پھر پانچ منٹ بعد ہی پیغام آ گیا کہ انہیں لینے گاڑی آ گئی ہے۔علوینہ، مناہل کو سنبھال کے پارلر کے مین انٹرنس ڈور سے باہر لے آئی مگر سامنے بلیک تھری پیس سوٹ میں سامنے کھڑے ڈیشنگ سے صائم پہ نظر پڑی اور وہ دونوں ہی ٹھٹھک سی گئیں۔وہ سامنے ہی گاڑی سے ٹیک لگائے کھڑا اس طرف ہی متوجہ تھا اور مناہل کو دیکھ کے اس کی نظروں نے

اس کے خوبصورت چہرے سے ہٹنے سے انکار کر دیا، مناہل نے اپنے سرد ہوتے ہاتھوں سے علوینہ کا ہاتھ تھام لیا،علوینہ نے اس کا سرد ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر اسے تسلی دینے کی کوشش کی اور اسے لے کر آگے بڑھی مگر مناہل کی حالت ایسی ہو رہی تھی کہ قدم بڑھانا اس کے لئے مشکل ہو رہا تھا۔اسے لگ رہا تھا کہ وہ بیہوش ہو جائے گی، دل ہی دل میں اپنا بھرم قائم رکھنے کی دعائیں کرتی،علوینہ کا ہاتھ تھامے گاڑی کے نزدیک پہنچ گئیں جہاں وہ کھڑا انہی کی سمت متوجہ تھا۔علوینہ نے اس پہ توجہ دیئے بغیر گاڑی کا پچھلا دروازہ کھول کے مناہل کو بیٹھنے میں مدد دے رہی تبھی بلڈنگ کا چوکیدار ان کی گاڑی تک آیا اور علوینہ کو مخاطب کرتا ہوُا بولا، ''اوبی بی آپ ایسے نہیں جا سکتا اے!'' اس کی آواز پہ وہ تینوں ہی اس کی سمت متوجہ ہوئے، مگر علوینہ نے کہا، ''کیا مطلب نہیں جا سکتے بھئی؟''اس نے اپنی بڑی بڑی آنکھوں سے عمر رسیدہ چوکیدار کو گھورا، جب کہ مناہل اور صائم بھی الجھی ہوئی نظروں سے اسے دیکھ رہے تھے۔وہ ان سب کی نظروں کو نظر انداز کرتا ہوُا بولا، ''اوبی بی! وہ اندر سے میڈم نے کہلایا ہے کہ آپ ان کا سروے کئے بغیر ہی چلا گیا،اس کے بغیر آپ جا نہیں سکتا۔''جواب میں علوینہ اپنے مخصوص انداز میں بولی، ''میں دلہن کو گاڑی میں بٹھا چکی ہوں اب میں ان کا سروے کرنے اندر دوبارہ جاؤں، دماغ درست ہے۔''اوبی بی! اصول کا بات اے۔''

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پٹھان چوکیدار اپنے مخصوص انداز میں اپنی مونچھوں کو تاؤ دیتا ہوا بولا اور علوینہ کی برداشت جواب دے گئی، طیش سے اس کو گھورتے ہوئے کہا، "عجیب بیہودہ اصول ہے میں نہیں جارہی۔" تبھی اس کے سیل پہ کال آنے لگی، پارلر کا نمبر دیکھ کر اس نے کال ریسیو کی۔ دوسری طرف ان کی ریسیپشنسٹ نے بھی وہی کہا جو وہ چوکیدار اس سے کہہ چکا تھا اور اس کے کچھ بھی کہنے سے پہلے انہوں نے معذرت بھی کرلی تو وہ ایک گہرا سانس لیتی ان دونوں کو سمت متوجہ ہوئی، "مناہل تم گاڑی میں بیٹھو میں ان کا اسٹوپڈ سا سروے کر کے آتی ہوں۔" مناہل نے گھبرا کہ کہنا چاہا، "مم۔۔ مگر میں!" جواب میں وہ اسے تسلی دینے لگی، "بس فورا" آرہی ہوں، ڈونٹ وری۔" کہتے ہوئے مڑی اور ساتھ ہی نظر اس چوکیدار پہ پڑی جو اپنی کارکردگی پہ مسکرا رہا تھا جیسے کہہ رہا ہو "کہا تھا نا میں نے۔" وہ اسے گھورتی اندر بڑھ گئی، مناہل نے اپنے دل کو سمجھاتے ہوئے اپنی جھکی جھکی پلکیں اٹھائیں اور اس کی نظریں صائم کی آنکھوں سے مل گئیں، صائم کو لگا وہ ان بادامی آنکھوں کی گہرائی میں ڈوب جائے گا، وہ جیسے اپنی برسوں کی پیاس اس سمے بجھا رہا تھا، مناہل کا دل دھڑک اٹھا اس نے گھبرا کے مڑنا چاہا مگر پیر بھاری لہنگے کے گھیر میں الجھ گیا، وہ گرتی اس سے پہلے اس کا نرم نازک ہاتھ صائم کی مضبوط گرفت میں آگیا۔ مناہل نے سٹپٹا کے اس کی سمت دیکھا وہ اس کی سمت ہی متوجہ

www.neweramagazine.com

تھا،اس کی روشن آنکھوں میں عجیب سی کیفیت تھی اس نے گھبرا کے نظریں جھکالیں

جب کہ صائم اسی کے بارے میں سوچ رہا تھا،سارے بندھن توڑنے پہ راضی تھا

مناہل کا دل اتھا میں ڈوبا اور اس پہ خوف چھا گیا،اس نے گھبرا کے اپنا ہاتھ چھڑانا چاہا مگر

صائم کی گرفت مضبوط تھی۔مناہل کی خوبصورت آنکھوں میں نمی سی ٹھہر گئی وُہ وہ

اسے لرزتی آواز میں مخاطب کرتے ہوئے بولی،''پلیز صائم !اس کی خوفزدہ آواز اسے

ایکدم حواسوں میں لے آئی اور اس کے جوش پہ بندھ باندھ گئی،اس نے اس کے نرم

ہاتھ اپنی گرفت سے آزاد کر دیئے۔اپنے گھنے بالوں میں ہاتھ پھیر کر ایک گہرا سانس لیا

جیسے اپنی کیفیت پہ قابو پانا چاہا،جب کہ وہ اس سے نظریں چرائے اپنی تیز ہوتی

دھڑکنوں کو قابو کرنے کی ناکام سی کوشش کر رہی تھی۔صائم نے ایک نظر اس کے

چہرے پہ ڈال کر اس کے لئے پچھلا دروازہ کھول دیا،وہ ایکدم نڈھال سی ہو کر سیٹ پہ

گر سی گئی،ذہن بالکل سلیٹ کی مانند تھا جیسے سوچنے سمجھنے کی صلاحیت بالکل ختم ہو گئی

ہو۔وہ اپنا بھرم قائم رکھنے کی دعائیں مانگتی آنکھیں موند کر بیٹھ گئی، تبھی گاڑی کا دروازہ

کھول کر علوینہ اندر بیٹھ گئی مگر اس کے چہرے پہ نظر پڑتے ہی وہ پریشان ہو گئی اور

ایکدم اس کا ہاتھ جو سرد ہو رہا تھا تھامتے ہوئے بولی،''کیا ہوا مناہل؟ طبیعت تو ٹھیک

ہے؟''مناہل نے بمشکل اپنی آنکھیں اور کر کے اس کی سمت دیکھا اور محض اثبات میں

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سر ہلا دیا مگر ایکدم اتنی کمزوری محسوس ہوئی کہ وہ دوبارہ آنکھیں موند گئی جب کہ علوینہ جو پہلے ہی گھبرائی ہوئی تھی ایکدم صائم کو مخاطب کرتے ہوئے بولی، ”صائم! کیا ہوا ہے مناہل کو؟“ اور وہ جو ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھول کہ بیٹھ رہا تھا، ٹھٹھک سا گیا، گردن موڑ کے اس دشمن جان کی سمت دیکھا جو چند دنوں میں رگ جان سے بھی قریب محسوس ہو رہی تھی مگر درحقیقت کئی صدیوں کی دوری پہ تھی۔ وہ آنکھیں موندے بیٹھی تھی جب کہ علوینہ اس سے تیز آواز میں مخاطب تھی، ”کیا کہا ہے تم نے اس سے؟ میں جب اسے چھوڑ کے گئی تھی تو اچھی تھی۔ کیا ہو گیا اچانک؟“ پریشانی اور غصے کے باعث اس کی آواز خاصی اونچی ہو گئی تھی مگر صائم بھی اس کے انداز پہ برہم سا اونچی آواز میں اسے ٹوک گیا، ”اگر بھروسا نہیں تھا مجھ پہ تو اسے یہاں چھوڑ کر کیوں گئیں تھیں؟“ وہ بھی جیسے برس پڑا، علوینہ نے اسے دیکھ کر مناہل کے ہاتھ تھام لیئے جو ٹھنڈے برف ہو رہے تھے۔ اس کا چہرا تھپک کر اسے پکار رہی تھی، ”مناہل! مناہل! ہوش کرو۔ آنکھیں کھولو!“ وہ آہستہ آہستہ اس کے ہاتھ سہلا رہی تھی، مناہل کو لگا جیسے کوئی اسے پکار رہا ہے مگر آواز جیسے کہیں بہت دور سے آ رہی تھی۔ اس نے بمشکل اپنی آنکھیں کھولیں، پہلی نظر علوینہ پہ پڑی اور اس نے بمشکل مسکرا کے اسے تسلی دینی چاہی اور تبھی نظریں صائم کے سنجیدہ مگر فکرمند چہرے پہ

پڑیں اور وہ ایکدم سٹپٹا گئی، دل نئے سرے سے دھڑک اٹھا ساتھ ہی خوف محسوس ہوُا کہ اس کا بھرم ہی نا کھل جائے، وہ گھبرا کے سیدھی ہو بیٹھی اور دھیمی آواز میں علوینہ کو مخاطب کرتے ہوئے بولی، "علوینہ! مم۔۔۔ میں ٹھیک ہوں۔" اس کی آواز سن کر علوینہ کے ہونٹوں سے اطمینان بھری سانس نکل گئی اور اس نے ایکدم اسے گلے سے لگا لیا اور کہا، "ڈرا کے رکھ دیا مجھے۔ پاگل! اس کو ہوش میں دیکھ کر صائم کو بھی اطمینان ہو گیا تھا اسی لئے اس نے گاڑی اسٹارٹ کر دی مگر ترشی سے کہنے سے بعض نا آیا، "اب اگر تسلی ہو گئی ہو تو چلیں۔" جواب میں علوینہ نے تھک کے کہا، "تم تو کچھ بولو ہی نا! یہ سب کچھ تمہاری وجہ سے ہوُا ہے۔" صائم کو اس کا لہجہ جتاتا ہوُا لگا، اس نے ویو مرر سے اس کو گھور کے دیکھا اور کچھ کہنا چاہا مگر پھر لب بھینچ کر خاموش ہو گیا۔ ایک نظر مرر میں ڈالی جہاں وہ خوبصورت چہرہ نظر آ رہا تھا، علوینہ اسے پانی پلا رہی تھی۔ ابھی کچھ دیر پہلے وہ اس کے بے حد نزدیک تھی کہ وہ اسے محسوس کر سکتا تھا اور جو ادراک اسے اب ہوُا تھا کہ وہ اسے کتنی شدتوں سے چاہتا ہے، جس کا احساس اسے پہلے نہیں ہوُا تھا مگر اب جب وہ اس کی دسترس سے دور جا رہی تھی اس کی بے چینی سوا ہو گئی تھی، وہ جانے کب سے اسکی محبت میں گرفتار تھا مگر اب وہ اپنی لاپرواہی پہ جتنا پچھتاتا وہ کم تھا۔ وہ اسی طرح اپنے خیالوں میں کھویا رہتا اگر پیچھے کھڑی گاڑی کا ہارن اسے حواسوں میں

لے آیا اور اس نے بددلی سے کار آگے بڑھادی۔

وہ مقررہ وقت پہ ہوٹل پہنچ گئے تھے اس کے باوجود خاصے مہمان ہال میں موجود تھے، سبرینہ کی فیملی بھی آگئی تھی البتہ صوفیہ کو سبرینہ کی اسٹیپ مدرّ کے روپ میں دیکھ کر حیران سے ہوئے کچھ نے تو دبے لفظوں میں کہہ بھی دیا کہ ایسی کیا ضرورت تھی مناہل کے رشتہ صوفیہ کے موجودہ خاندان میں طے کرنے کی مگر جنید ہمدانی نے اپنی مصلحت پسندی اور سوجھ بوجھ سے کام لے کر سب کو مطمئن کر دیا تھا مگر کچھ لوگ اب بھی منتظر تھے کسی تماشے کے۔ شاہزیب اسٹیج پر موجود تھا اور مناہل کا منتظر تھا، تبھی وہ نروس سی علوینہ کے ساتھ ہال میں داخل ہوئی ساتھ ہی اس کے صائم بھی تھا۔اندر داخل ہوتے ہی وہ سب کی نظروں کا مرکز بن گئی، تمام کیمرے ایکساتھ حرکت میں آگئے اور مناہل کی گرفت علوینہ کے ہاتھوں پہ اور مضبوط ہوگئی۔اس کی نظریں جھکی ہوئی تھیں مگر اس کو پھر بھی اندازہ تھا کہ سب اس کی سمت ہی متوجہ ہیں۔علوینہ نے

اس کا ہاتھ دبا کر اسے تسلی دی اور اسے لے کر اس سمت بڑھ گئی جس طرف دادو کے ساتھ ماما، بابا، دائم بھائی اور بھابھی کھڑے تھے۔ سب کی آنکھوں میں اس کے لئے محبت کے ساتھ ساتھ ستائش بھی تھی۔ وہ دھیرے دھیرے قدم اٹھاتی دادو کی سمت بڑھی، اس کی حالت عجیب ہو رہی تھی لگ رہا تھا گر جائے گی اور سب سے زیادہ کٹھن اسے اپنے آپ کو کمپوزر کھنا اس لئے بھی ہو رہا تھا کہ وہ قدم بقدم اس کے ساتھ تھا۔ اس کے تصور سے بھی خوفزدہ تھی کہ اپنا بھرم کھونا نہیں چاہتی تھی۔ علوینہ اسے دادو کے نزدیک لے آئی، انہوں نے مسکراتے ہوئے، محبت سے تھام کر اسے گلے لگایا، پھر اس کی پیشانی چوم کر اس پر قرآنی آیات کا ورد کیا۔ اس محبت بھرے انداز اور لمس پر مناہل کا دل گداز ہو گیا۔ دادو محبت سے کہتے ہوئے مخاطب ہوئیں، "جیتی رہو، خوش رہو۔" ان کے بعد ماما نے اس محبت سے تھام کر گلے لگا کر پیار کیا اور پیار سے اسے دیکھتے ہوئے کہا، "بہت پیاری لگ رہی ہے میری بیٹی۔ ماشااللہ! کسی کی نظر نا لگے۔" ان کی بات پہ مناہل کے موڈ کے پیش نظر بھابھی نے خوشدلی سے لہا، "ہمیں اتنی پیاری لگ رہی ہے تو اس کے دولہا کا کیا حال ہو گا۔" ان کی شرارتی سرگوشی بھی اس کے دل میں ہلچل نہ جگا سکی البتہ دل ایک اتھا میں ڈوبا۔ تبھی صوفیہ ان سب کے نزدیک چلیں آئیں اور خاندان کے لوگ بھی دلچسپی سے وہیں متوجہ ہو گئے۔ انہوں

نے مناہل کا ہاتھ تھام کر اسے گلے لگاتے ہوئے کہا، ”تھینک یو! مائی چائیلڈ! تم جانتیں نہیں ہو کہ تمہارے اس فیصلے سے میں کتنی خوش ہوں۔“ انکی بات پہ اس نے اداسی سے انہیں دیکھا مگر وہ اپنی ہی خوشی میں مگن تھیں اس کی اداسی پہ توجہ ہی نا دے سکیں مگر سفینہ کی بھابی جو نزدیک ہی کھڑیں تھیں کہنے سے بعض نا آئیں، ”مناہل اگر اتنی ہی پیاری تھی تو صائم کے لئے کیوں نا مانگ لیا۔“ ان کے ایکدم اس طرح بیچ محفل میں اور وہ بھی صوفیہ کی موجودگی میں یہ بات کہہ دینے پر سب اپنی جگہ شاکڈ سے رہ گئے جب کہ باقی رشتے دار بھی دلچسپی سے یہ تماشہ دیکھ رہے تھے، انہیں میں سے ایک اور خاتون نے کہا، ”واقعی ہم کو تو پورا یقین تھا کہ مناہل صائم کی ہی دلہن بنے گی۔“ پھر صوفیہ کی سمت مڑتے ہوئے کہا، ”ویسے قسمت اچھی ہے صوفیہ تمہاری کہ اس عمر میں بیٹی مل گئی جواب ہمیشہ تمہارے ساتھ ہی رہے گی۔“ ان کی بات پہ صوفیہ رواداری سے مسکرادیں مگر مناہل اذیت سے دوچار ہوتی اپنے لب کاٹ گئی وہیں صائم کا خون بھی کھول گیا، چہرہ اندرونی انتشار سے سرخ ہو گیا، قریب تھا کہ وہ کچھ کہہ دیتا دائم بھائی اور شہیر نے اس کا شانہ تھام کر اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا، جب کہ جنید ہمدانی نے سنجیدگی اور بردباری سے سب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا، ”میرا خیال ہے یہ وقت ان باتوں کا نہیں ہے، مناہل بیٹا آؤ شاہزیب اور کبیر صاحب آپ کا ویٹ کر

رہے ہیں، منگنی کی رسم بھی شروع کرنی ہے۔" کہتے ہوئے اس کا سر دہاتھ تھام لیا اور اسے لے کر اسٹیج کی سمت بڑھے۔ان کا ہمیشہ کی طرح بارعب اور دوٹوک انداز باقی سب کو خاموش رہنے پہ مجبور کر گیا۔وہ اسی سنجیدگی سے اسے لے کر اسٹیج پہ پہنچ گئے، جہاں شاہزیب کب سے مناہل کی راہ دیکھ رہا تھا۔اس کے نزدیک پہنچنے سے پہلے وہ صوفے سے اٹھ کھڑا ہوُا۔جنید ہمدانی نے مناہل کو صوفے پہ بٹھا دیا اور شاہزیب بھی اس کے ساتھ ہی بیٹھ گیا،ساتھ ہی کیمرے بھی حرکت میں آ گئے۔باقی سب بھی ارد گرد موجود تھے۔صائم نے ایک اذیت میں گھرتے ہوئے یہ سب دیکھا اور پھر فوراً" ہی وہاں سے جانے کے لئے پلٹا تبھی سبرینہ نک سک سے تیار اس کے سامنے آ گئی تھی، گو اس دن اس کے رویئے کی وجہ سے وہ اس سے بے حد ناراض تھی مگر فی الحال وہ اس سے بگاڑنا نہیں چاہتی تھی۔آج بھی وہ ہمیشہ کی طرح اسٹائلش سے سلیولیس شیفون کے شرٹ اور ٹراؤزرز، ہائی ہیل سینڈلز اور مناسب میک اپ میں خاصی اچھی لگ رہی تھی مگر صائم کا دھیان کہیں اور تھا، وہ اس دن کی بدمزگی کے برعکس خوشگوار موڈ میں اس کے روبرو تھی اور اسے مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہی تھی، "ہیلو صائم! کہاں تھے تم اتنی دیر سے؟" جواب میں وہ سپاٹ انداز میں بولا، "میرا خیال ہے میں نے اپنے آنے جانے کا حساب تم کو کبھی نہیں دیا۔" اس کا

انداز سپاٹ تھا مگر وہ پھر بھی ٹھٹھک سی گئی۔اس نے بغور صائم کا چہرہ دیکھا،وہ کبھی نہیں چاہتی تھی کہ صائم ہمدانی جیسی بڑی آسامی اس کے ہاتھ سے نکلے اس سے اس کو کئی فائدے پہنچ سکتے تھے،گو وہ کسی رشتے میں بندھنا نہیں چاہتی تھی مگر اسے کھونا بھی نہیں چاہتی تھی۔اسی لئے اپنی عادت کے برخلاف بمشکل مسکراتے ہوئے کہا،"کم آن صائم! موڈ کیوں آف ہے تمہارا؟"اس نے بے حد ناز سے اس کے مضبوط شانے پہ ہاتھ رکھا اور مسکرا کے اسے دیکھا،جب کہ وہ سنجیدگی سے اس کو جواب دیتے ہوئے بولا،"میرا خیال ہے یہ وقت ان باتوں کا نہیں ہے ویسے بھی میں کچھ بزی ہوں ڈیڈ نے کچھ کام کہا ہے۔"کہتے ہوئے سنجیدگی سے اس کا ہاتھ اپنے شانے سے ہٹا کے اسے دیکھا جو بمشکل غصہ ضبط کرتی اسے دیکھ رہی تھی،وہ اس وقت کم از کم یہ سب ایکسپیکٹ نہیں کر رہی۔انفیکٹ اس کا تو خیال تھا کہ وہ اس کی تعریف میں زمین آسمان ایک کر دے گا مگر وہ تو ایک نگاہ بھی ڈالنا گوارا نہیں کر رہا تھا۔اس کے دل میں خطرے کی گھنٹی بجی

!مجھے کچھ now will you excuse me جب کہ وہ سنجیدگی سے بولا،" کام ہے۔"کہتا ہوا وہاں سے ہٹتا چلا گیا،اب تو اس کی برداشت جواب دے رہی تھی،غصہ فزوں تر ہوتا جا رہا تھا،اسی غصے کے زیر اثر اس کے خوبصورت چہرے پر تناؤ سا پھیل گیا اور آنکھوں میں عجیب سی کیفیت جھلکنے لگی اسی کیفیت کے زیر اثر وہ پلٹی اور

ہجوم میں گم ہو گئی۔

یہ ہفتہ بڑا تیزی سے گذرا، گھر میں رونق اور ہلچل سی تھی، کبھی ماما، بابا دادو کے ساتھ کسی عزیز کے گھر مٹھائی دینے گئے ہوئے ہیں تو کبھی ان کے گھر کوئی مبارکباد کے لیئے آیا ہوا ہے، سب ہی خوش تھے بس ایک وہی تھا جو خوشی کا مطلب بھول گیا تھا اور جیسے سب سے کٹ کے رہ گیا تھا۔ اس کی طبیعت کا بدلاؤ سب نے محسوس کیا تھا مگر اسے ٹوکا نہیں تھا، دادو اور ماما اس کی وجہ سے پریشان تھیں مگر فی الحال خاموش تھیں۔ مناہل نے تو اس کا سامنا کرنا ہی چھوڑ دیا تھا پتہ نہیں اس کے دل میں عجیب قسم کا خوف بکل مارے بیٹھا تھا اور اس کا واحد حل اس نے یہی نکالا تھا کہ اس کے سامنے کم سے کم جائے۔ اس دوران جو خوشی کی خبر سننے کو ملی وہ شہیر نے علوینہ کو پروپوز کیا تھا اور اپنا پروپوزل بھجوایا تھا جو رسمی بات چیت کے بعد قبول کر لیا گیا تھا، شادی اگلے سال علوینہ کی اسٹڈیز کمپلیٹ ہونے کو بعد کرنے کا ارادہ تھا۔ دوسری طرف یونیورسٹی کا اگلا سیمسٹر

www.neweramagazine.com

شروع ہو گیا تھا تو سب ہی اس نئے روٹین میں مصروف ہو گئے تھے۔

آج علوینہ، مناہل کے ساتھ ہی یونیورسٹی سے ہمدانی ہاؤس آگئی تھی، دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد وہ دونوں اسئنمنٹ لے کر بیٹھ گئیں پھر بھابھی کے بلانے پر کوئی شام کو ہی کمرے سے نکلیں اور اب دونوں لان میں ٹہلتے ہوئے ادھر ادھر کی باتیں کر رہیں تھیں۔ تبھی پورچ میں صائم کے ساتھ شہیر کی اسپورٹس بائیک بھی آکر رکی۔ دونوں ہی۔ آواز پہ چونک کر مڑیں، علوینہ کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ دوڑ گئی جو کسی بھی پسندیدہ بندے کو دیکھ کر ہونٹوں پہ آجاتی ہے جبکہ مناہل شہیر کو پھر علوینہ کو دیکھ کر مسکرا دی۔ وہ دونوں وہیں چلے آئے، شہیر خوشدلی سے علوینہ کو نظروں کی گرفت میں لیتے ہوئے بولا، "اوہو! آج تو بڑے بڑے لوگ نظر آرہے ہیں۔" جواب میں مناہل شرارت سے علوینہ کو دیکھتے ہوئے شہیر سے بولی، "اور آپ کو یقیناً ان بڑے بڑے لوگوں کی خوشبو یہاں کھینچ لائی ہو گی تبھی آپ یہاں نظر آرہے ہیں۔" شہیر

جھنپنے کے باوجود اسے جواب دیتے ہوئے بولا، ''اسے دل کو دل سے راہ ہونا کہتے ہیں لڑکی۔'' مناہل نے بردباری سے سر ہلایا، نظروں کا رخ موڑا اور نظر براہ راست صائم کی نظروں سے مل گئیں۔ اس نے جلدی سے نظروں کا رخ دوبارہ موڑ لیا اور شہیر کو جواب دیتے ہوئے کہا، ''چلیں مان لیا آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں مگر آپ بھی یہ مان لیں کہ آپ ہیں چھپے رستم۔'' اس کمینٹ پہ شہیر کے علاوہ علوینہ نے بھی حیران نظروں سے اسے دیکھا مگر پوچھا شہیر نے، ''کیوں بھئی؟ کیا مطلب؟'' جواب میں مناہل نے مسکراتے ہوئے کہا، ''مطلب یہ کہ چپکے چپکے بڑے بڑے کام کر لئے اور کسی کو کانوں کان خبر بھی نہیں ہونے دی۔'' اس کی بات پہ شہیر نے خوشدلی سے مسکراتے ہوئے کہا، ''یار پتہ تو تھا تم لوگوں کو میری فیلنگز کے بارے میں مگر مجھے ان میڈم کے دل کا حال نہیں پتہ تھا اور تم سب بھی جانتے ہو کہ مجھے ان چھچھورے لوگوں کی طرح اظہار عشق کرنا نہیں آتا اور اگر کر بھی دیتا تو معلوم نہیں یہ میڈم میری کہیں اپنی ہائی ہیل سے میری تواضع ہی نا کر دیتیں۔ کہتے ہوئے اس کا لہجہ شرارتی ہو گیا ساتھ ہی نظر علوینہ کے خوبصورت چہرے پہ ڈالی جہاں بے حد خوبصورت تاثر تھا اور اسی مسکراہٹ اور تاثر کے زیر اثر وہ بولی، ''آپ مجھے اتنا ال مینرڈ سمجھتے ہیں بڑا افسوس ہوا مجھے یہ سن کر اور جہاں تک رہ گیا اس بات کا تعلق کے اپنے سینڈل سے آپ کی تواضع کر دیتی تو

مجھے ایک فلرٹ اور ایک جینون انسان میں فرق for your information کرنا آتا ہے۔" بات کے اختتام پہ اس نے جسطرح منہ بنا کے کہا شہیر اور مناہل دونوں اس کے انداز پہ مسکرا دیئے۔ مناہل نے ان دونوں کی خوشیوں کیلئے ڈھیروں دعائیں مانگ لیں جب کہ شہیر نے علوینہ کو جواب دیتے ہوئے کہا،" شکریہ میڈم کے آپ نے مجھے جینون سمجھا اور کہا۔ I am honoured "کہتے ہوئے اپنے سینے پہ ہاتھ رکھ کے سر کو خم دیا جب کہ علوینہ نے سنجیدگی سے کہا،" اور ویسے بھی میں نے سنا ہے کہ شادی اسی سے کرنی چاہیئے جو آپ سے محبت کرتا ہو نا کہ اس سے جس سے آپ محبت کرتے ہیں۔" سنجیدگی سے کہتے ہوئے اس نے صائم کو دیکھا جو بالکل خاموش ان سب کی باتیں سن رہا تھا ایکدم جھٹکے سے مڑا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا اندر کی سمت بڑھ گیا۔ مناہل نے فکرمندی سے جب کہ علوینہ اور شہیر نے تاسف سے اسے وہاں سے جاتے ہوئے دیکھا کہ جو کچھ ہو چکا تھا اسے بدلا نہیں جا سکتا تھا۔

آج وہ کئی دن بعد رات کو ٹی وی کھول کے بیٹھ گئی تھی اور کچھ وہ ڈوکیومینٹری جو
پہ بنائی گئی تھی بہت انٹرسٹنگ تھی۔وہ بری طرح محو Egyptian اور Egypt
تھی کہ اس کا سیل فون جو اس کے پاس ہی پڑا تھا گنگنا اٹھا۔اس نے چونک کے پہلے وال
کلاک کی سمت دیکھا جو ۱۱:۴۵ بجا رہی تھی پھر موبائل اسکرین پہ نظر ڈالی جس پہ انجانا
نمبر جگمگا رہا تھا۔اس نے کچھ سوچ کر کال پک کر لی مگر دوسری طرف شاہزیب کی
چہکتی آواز سن کر بھی اس کے دل پہ چھائی مخصوص سرد و سپاٹ کیفیت خوشگواری میں
نا بدل سکی بلکہ دل پہ ایک قسم کی جھنجلاہٹ طاری ہو گئی۔وہ یہی سوچ رہی تھی کہ اس
نے رات کے اس پہر کیوں فون کیا ہے۔جبکہ وہ اسی خوشگوار انداز میں اسے مخاطب
کرتے ہوئے کہہ رہا تھا،"ہیلو سوئیٹی! کہاں گم ہو؟اس کے ہیلو کے جواب میں وہ کچھ نا
بولی تو اس نے اسے مخاطب کر لیا مگر اس طرز تخاطب پہ اس کی جھنجلاہٹ میں مزید
اضافہ ہو گیا مگر صرف صوفیہ کے بارے میں سوچ کے اس نے بمشکل اپنے اوپر قابو پایا
کہ یہ کڑوا گھونٹ صرف ان کی خاطر ہی پیا تھا اور کہا،"جی فرمایئے! اس وقت کیسے کال
کی؟"لہجے میں مخصوص جھجھک یا خوشدلی کا تاثر نہیں تھا بلکہ ایک عجیب قسم کی اجنبیت
تھی مگر وہ اپنی بے پناہ خوشی میں محسوس نہیں کر سکا اور اسی بے تکلفی اور خوشدلی سے
بولا،"ارے سوئیٹی! اب تمہیں کال کرنے کے لئے کیا ٹائم دیکھنا پڑے گا؟"جواب

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میں وہ بمشکل اپنے آپ کو طیش میں آنے سے روک سکی اور کہا، ''کیوں؟ اپ کی اور میری ایسی کوئی بے تکلفی نہیں ہے کہ آپ مجھے رات کے اس ٹائم کال کریں۔'' لہجہ تیکھا نہیں تھا مگر انداز چبھتا ہوا تھا۔ جب کہ وہ قہقہہ لگاتے ہوئے بولا، ''اچھا مذاق کر لیتی ہو مگر اتنا ریمانڈ کروا دوں کہ I am your Fiancé اس کا حق جتاتا.'' انداز مناہل کو تلملانے پہ مجبور کر گیا مگر اس نے ضبط کرتے ہوئے کہا، ''ٹھیک کہہ رہے ہیں آپ مگر شائد آپ کو اندازہ نہیں ہے کسی کو فون کرنے کا یہ وقت انتہائی نا مناسب ہے اور۔۔۔'' ابھی اس کا جملہ مکمل بھی نہیں ہوا تھا کہ اس نے مناہل کی بات کاٹتے ہوئے کہا، ''کم آن سوئیٹی! اس مناسب اور غیر مناسب کے چکر میں ہم ٹائم ویسٹ کر رہے ہیں اور ویسے بھی ایک فیانسی اپنی فیانسی کو جب چاہے کسی بھی وقت کال کر سکتا ہے۔'' اس کے اکھڑ اور بے باک انداز پہ مناہل کو غصہ تو بہت آیا مگر وہ اسے دباتے ہوئے بولی، ''کر سکتا ہو گا مگر میں آپ کو انفارم کر دینا چاہتی ہوں کہ اگر آپ مجھ سے اس قسم کی کوئی بھی امید رکھتے ہیں تو غلط رکھتے ہیں، میں اس چیز کو ناپسند کرتی ہوں کہ آپ مجھے ایسے اوڈ ٹائم پہ کال کریں یا باہر ملنے پہ انسسٹ کریں اور امید کرتی ہوں کہ آئندہ اس بات کا آپ خیال رکھیں گے۔'' اس نے اپنی بات مکمل کی اور کال ہی ڈسکنیکٹ کر دی۔۔ اپنے طور پہ اس نے بہت ہمت کر لی تھی مگر اب اسے رہ رہ کر

افسوس ہو رہا تھا کہ اسے اس طرح روڈلی بات نہیں کرنی چاہئیے تھی، اگر صوفیہ کی خاطر یہ کڑوا گھونٹ پی ہی لیا تھا تو اس کو طریقے سے سمجھانا چاہئیے تھا کہ اتنا تو وہ سمجھ ہی گئی تھی کہ وہ کتنا انا پرست ہے اور اب اسے رہ رہ کے یہی فکر ہو رہی تھی کہ اس کی اس حرکت کا خمیازہ صوفیہ کو نا بھگتنا پڑے مگر اب جو کچھ ہو چکا تھا اسے وہ بدل نہیں سکتی تھی گو اس وقت اس کا ارادہ شاہزیب سے اس لہجے میں بات کرنے کا نہیں تھا مگر اس کا فدویانہ انداز اسے ایک آنکھ نا بھایا اس لئے اس سے یہ حرکت لاشعوری طور پہ سرزد ہو گئی۔ کئی بار اپنے دل کو سمجھا چکی تھی کہ اس نے شاہزیب سے رشتہ جوڑ لیا ہے تو اب اس رشتے کو نبھانا بھی چاہئے چاہے زبردستی ہی صحیح پر اس دل کا کیا کرتی جو مسلسل مخالف سمت بھاگا چلا جا رہا تھا اور ایسی خواہش کر رہا تھا جو اس کی دسترس سے بہت دور تھی۔ اس کو یہی ڈر تھا کہ اس پاگل دل کی مان کے وہ اپنی نسوانیت کا غرور اور انا کا بھرم نا کھو دے وہ اسی خوف میں مبتلا تھی گر نا چاہتے ہوئے بھی اس قسم کا رویہ رکھنے پہ مجبور تھی۔ ابھی بھی اس پریشانی میں مبتلا بمشکل اپنے اوپر قابو پا سکی اور چہرے پہ ہاتھ پھیرتی صوفے سے اٹھ کھڑی ہوئی اور پلٹتے ہی جیسے پتھر کی ہو گئی، سامنے کھڑے صائم کو دیکھ کر وہ اپنی جگہ جم سی گئی۔ وہ شائد آفس سے لوٹا تھا اور نجانے کب سے وہیں کھڑا تھا، ان تمام پریشانیوں میں اب اس پریشانی کا بھی اضافہ ہو گیا تھا کہ اس نے کہیں اس کی گفتگو

سن نالی ہوا اور اتنے دن سے جو بھرم وہ رکھنے کی کوشش کر رہی تھی کہ اس باندھے گئے رشتے پہ وہ بہت خوش اور مطمئن ہے وہ بھرم چکنا چور ہو جائے گا۔ مناہل کی ہمت نہیں تھی ایکبار کے بعد دوبارہ اس کی سمت دیکھنے کی اسی لئے خاموشی سے اس کی سائڈ سے نکل کر ہال کا دروازہ عبور کر گئی جب کہ وہ کھڑا انجانے کس سوچ میں گم جاتا ہوا دیکھتا رہا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ ناشتہ بنوا کے ابھی ٹیبل پر آ کر بیٹھیں تھیں اور کبیر صاحب کو چائے کا کپ بنا کے دیا تھا جب غصے سے تن فن کرتی سبرینہ اور اس کے ساتھ ہی آف موڈ کے ساتھ شاہزیب ڈائننگ ہال میں داخل ہوئے۔ صوفیہ کی پہلی نظر ان دونوں پہ پڑی اور ان کا ماتھا ٹھنکا، ان کی چھٹی حس انہیں کسی گڑبڑ کا احساس ہو رہا تھا یا پھر اس گھر کے مکینوں کے لئے ان کی حسیات اتنی تیز ہو گئیں تھیں کہ ان سب کے موڈ کا اندازہ ان کے تاثرات سے لگا لیتیں تھیں۔ ابھی وہ اس بارے میں غور کر رہی رہیں تھیں کہ سبرینہ

غصے میں انہیں مخاطب کرتے ہوئے بولی، ''آپ کی بیٹی اپنے آپ کو سمجھتی کیا ہے؟ اس کا رشتہ اتنے بڑے گھرانے میں طے ہو گیا ہے تو میڈم کے مزاج ہی نہیں مل رہے ہیں۔'' وہ تنفر سے کہتی انہیں خوفزدہ کر گئی جب کہ کبیر صاحب جو اخبار کی شہ سرخیوں پہ نظریں دوڑا رہے تھے اس کی غصے بھری آواز پہ اخبار پہ سے نظریں ہٹا کے اسے دیکھا اور وہ کیسے برداشت کرتے کہ ان کی لاڈلی کا موڈ خراب ہو اسی لئے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا، ''کیا ہوا بیٹا سبرینہ! آج صبح صبح کس بات پہ آپ کو غصہ آرہا ہے؟'' سبرینہ جو کینہ طوز نظروں سے صوفیہ کو دیکھ رہی تھی اپنے ڈیڈ کے مخاطب کرنے پر ان کی سمت مڑی اور کہا، ''پوچھئے اپنی بیگم سے، ان کی لاڈلی نے شاہزیب کی اتنی انسلٹ کی ہے کہ حد نہیں۔'' اس بات پہ صوفیہ کے اوسان خطا ہو گئے جب کہ سیٹھ کبیر کے ماتھا پر شکنوں کا جال پڑ گیا، سبرینہ کا غصہ ابھی بھی ٹھنڈا نہیں ہوا تھا وہ اسی لہجے میں کہہ رہی تھی، ''مگر یہ تو ہمیشہ یہی کرتی آئیں ہیں ہم سے زیادہ تو ان کی اس بیٹی کی اہمیت ہے جو ان کے پہلے شوہر سے ہے۔'' اس بات پہ سیٹھ کبیر نے ایک کٹیلی نگاہ صوفیہ پہ ڈالی جو کچھ کہنا چاہ رہیں تھیں اور ان کو کوئی بھی موقع دیئے بغیر سبرینہ سے کہا، ''بیٹا! کام ڈاؤن!'' ''اس عورت سے تو میں بعد میں بات کرتا ہوں۔'' پھر شاہزیب کی سمت دیکھتے ہوئے جو بے دلی سے جوس پی رہا تھا کہا، ''تم بتاؤ شاہزیب کیا ہوا ہے؟''

کچھ نہیں انکل ہونا کیا ہے آنٹی کی بیٹی نے ہم سے رشتہ تو جوڑ لیا مگر اسے اس سوسائٹی میں موو کرنے کے لئے ایٹیکیٹس سیکھنے کی سخت ضرورت ہے۔" کہتے ہوئے وہ اٹھا اور باہر نکل گیا جب کہ سبرینہ ابھی بھی اس آف موڈ کے ساتھ کہہ رہی تھی، "بہتر ہے کہ میڈم مناہل کو آپ سکھا دیں ہماری سوسائٹی میں موو کرنے کے طور طریقے۔" کہتے ہوئے ایک قہر بھری نگاہ ان پہ ڈالی جب کہ سیٹھ کبیر نے کہا، "بیٹا! میں نے تو آپ کو منع کیا تھا اس مسئلے میں مت پڑو مگر آپ کو ہی شوق ہو رہا تھا ان بیک ورڈ لوگوں میں رشتہ جوڑنے کا۔" ان کی بات پہ وہ اپنے مخصوص تنفر بھرے انداز میں بولی، "ڈیڈ! میں نے تو نیکی کی تھی مجھے کیا پتہ تھا کہ یہ نیکی میرے گلے پڑ جائے گی۔" غصے سے کہتی وہ بھی ڈائننگ ہال کراس کر گئی جب کہ سیٹھ کبیر صوفیہ کی سمت دیکھتے ہوئے بولے، "سمجھا لینا اپنی لاڈلی کو ورنہ اس کے نتائج اچھے نہیں ہوں گے۔" ان کا انداز دھمکی آمیز تھا، صوفیہ ہمیشہ کی طرح خوفزدہ انداز میں بولیں، آپ فکر مت کریں میں اسے سمجھاؤں گیں۔" ان کے جواب پہ وہ انہیں غصے سے گھورتے وہاں سے چلے گئے اور وہ آئندہ کیا ہوگا کی فکر میں اپنا سر تھامے وہیں بیٹھی رہ گئیں۔

-

سمیسٹر کیوں کہ باقاعدہ شروع ہو کا تھا اس لئے ٹیچر زروز نے اسئنمنٹس کے ساتھ ساتھ مختلف ٹیسٹ اور کوئز بھی لینے شروع کر دیئے تھے جس کی وجہ سے مصروفیت بھی بڑھ گئی تھی۔ آج بھی وہ دونوں کلاس کے بعد ڈیپارٹمنٹ کے لان میں بیٹھی نوٹس بنانے میں مصروف تھیں ساتھ ہی ساتھ اہم پوائنٹس ڈسکس کرتے ہوئے کنفیوژن بھی کلئیر کرتی جا رہیں تھیں جب شہیر کے ساتھ زین اور صائم وہیں چلے آئے۔ مگر وہ دونوں اسی طرح مصروف رہیں تو زین نے علوینہ کے ہاتھ میں تھمی کتاب کھینچ لی۔ علوینہ نے اسے گھور کے دیکھا اور وہ زور سے ہنس دیا جب کہ وہ چڑتے ہوئے بولی، "کیا بدتمیزی ہے زین؟ کتاب واپس کرو۔" جواب میں وہ شرارت سے بولا، "قسم لے لو میں نے کچھ نہیں کیا، جو کچھ ہے وہ اس شہیر کا آئیڈیا ہے۔" علوینہ نے اب کہ شہیر کی سمت دیکھا اور وہ جو اس کی توجہ کا منتظر تھا اس کے متوجہ ہونے پر کھل اٹھا اور اس کے نزدیک ہی گھانس پہ بیٹھتے ہوئے بولا، "اس سے زیادہ مناسب آئیڈیا نہیں تھا تم سے ملنے کا۔" جواب میں وہ اسے دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے بولی، "کیوں؟ آپ کو ایسی کیا ضرورت پڑ گئی مجھ سے ملنے کی؟" اس کا انداز زین کے

ساتھ مناہل کو بھی مسکرانے پر مجبور کر گیا،یونہی مسکراتے ہوئے نظر سامنے گئی تو صائم پہ نظر ٹک گئی جو بے نیازی سے وہ کتاب دیکھ رہا تھا جو زین نے علوینہ سے لی تھی۔ وہ اسی سمت متوجہ رہتی جب شہیر کی آواز اسے حواسوں میں لے آئی،وہ اپنے آپ کو ڈپٹتی ان تینوں کی سمت متوجہ ہو گئی جب کہ شہیر کہہ رہا تھا،"کیوں ضرورت کی کیا بات ہے میرا دل نہیں چاہ سکتا تم سے ملنے کو؟"اس کی بات کے جواب میں وہ اسی سنجیدگی سے بولی،"چاہ سکتا ہے مگر یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے اس طرح یونیورسٹی میں ملنا۔"اس کی بات پہ وہ فورا"بولا،"تو باہر ملنے پر تم نے پابندی لگائی ہوئی ہے،فون تم میرا اٹینڈ نہیں کرتیں پھر تو یہی ایک راستہ رہ گیا۔"اس نے جس بیچارگی سے کہا ان سب کے ہونٹوں پہ دبی دبی مسکراہٹ پھیل گئی جب کہ علوینہ نے بردباری سے کہا،"باہر ملنا،فون پہ چیپ گفتگو کرنا مجھے پسند نہیں ہے ہاں ماما پاپا کی موجودگی میں آپ گھر آ سکتے ہیں اس میں کوئی پرابلم نہیں ہے۔"اس کی اتنی تفصیلی بات پہ وہ مسکراتے ہوئے بولا،"چلیں جی! یہ بھی بہت کافی ہے۔"ابھی وہ سب یہ باتیں کر ہی رہے تھے سبرینہ کی تیز آواز پہ سب نے چونک کر اس کی سمت دیکھا اور سامنے سبرینہ کے ساتھ شاہزیب کو دیکھ کر وہ سب ہی ٹھٹھک گئے جب کہ مناہل کا دل زور سے دھڑکا اور مسکراہٹ کی جگہ سنجیدگی نے لے لی۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سبرینہ کے ساتھ شاہزیب کو کھڑے دیکھ کر وہ سب ہی ٹھٹھک گئے جب کے مناہل کا دل زور سے دھڑکا اس سے کل رات ہونے والی گفتگو اسے یاد آگئی جب کہ چہرے پہ مسکراہٹ کی جگہ سنجیدگی نے لی۔ سبرینہ سب کو وِش کرتے ہوئے وہیں آگئی،

''ہیلو ایوری بڈی!''

کہتے ہوئے شاہزیب کا بازو تھام کر مناہل کے نزدیک لے آئی اور اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا،

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مناہل! شاہزیب تم سے ملنے کے لئے اتنا بے چین تھا کہ پوچھو مت، مجھ سے اس کی بے چینی دیکھی نہیں گئی اس لئے میں اس کو تم سے ملوانے یہاں لے آئی۔''

مناہل کا چہرہ غصے اور خفت کے احساس سے سرخ ہو گیا۔اس نے ایک تیز نظر سبرینہ کے ساتھ کھڑے شاہزیب پہ ڈالی جو شاطرانہ انداز میں اسے دیکھتے ہوئے مسکرا رہا تھا، پھر سبرینہ کو دیکھ کر دھیمی مگر مضبوط آواز میں بولی،

''سبرینہ! تمہارا کزن مجھ سے ملنا چاہتا تھا اور تم اس کی خاطر اسے مجھ سے ملوانے یہاں

لے آئیں مگر کیا تم نے مجھ انفارم کرنا مناسب سمجھا۔"

اس نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے دوٹوک انداز میں پوچھا مگر سبرینہ اپنے مخصوص تمسخرانہ انداز میں مسکراتے ہوئے بولی،

"کم آن! کس زمانے میں رہ رہی ہو؟ اتنا حق تو اس کا ہے کہ تم سے مل سکے۔"

جب کہ مناہل نے بمشکل ضبط کرتے ہوئے کہا،

"پلیز! میں تم سے کہہ رہی ہوں آج تو ایسا کر لیا ہے مگر آئندہ مت کرنا کیونکہ مجھے یہ سب کچھ پسند نہیں ہے۔ I hope کہ تم انڈر اسٹینڈ کرو گی۔"

کہتے ہوئے ایک نظر شاہزیب پہ ڈالی جس کا چہرہ غصے اور توہین کے احساس سے سرخ ہو گیا تھا اور وہاں سے نکلتی چلی گئی۔علوینہ اپنی کتابیں اور بیگ سنبھال کے اس کے پیچھے گئی جب کہ باقی سب ابھی تک یہ سمجھنے کی کوشش کر رہے تھے کہ یہ سب ہوا کیا ہے؟ تبھی سبرینہ تیز آواز پر چونک گئے جو صائم کے سامنے کھڑی اپنے دل کی بھڑاس نکال رہی تھی، شاہزیب کب کا وہاں سے جا چکا تھا۔جب کہ وہ کہہ رہی تھی،

.یہ تمہاری کزن خود کو سمجھتی کیا ہے،ایک I can’t believe this صائم!"

تو میں نے اس کی شادی شاہزیب سے فکس کروائی جس کے لئے لڑکیوں کی کوئی کمی نہیں ہے مگر اسے ہی اس لڑکی میں نجانے کیا نظر آیا کہ وہ کہنے لگا کہ اس سے ہی شادی کرے گا اور ان میڈم کے مزاج ہی نہیں مل رہے۔"

اس کی اتنی لمبی بات کے جواب میں وہ اطمینان سے بولا،

میرا خیال ہے کہ تم بہت سمجھدار ہو تم کو مناہل کی شخصیت دیکھ کر اندازہ ہو جانا" چاہیئے تھا کہ وہ یہ سب پسند نہیں کرے گی اور اگر تم اپنے کزن کی ہیلپ کرنا ہی چاہ رہیں تھیں تو ایٹ لیسٹ مجھے ہی انفارم کر دیتیں اس طرح مناہل بھی اوورری ایکٹ نا کرتی۔" جواب میں وہ غصیلے لہجے میں بولی،

تم مناہل کی غلط بات کو ڈیفینڈ مت کرو اس جیسی دوغلی لڑکی میں نے آج تک نہیں" دیکھی۔"

ابھی اس کی بات پوری نہیں ہوئی تھی کہ وہ اسے تیز آواز میں ٹوک گیا،

سبرینہ اب اس سے آگے ایک اور لفظ مت کہنا۔""

زین اور شہیر جو کافی دیر سے دونوں کی تکرار سن رہے تھے اس ڈر سے کہ کہیں ہنگامہ

مزید نہ بڑھ جائے، صائم کا بازو تھام کر اسے ٹھنڈا کرنے کی کوشش کی جب کہ سبرینہ اسی انداز میں تنفر سے بولی,"

"کیوں کیا ہوا؟ سچ بات بری لگ رہی ہے، یہ دوغلا پن نہیں ہے تو کیا ہے؟ تمہارے علاوہ وہ زین اور شہیر تک سے فری ہے ہاں ساری جھجھک بس اپنے منگیتر سے ہے۔ ہوا نا یہ دوغلا پن۔"

اس کی بات پہ صائم نے تاسف سے اسے دیکھا اور کہا،

"مجھے افسوس ہورہا ہے تمہاری سوچ پہ اپنی You know what سبرینہ! سوچ کو بدلو ورنہ اس تعلیم اور اس سو کالڈ ہائی سوسائٹی میں رہنے کا جو لیبل تم نے لگایا ہوا ہے اس کا کوئی فائدہ نہیں۔"

کہتے ہوئے ایک نظر اس پہ ڈالی اور جھٹکے سے مڑ کر لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

دو دن بڑی خاموشی سے گذرے گو شاہزیب اور سبرینہ کی طرف سے وہ کسی بڑے ہنگامے کی منتظر تھی اور کئی بار سوچ چکی تھی کہ اسے سب کے سامنے وہ سب نہیں کہنا چاہیے تھا مگر جس طرح اچانک سبرینہ نے وہ سب آکر کہا وہ اپنے آپ پر قابو نا رکھ سکی اور وہ سب کہہ دیا جو شائد نہیں کہنا چاہئے تھا۔ کئی بار وہ یہ بھی سوچ چکی تھی کہ شاہزیب سے معذرت کر لے کہ رشتے کے ابتدائی دور میں ہی اس طرح کی مس انڈر اسٹینڈنگ کا ہونا آگے جا کر رشتوں میں مشکلات کا سبب پیدا کرتا ہے مگر اس پر بھی عمل نا کر سکی کہ ہمت ہی نہیں ہوئی۔ کبھی سوچتی صوفیہ سے رابطہ کرے مگر ان کی پوزیشن کا اندازہ بھی اسے تھا کہ وہ سوائے پریشان ہونے کے کچھ نہیں کر سکتیں تھیں اسی ادھیڑ بن میں اتنے دن خاموشی کی نظر ہو گئے۔ اس دن بھی شام کو حسب معمول سب ہال روم میں جمع تھے اور چائے کا دور چل رہا تھا جب فون کو بیل بجی، جنید ہمدانی فون کے نزدیک ہی بیٹھے تھے اس لئے انہوں نے کال ریسیو کر لی، اور دوسری طرف سے آنے والی آواز سن کر ان کا لہجہ خود بخود خوشگوار ہو گیا، وہ کہہ رہے تھے،

جی جی بھابھی وعلیکم اسلام ! جی سب خیریت ہے۔ آپ سب لوگ کیسے ہیں؟""

ان کے خوشگوار لہجے پہ سب لوگ ہی ان کی سمت متوجہ ہو گئے تھے، مناہل کے کان بھی وہیں لگے تھے ان کے بات کرنے کے انداز سے سمجھنا مشکل نہیں تھا کہ دوسری طرف کون ہے۔اس کو اس وقت عجیب طرح کی پریشانی لگی تھی وہ اپنی ہی فکر میں کھوئی ہوئی تھی کہ جنید ہمدانی نے اسے مخاطب کر لیا،

مناہل بیٹا! صوفیہ بھابھی آپ سے بات کرنا چاہ رہیں ہیں۔""

کہتے ہوئے رسیور اس کی سمت بڑھا دیا، وہ دل ہی دل میں خیر کی دعا کرتی فون کی سمت آگئی اور جنید ہمدانی نے ریسیور اس کے ہاتھ میں تھما دیا۔اس نے دھیمی آواز میں سلام کیا تو انہوں نے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا،

"مناہل بیٹا! مجھے تم سے یہی امید تھی ورنہ میں تو بے حد پریشان ہو گئی تھی کہ اگر کوئی بدمزگی ہو گئی تو کیا ہو گا مگر سبرینہ نے مجھے بتایا کہ تم بچوں نے سمجھداری سے اس معاملے کو سلجھا لیا بہت اچھا کیا۔اور میں نے بھائی صاحب سے بھی بات کر لی ہے شاہزیب کا برتھ ڈے ہے تم آنا ضرور۔"

اس کو ان کی ایک بھی بات سمجھ نہیں آئی تھی وہ تو سمجھ رہی تھی کہ یقیناً کوئی ہنگامہ ہو گا مگر یہ سب کیا تھا۔اس نے ان سے دو چار باتیں کیں پھر انہوں نے فون سبرینہ کو تھما

دیا جبکہ سبرینہ کی آواز سن کر وہ اپنی جگہ مزید الجھ گئی، جب کہ وہ بڑے دوستانہ انداز میں اس سے بات کرتے ہوئے کہہ رہی تھی،

"ہائے مناہل! کیسی ہو؟"

وہ بمشکل اپنی حیرت پہ قابو پا کر کچھ بولنے کے قابل ہوئی اور کہا،

"میں ٹھیک ہوں تم کیسی ہو؟"

جواب میں وہ ایسی خوشدلی سے بولی جیسے دونوں کے درمیان بڑے دوستانہ مراسم ہوں،

"میں بھی ٹھیک ہوں، بس تمہیں یہ کہنا تھا کہ شاہزیب کا برتھ ڈے ہے تو اس دن اس کا دل خوش ہو جائے گا۔" you know اچھا سا تیار ہو کر آنا۔

کہتے ہوئے وہ اپنی عادت کے خلاف ہنسی جب کہ مناہل کا دل ناگواری سے دھڑک اٹھا مگر اس نے اپنے آپ کو کچھ بھی کہنے سے بمشکل بعض رکھا کہ وہ بنتی بات بگاڑنا نہیں چاہتی تھی جب کہ سبرینہ کہہ رہی تھی، "اور ہاں اب کوئی ایکسکیوز مت دینا کیوں کہ اب تو انکل سے بھی پرمیشن لے لی ہے۔"

پھر بات بڑھاتے ہوئے کہنے لگی،

"اور یہ صائم کہاں ہے اس سے تو بات ہی نہیں ہو پاتی خیر میں اس سے خود بات کر لوں گیں اور تمہارے فرینڈز کو بھی تو انوائٹ کرنا ہے۔"

اس نے شائذ علوینہ، شہیر اور زین کا حوالہ دیا تھا، مناہل نے ایک گہرا سانس لیا جب کہ وہ اسی طرح نان اسٹاپ بولتی اس کو بائی بول کر کال ڈسکنیکٹ کر گئی مگر مناہل کا ذہن مزید الجھ گیا کہ وہ اس قسم کے رویئے کی امید کم از کم سبرینہ سے نہیں کر سکتی تھی اور خاص طور پہ اس دن ہونے والے واقعے کے بعد تو بالکل بھی نہیں۔ وہ یہی سب سوچتی پلٹی کہ ماما نے اسے مخاطب کر لیا،

"بیٹا! ہو گئی بات؟"

وہ اپنی غائب دماغی والی کیفیت سے بمشکل باہر آئی اور سر ہلاتے ہوئے کہا،

"جی!"

جب کہ جنید ہمدانی کہہ رہے تھے کہ،

"اصل میں انہوں نے انوائٹ کرنے کے لئے فون کیا تھا، شاہزیب کا برتھ ڈے ہے

اور وہ سبرینہ اور اپنے فرینڈز کے ساتھ سیلیبریٹ کرتا ہے اس بار وہ صائم اور مناہل کو بھی انوائٹ کرنا چاہ رہے ہیں اسی لئے صوفیہ بھابھی کال کی تھی۔"

مناہل اور صائم نے چونک کر ایک دوسرے کو دیکھا، سفینہ اور دادو کچھ تذبذب کا شکار تھیں مگر جنید ہمدانی ان کو تسلی دیتے ہوئے کہہ رہے تھے،

"آپ کیوں فکر کر رہیں ہیں سفینہ؟ صائم بھی ساتھ جائے گا مناہل کے۔ کیوں صائم؟"

انہوں نے سامنے بیٹھے صائم کو مخاطب کر لیا، جواب میں وہ سنجیدگی سے گویا ہوا،

"ڈیڈ! ابھی کچھ سوچا نہیں ہے اور شائد میں جا بھی نا سکوں اور ویسے بھی یہ اس کا سسرال ہے تو اسے جانا چاہئیے۔"

لہجہ خود بخود اجنبی ہو گیا۔ مناہل نے اسکی سمت دیکھنے سے گریز کیا جب کہ نظریں بدستور ہاتھوں پہ جمی ہوئی تھیں۔ سفینہ نے ایک نظر مناہل کے جھکے سر پہ ڈالی اور کہا،

"صائم یہ کون سا طریقہ ہے بات کرنے کا؟ اور تم یہ مت بھولو کہ سبرینہ سے تمہارا کیا تعلق ہے اگر مناہل کے رشتے کی بات نا چلتی تو تمہارا رشتہ ہی پہلے طے ہوتا۔"

جنید ہمدانی بھی اس کو ایسے دیکھ رہے تھے جیسے ان کی بات سے متفق ہوں۔ وہ ان کی بات پہ تلملایا اور وہاں سے اٹھ کے چلا گیا، سفینہ اس کی لاتعلقی پہ تلملائیں اور کچھ بڑبڑانے لگیں کہ جہاں آرا بیگم ان کو تسلی دینے کی خاطر بولیں،

"فکر مت کرو سب ٹھیک ہو جائے گا۔"

سفینہ بیگم نے انہیں دیکھا اور انہوں نے آنکھوں ہی آنکھوں میں انہیں تسلی دی اور وہ دل ہی دل میں خیر کی دعا کرتیں خاموش ہو گئیں۔ مناہل اس تمام عرصے میں خاموشی سے سب کی سن رہی تھی کہ بھابھی نے اسے مخاطب کر لیا،

"مناہل! کہاں گم ہو بھئی؟"

ان کے آواز دینے پر وہ چونک کر اپنے خیالوں سے باہر آئی اور پوچھا،

"جی بھابھی! کچھ کہا آپ نے؟"

بھابھی کو اس کے کھوئے کھوئے انداز پہ حیرانی سی ہوئی مگر کچھ بھی جتائے بغیر کہا،

"میں کہہ رہی ہوں کہ تم کون سا ڈریس پہنو گی؟"

جواب میں وہ بولی،

"کچھ بھی پہن لوں گیں بھابھی اتنے سوٹ تو رکھے ہیں۔"

اس نے بے دلی سے لہا جب کہ بھابھی اس کا ایکسکیوز نظر انداز کرتے ہوئے کہہ رہیں تھیں،

"میرا تو خیال ہے کہ سسرال میں پہلا فنکشن اٹینڈ کرو گی تو تھوڑی بہت شاپنگ کر لو۔"

وہ منع کرنا چاہتی تھی مگر اس سے پہلے ماما اور دادو نے بھابھی کی تائید کر دی اور اس کے پاس کچھ کہنے کے لئے بچا ہی نہیں وہ محض سر ہلا کے رہ گئی۔

وہ دوپہر سے علوینہ کی طرف آئی ہوئی تھی، ارادہ تھا کہ دونوں ساتھ ہی فنکشن میں جائیں گیں علوینہ کے مطابق اس کو شہیر پک کرے گا، مناہل کو جانا تو نہیں چاہ رہی تھی مگر علوینہ کے سمجھانے پر اس نے تھوڑا بہت اہتمام کر ہی لیا تھا۔ وہ دونوں ہی

ریڈی تھیں،علوینہ کی نظراس پہ پڑی تواس کے منہ سے بے ساختہ نکلا،

"یہ ہوئی نا بات۔دیکھو تو کتنی خوبصورت لگ رہی ہو۔"

اس کے کہنے پہ وہ اداسی سے مسکرائی اور بمشکل نظریں اٹھاکے اپنے آپ کو آئینے میں دیکھا۔وائٹ کلر نیٹ اور کتان کے ائمبر واڈیڈ سوٹ جس پہ خوبصورت ایپلیک اور بیڈز ورک بنا تھا۔ساتھ ہی خوبصورت نیٹ کا ڈوپٹہ تھا،مناسب میک اپ اور میچنگ جیولری اور شوز میں بے حد خوبصورت لگ رہی تھی۔مناہل نے افسردگی سے کہنا چاہا،

"علوینہ! مجھے کچھ بھی اچھا نہیں لگ رہا،میرا دل گھبرا رہا ہے۔"

کہتے ہوئے وہ روہانسی سی ہو گئی جب کہ خوبصورت آنکھوں میں آنسو جھلملا گئے۔علوینہ نے اس کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر ٹوکتے ہوئے کہا،

"دیکھو مناہل! تم نے یہ فیصلہ کیا ہے،اس کے پیچھے جو بھی وجہ تھی مگر اب اس کو نبھانا بھی تم کو ہی ہے اور اگر تم کمزور پڑ گئیں تو پھر کبھی بھی مضبوط نہیں بن پاؤ گی۔اور مزید مشکلات سے بچنے کیلئے یہ بہت ضروری ہے کہ تم اس رشتے کو خوشی خوشی نبھاؤ۔"اس

نے باقاعدہ اسے سمجھایا، مناہل سر جھکائے اسے سن رہی تھی، بات کے اختتام پر مناہل نے اپنی خوبصورت بادامی آنکھوں سے اسکی سمت دیکھا جب علوینہ نے اس کی سمت دیکھتے ہوئے کہا،

"ایک کمی ابھی بھی ہے۔"

مناہل نے حیران نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے پوچھا،

"کیا؟"

جواب میں وہ بے ساختگی سے بولی،

"وہ جو تمہاری خوبصورت اسمائل ہے وہ کہاں ہے؟"

اس کے انداز پہ مناہل کے ہونٹ خوبصورت مسکراہٹ کی ذد میں آ گئے۔علوینہ نے اس کی مسکراہٹ پہ اطمینان کا سانس لیا اور کہا،

"گڈ گرل!"

پھر پلٹ کے اپنے سینڈلز میں پیر ڈالتے ہوئے بولی،

"چلو نیچے چلتے ہیں پتہ نہیں یہ شہیر آیا کہ نہیں۔"

www.neweramagazine.com

مناہل نے مسکراتے ہوئے اپنا دوپٹہ سنبھالا اور دونوں نیچے چلیں آئیں، علوینہ کی ماما ان کو لاؤنج میں ہی مل گئیں، وہ انہیں مخاطب کرتے ہوئے بولی،

"ماما! ہم دونوں لان میں ہیں، شہیر ہمیں پک کرنے آئے گے تو ہم ان کے ساتھ سبرینہ کے گھر جائیں گے۔"

جانے سے پہلے اس نے انہیں انفارم کیا، جواب میں انہوں نے دونوں پہ آیت آل کرسی پڑھ کے پھونکی اور کہا،

"بیٹا! دھیان سے جانا۔"

ان کی بات پہ اس نے مناہل کا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا،"

"ڈونٹ وری ماما!"

اور دونوں ان کو خُدا حافظ کہتی باہر لان میں آ گئیں۔ سامنے ہی پورچ میں شہیر کی گاڑی کھڑی تھی جو غالباً "ابھی کچھ منٹ پہلے ہی آیا تھا، سامنے ہی ان دونوں کو شہیر کے ساتھ ہی صائم بھی کھڑا نظر آ گیا جو ان دونوں کے لئے ہی حیرانی کا باعث تھا کہ ان کی اطلاع کے مطابق تو وہ آج کا فنکشن اٹینڈ نہیں کر رہا تھا، وہ دونوں ہی ٹھٹھکی

تھیں ٹھیک اسی طرح جس طرح صائم کا سبرینہ کے یہاں جانے سے انکار کر دینے پہ ٹھٹھکیں تھیں۔ مناہل نے پہلی بے ساختہ نگاہ کے بعد اپنی نظر جھکالی تھی، ہمیشہ کی طرح اس کا دل اس کی مخالفت پہ تلا ہوا تھا۔ وہ اپنی شاندار شخصیت اور امپریسو پرسنیلٹی کے ساتھ ان کے سامنے تھا، وائٹ کاٹن شرٹ کے ساتھ ڈارک براؤن کاٹن ٹراؤزرز اور شرٹ کے اوپر لائٹ کیمل کلر کے بلیزر میں خاصے کیشوئل حلیئے میں بھی خاصا امپریسو لگ رہا تھا۔ مناہل نے ذرا سی پلکیں اٹھا کے اسے دیکھا اس کے چہرے پہ دنیا بھر کی بیزاری رقم تھی جیسے زبردستی لایا گیا ہو مگر اس سب کے باوجود اس کی شخصیت کا سحر اپنی جگہ قائم تھا۔ وہ دونوں ہی دھیرے دھیرے قدم اٹھاتی گاڑی کے نزدیک آ گئیں۔ شہیر نے ان دونوں کو دیکھ کر خوشدلی سے بولا،

"ہیلو لیڈیز!

جواب میں ان دونوں نے بھی مسکرا کے اسے وِش کیا جب کہ وہ کہہ رہا تھا،

"آج تو لگ رہا آسمان سے پریاں اتر آئیں ہیں۔"

کہتے ہوئے علوینہ کے خوبصورت چہرے پہ نظر ڈالی، وائٹ اینڈ ریڈ کمبینیشن کے شرٹ اور ٹراؤزرز جس کے فرنٹ پہ خوبصورت ایمبرائیڈری ہوئی تھی اور جس

کے ساتھ کانیٹ کا فل ائمبر وئیڈڈ دوپٹہ اس کی کھلی ہوئی رنگت پہ بہت اچھا لگ رہا تھا مناسب میک اپ نے اس کے تیکھے نُقوش اور بھی اجاگر کر دیئے تھے۔جواب میں وہ اپنے مخصوص پر اعتماد اور بے نیاز انداز میں بولی،

''آج کی کیا بات کی آپ نے ہم تو ہمیشہ ہی اچھے لگتے ہیں۔''

اس کے انداز اور جواب پہ وہ بے ساختہ ہنس پڑا، مناہل کے ہونٹوں پہ بھی مسکراہٹ آگئی، ساتھ ہی اس نے کنکھیوں سے نزدیک کھڑے صائم کو دیکھا، بے نیازی کے سارے ریکارڈ توڑتے ہوئے اپنے سیل فون پہ بزی تھا۔ تبھی شہیر نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا،

''اب اس سیل فون کو گھورنا بند کر دو اور گاڑی میں بیٹھو۔''

اس کی آواز پہ اس نے اپنا سر اٹھایا اور بجائے شہیر کو دیکھنے کے اس کی نظریں مناہل کے خوبصورت چہرے میں الجھ گئیں اور وہ جیسے ارد گرد سے بے نیاز ہو گیا۔ ابھی کچھ دیر پہلے شہیر کی کہی بات کی تصدیق ہو گئی، واقعی سفید لباس میں اس کی دل موہ لینے والی خوبصورتی دوچند ہو کر آنکھوں کو خیرہ کر گئی تھی اور وہ جو تہیہ کر کے آیا تھا کہ اس کی سمت دیکھے گا بھی نہیں اب ارد گرد سے بے نیاز اس کی خوبصورتی میں کھویا تھا۔ اس

کی کچھ کہتی سنتی پر تپش نظریں مناہل کو پزل کرنے کے لیئے کافی تھیں۔وہ بمشکل اپنے دل کو سنبھالتی آگے بڑھی اور پچھلا ڈور کھول کے گاڑی کے اندر بیٹھ گئی۔اس کے سامنے سے ہٹتے ہی وہ جیسے ہوش میں آگیا اور اپنی بے خودی کو کوس کے رہ گیا۔جب کہ علوینہ اور شہیر اپنی کسی بات میں الجھے ہوئے تھے۔اس نے ایک گہرا سانس لیا اور گاڑی کی سمت بڑھا اور شہیر کو مخاطب کرتے ہوئے بولا،

"اب چلوگے یا یہیں رات گزارنے کا ارادہ ہے۔"

اس کی اونچی بھاری آواز پورچ میں گونجی اور شہیر کے ساتھ ہی علوینہ بھی چونک گئی اور جلدی سے پچھلی سیٹ کا دروازہ کھول کے گاڑی کے اندر بیٹھ گئی جب کہ شہیر بالوں میں ہاتھ پھیرتا مسکراتا ہوا کار کی فرنٹ سیٹ پہ بیٹھ کر گاڑی اسٹارٹ کرنے لگا اور کچھ ہے دیر میں گاڑی سڑک پہ فراٹے بھر رہی تھی۔

شہیر نے گاڑی جیسے ہی اس اسٹریٹ پہ ٹرن کی جس پہ سبرینہ کا گھر تھا اور دور سے ہی

www.neweramagazine.com

روشنیوں اور لائٹوں میں نہایا ہوا بنگلہ انہیں نظر آ گیا۔ مناہل نے علوینہ کے کان میں ہلکے سے سرگوشی کرتے ہوئے کہا،

"علوینہ یہ تو بہت سارے لوگ ہیں۔"

اس کی گھبراہٹ محسوس کر کے علوینہ نے اس کا سرد ہاتھ تھام کر تسلی دی۔ شہیر نے گاڑی وہیں گھر کے قریب سڑک پہ پارک کر دی جہاں پہلے ہی گاڑیوں کی لمبی قطار تھی۔ مناہل علوینہ کا ہاتھ تھامے گاڑی سے باہر آئی مگر علوینہ کے ہاتھوں کی خاموش تسلی بھی اس کی نروسنیس کم نا کر سکی۔ پتہ نہیں کیوں دل اچانک سوکھے پتے کی طرح کانپنے لگا تھا اور حلق خشک ہو گیا تھا۔ مناہل ان تینوں کی سنگت میں آگے بڑھی تبھی زین نے بھی انہیں جوائن کر لیا اور کہا،

"بڑے بے وفا ہو مجھے اکیلا چھوڑ کے تم چاروں پارٹی اٹینڈ کرنے پہنچ گئے۔"

صائم اور مناہل خاموش ہی رہے مگر شہیر اسے جواب دیتے ہوئے بولا،

"ہم نے تمہیں اکیلا چھوڑا یا تمہیں ہی اپنی بائیک پہ آنے کا شوق ہے۔"

میں تو تمہیں اور علوینہ کو پرائیویسی دینے کے خیال سے بائیک پہ آیا تھا مجھے کیا پتہ تھا کہ یہ

دونوں بھی تمہارے ساتھ آ رہے ہیں۔"

کہتے ہوئے صائم اور مناہل کی سمت اشارہ کیا جب کہ علوینہ ہمیشہ کی طرح اسے آڑے ہاتھوں لیتے ہوئے بولی،

"تم تو کچھ بولو ہی نا! اچھی طرح پتہ ہے ہمیں کسی گرل فرینڈ سے ملنا ہو گا بائیک کا تو بہانہ ہے۔"

اس بات وہ اپنے گھنے بالوں میں ہاتھ پھیر کے رہ گیا جب کہ صائم ان سب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا،

"میرا خیال ہے یہ لڑائی گھر جا کے کر لینا ابھی اندر چلو۔"

اس کی سنجیدگی کے باوجود زین شرارت سے بعض نا آیا اور کہا،

"اوہو! سبرینہ سے ملنے کی بہت جلدی ہے۔"

صائم نے اسے گھور کے دیکھا اور بمشکل غصہ دباتا اندر کی سمت جانے والے راستے پہ بڑھ گیا۔ان سب نے بھی ایک دوسرے کو دیکھ کے کندھے اچکائے اور اس کی تقلید میں وہ سب بھی اندر بڑھ گئے۔مین گیٹ سے ہی گھر کی خوبصورتی اور سجاوٹ نمایاں

تھی، وہ سب آگے پیچھے چلتے ہوئے گیٹ سے اندر داخل ہوئے اور وہاں کا ماحول دیکھ کر سب کی حیرانی کی انتہا نہ رہی کہ گھر کا لان کسی پارٹی کے بجائے کسی نائٹ کلب کا نقشہ پیش کر رہا تھا۔ خوبصورتی سے سجا سوئیمنگ پول اور اس کے ارد گرد خوبصورتی سے بنے ماربل فلور پہ ڈم لائٹس روشن تھیں جب کہ پول کے اندر قدرے برائٹ لائٹس روشن تھیں جو پول کے ساتھ فلور اور لان کی خوبصورتی کو اجاگر کر رہیں تھیں۔ تیز میوزک پہ لڑکے لڑکیاں تھرک رہے تھے وہ سب ہی خاموش سے کھڑے تھے، ان سب کے مطابق تو وہ ایک ڈیسینٹ سی برتھ ڈے پارٹی ہونی چاہئیے تھی مگر یہاں کا منظر تو کچھ اور ہی تھا اور یہاں کسی بھی طرح کی ڈیسنسی کا نام نہیں تھا۔ صائم کے ماتھے پہ شکنوں کا جال پھیل گیا وہ یہاں سے واپسی کا ارادہ کرتا کے سبرینہ اسے دیکھ کر دور سے ہی ہنستی ہاتھ ہلاتی وہیں چلی آئی اور آتے ہی صائم کا بازو تھام کر لگاوٹ سے کہا،

''شکر ہے صائم تمہاری شکل تو نظر آئی ورنہ جب سے شاہزیب کی مناہل سے منگنی ہوئی ہے تم سے ملنا تو دور تمہاری آواز بھی سنائی نہیں دی۔''

اس کی خوشدلی اور لگاوٹ کے اظہار کے جواب میں صائم نے سرد مہر انداز میں اس کا ہاتھ اپنے بازو سے ہٹا دیا۔ مناہل نے چونک کر اس کا انداز دیکھا اس کو سمجھ نہیں آئی کہ

www.neweramagazine.com

وہ ایسا کیوں کر رہا ہے۔اس نے پھر ان دونوں کی سمت دیکھا جب کہ وہ سنجیدگی سے کہہ رہا تھا،

انکل آنٹی کہاں ہیں؟''اس نے سیٹھby the way''بس کچھ بزی تھا

کبیر اور صوفیہ کے بارے میں سوال کیا جب کہ وہ اس سوال پہ ہنس پڑی اور کہا،''

''کم آن صائم! پھر وہی باتیں،اب خود سوچو ان کا جوانوں کی پارٹی میں کیا کام؟''

کہتے ہوئے معنی خیزی سے آنکھوں کو جنبش دی۔اس کے انداز پہ علوینہ اور مناہل تو گڑ بڑا آئیں وہیں شہیر اور زین بھی ادھر ادھر دیکھنے لگے۔صائم نے بمشکل اپنا ضبط آزمایا ابھی وہ کچھ کہتا کہ شاہزیب کی آواز پہ اس کی سمت متوجہ ہو گیا،

''ہیلو اینڈ ویلکم ایوری ون!''

وہ سب کو ایک ساتھ وِش کرتا ہوُا مناہل کے نزدیک جار کا جو نظریں جھکائے کھڑی تھی وہ اسے اپنی بے باک نظروں کی گرفت میں لئے لئے مخاطب ہوُا،

''ہے گورجیس!''

اس کی معنی خیز سرگوشی اور بے باک نظروں پہ مناہل کا دل ناگواری اور خجالت

سے دھڑک اٹھا جب کہ صائم کا خون کھول سا گیا۔ سبرینہ جو سب نوٹ کر رہی تھی، صائم کا دھیان ہٹانے کی خاطر بولی،

''کم آن گائیز! تم کو سب سے ملوآؤں۔''

کہتے ہوئے صائم کا بازو تھام کر اس سمت چلنا شروع کر دیا جہاں پارٹی عروج پہ تھی، وہ سب اس کے ساتھ جانا تو نہیں چاہتے تھے مگر مروت میں منع بھی نا کر سکتے اس لئے مجبوراً''اس کے پیچھے قدم بڑھا دیئے۔ مناہل نے بھی ان سب کے ساتھ جانا چاہا مگر اسکا ہاتھ شاہزیب کی گرفت میں آگیا اور اسے مجبوراً''رکنا پڑا، مناہل نے گھبرا کے اسے دیکھا، گھبراہٹ نے ناگواری کی جگہ لے لی تھی کہ آج وہ اس کے گھر میں مہمان کی حیثیت سے موجود تھی اس لئے کوئی سین کریٹ نہیں کرنا چاہتی تھی اور ویسے بھی جو پہلے ہوا وہ اسے دہرانا نہیں چاہتی تھی ورنہ اس سمیت صوفیہ کو بھی پتہ نہیں کیا کیا سننا پڑتا۔ وہ کھڑی اپنے ہونٹ کاٹ رہی تھی جب شاہزیب نے اس سے کہا،

''ان کے ساتھ کہاں جا رہی ہو تم میرے ساتھ رہو۔''

مناہل نے لاچاری سے اسے دیکھا مگر وہ لاپرواہی سے اس کا ہاتھ تھام کر سائڈ کے

راستے گھر کے بیک سائڈ پہ بنے لان میں لے آیا، یہاں قدرے سکون تھا مگر بڑے بڑے درختوں پہ ڈم روشنیوں نے پراسراریت بخشی ہوئی تھی۔ مناہل خاموشی سے اس کے ساتھ چل رہی تھی مگر اسے ابھی بھی خوف سا محسوس ہو رہا تھا۔اور پھر چلتے چلتے وہ رکا اور اس کی سمت دیکھا، چاند کی روشنی میں اس کا خوبصورت چہرہ نمایاں ہو رہا تھا، اچانک اس کا ہاتھ جو اس کی کرخت گرفت میں تھا اس کو زور سے کھینچا اور وہ جو تیار نہیں تھی اپنا توازن برقرار نا رکھ سکی اور اس کے حصار میں آگئی۔ چہرے پہ گھبراہٹ نمایاں تھی، یہ پراسرار ماحول اور شاہزیب کا بے باک انداز اس کو خوف میں مبتلا کر رہا تھا۔ جب کہ وہ اس کے نازک مرمریں ہاتھوں پہ گرفت مضبوط کرتے ہوئے کہہ رہا تھا

"مناہل! تم کو معلوم ہے تم بہت خوبصورت ہو۔"

اس کا لہجہ، اسکی نظریں اس کا لمس اسے ایکدم خوف میں مبتلا کر گیا۔اس نے خوفزدہ انداز میں اس کی سمت دیکھا اور اپنا ہاتھ اس کی گرفت سے نکالنا چاہا جب کہ وہ اس کی کوشش کو ناکام بناتے ہوئے بولا،

"کیا ہوا ڈر رہی ہو؟"

کہتے ہوئے اس کے چہرے کو چھوا، مناہل کو لگا اس کے گال کو کسی نے جلتے ہوئے کوئلے سے داغ دیا ہے۔ وہ بمشکل ہمت جمع کرتے ہوئے بولی،

"پپ۔۔۔پلیز ہمیں اب چلنا چاہیئے وہ سب۔۔۔"

اس کی بات کاٹ کے وہ بولا،

"ارے!"

اور زور سے ہنستا چلا گیا اس کے انداز پہ مناہل نے قدرے ناگواری سے اسے دیکھا جب کہ وہ اپنی ہنسی سمیٹتے ہوئے بولا،

"چلتے ہیں اتنی جلدی کیا ہے؟"

مناہل نے پھر اس کی سمت دیکھا جب کہ اس نے ایک بار پھر اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا،

"تم پہلی دفع ہمارے گھر آئی ہو تا کو اپنا گھر دکھاتا ہوں۔"

جواب میں وہ اسے منع کرتے ہوئے بولی،

"نن۔۔۔نہیں آپ کا گھر پھر کسی دن دیکھ لیں گے۔"

مگر وہ اس کی بات سنی ان سنی کرتا گھر کے پچھلے راستے سے ہوتا ہوا اندر داخل ہو گیا۔ مناہل نے اپنا ہاتھ اس کی سخت گرفت سے نکالنے کی کوشش کی مگر وہ اس کا ہاتھ مضبوطی سے تھامے اس کی طرف دھیان دیئے بغیر آگے بڑھتا چلا گیا۔ مناہل نے ارد گرد نظر دوڑائی، گھر کے اندر مکمل سناٹا اور خاموشی کا راج تھا۔ اس نے نے پھر اپنا ہاتھ چھڑواتے ہوئے کہا،

"شاہزیب! مجھے جانے دیں۔"

مگر وہ اس کی بات ان سنی کرتا ہوا ہال کے راستے اوپر جانے والی سیڑھیاں چڑھ گیا۔ مناہل کی چھٹی حس اسے خبردار کر رہی تھی کہ وہ کس درندے نما انسان کے چنگل میں پھنس گئی ہے۔ وہ اپنا ہاتھ چھڑانے کی کوشش میں ہلکان ہو گئی تھی، ساتھ ساتھ اس کی منت کرتی جا رہی تھی مگر وہ شائد ہر احساس سے عاری ہو گیا تھا، اس نے چلانا چاہا مگر اس کے ایک زوردار تھپڑ نے اس کی چیخ حلق میں ہی دبا دی۔ سیڑھیاں چڑھ کے اس نے ایک راہداری عبور کی اور ایک کمرے کے دروازے پہ جا کر رک گیا، مناہل نے ایکبار پھر کوشش کی اور اپنا ہاتھ چھڑانا چاہا کہ اس کے ہاتھ کو اس نے زوردار جھٹکا دیا اور پھر دروازہ کھول کے اسے اندر دھکیل کر خود بھی اندر داخل

ہو کر دروازہ لاک کر دیا۔ مناہل کو لگا دروازے کے ساتھ اس کے نصیب کا دروازہ بھی بند ہو گیا ہے۔ وہ دیوانہ وار دروازے کی سمت بڑھی مگر راستے میں ہی شاہزیب نے اسے اپنی سخت گرفت میں دبوچ لیا، وہ اس کی گرفت میں مچلی اور آزاد ہونے کے لئے زور لگایا مگر گرفت مضبوط تھی۔ وہ زور سے چلائی اور اس کے چلانے پہ وہ زور سے ہنسا، اس کی ہنسی پہ مناہل کو خوف محسوس ہوا جب کہ وہ اس کا رخ سختی سے اپنی سمت کرتے ہوئے بولا،

"چلا لو جتنا چلانا ہے کوئی یہاں تمہاری مدد کو نہیں آئے گا، کیا کہا تھا تم نے رات گئے مجھ سے فون پہ بات نہیں کرو گی، میری باتیں تمہیں چیپ لگیں تھیں اور تو اور سب کے سامنے میری بے عزتی کرنے سے بھی بعض نہیں آئیں۔"

مناہل کو وہ سب یاد آرہا تھا اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے، اس کی نظروں کے سامنے گھر والوں کے چہرے تھے، وہ چہرے جو اس سے بے انتہا محبت کرتے تھے مگر وہ ان سب سے اس وقت دور تھی۔ نا وہ ان سب کے پاس جا سکتی تھی اور نا وہ سب اس کے پاس آ سکتے تھے، ان سب کو یاد کر کے اس کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے، وہ سر جھکائے اس درندے کے آگے ہاتھ جوڑ گئی اور گھٹی گھٹی

آواز میں روتے ہوئے کہا،

"پپ۔۔۔۔پلیز مجھے معاف کردو، میں تم سے سب کے سامنے معافی مانگ لوں گیں، مم۔۔۔۔مجھے جانے دو۔"

وہ سر جھکائے روتے ہوئے کہہ رہی تھی مگر اس نے اس کا چہرہ بے دردی سے اوپر اٹھایا اور کر ختگی سے بولا،

"معافی تو تم مانگو گی جب سب کی نظروں میں اسی طرح ذلیل ہو گی جس طرح تم نے مجھے ذلیل کیا تھا، بڑی پارسا بنتی ہو ساری پارسائی دھری رہ جائے گی۔"

کہتے ہوئے اس کا نیٹ کا دوپٹہ کھینچا اور تبھی مناہل اس کی غفلت کا فائدہ آٹھاتے ہوئے اسے دھکیلا اور دروازے کی سمت بڑھی مگر اس کا ہاتھ دروازے کے ساتھ رکھی میز پہ پڑا اور اس پہ رکھا کرسٹل کا نفیس ساگلدان فرش پہ گر کے چکنا چور ہو گیا۔شاہزیب بھی اس اثنا میں سنبھل چکا تھا اس نے اسے پکڑنے کے لیئے ہاتھ بڑھایا مگر اس دوران وہ دروازہ زور زور سے پیٹتی مدد کے لیئے چلا رہی تھی۔شاہزیب نے اسے چپ کروانے کیلیئے اس کے ہونٹوں پہ ہاتھ جما دیا اور کہا،

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"کوئی نہیں آئے گا تمہاری مدد کو کہ سب اس وقت باہر پارٹی انجوائے کر رہے ہیں اس لئے شرافت سے تم بھی میری بات مان لو۔"

اس کی بات جو وہ ساکت سی سن رہی تھی اختتام پہ اس کا ہاتھ اپنے ہونٹوں سے ہٹاتے ہوئے زور سے مچلی اور تبھی باہر بھاگتے قدموں کی آواز پہ وہ دونوں ہی ٹھٹھک گئے۔

وہ چاروں ہی ایک دوسرے سے نظریں چرائے کھڑے تھے، سبرینہ نے صائم کو اپنے ساتھ چلنے کو کہا تھا مگر اس نے رکھائی سے منع کر دیا تو وہ بھی کندھے جھٹک کے اپنے فرینڈز کی طرف بڑھ گئی۔ جیسے اسے بھی صائم کی پرواہ نہ ہو۔ وہ کچھ دیر تو سر جھکائے کھڑا رہا پھر نظریں اٹھا کے ارد گرد کا جائزہ لیا، مناہل اسے کہیں نظر نہیں آئی۔ اس نے اب کہ گہرائی سے دیکھا، شاہزیب بھی کہیں نہیں تھا۔ اس کی چھٹی حس اسے بار بار کسی انہونی کا احساس دلا رہی تھی، جائزہ لینے کے دوران وہ اسے کہیں نظر نا آئی تو وہ ان سب میں سے کسی کو بھی مخاطب کئے بغیر بولا،

"مناہل کہاں ہے؟"

اس کے کہنے پر ان تینوں نے بھی ارد گرد دیکھا مگر وہ وہاں ہوتی تو نظر آتی۔ شہیر نے ان سب کی سوچ کو الفاظ دے دیئے،

یہاں تو نظر نہیں آرہی۔"

علوینہ نے ارد گرد نظر دوڑانے کے بعد کہا،

"شاہزیب کے ساتھ ہو گی۔"

یہ سنتے ہی وہ سبرینہ کی سمت گیا جہاں وہ اپنے فرینڈز کے ساتھ تیز میوزک پہ ڈانس کر رہی تھی، اس نے اس کا بازو تھامتے ہوئے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا،

"سبرینہ! مناہل یہاں نہیں ہے۔"

جواب میں اس نے نخوت سے جواب دیا،

"یہاں نہیں ہے کیا مطلب؟"

اس کی لاتعلقی بلکہ کسی حد تک بے حسی پہ صائم نے اپنا غصہ بمشکل دبایا اور رسانیت سے کہا،

"شاہزیب اور مناہل دونوں نظر نہیں آرہے کہاں ہیں دونوں؟"

اس کی بات کے جواب میں وہ زہر خند مسکراہٹ کے ساتھ بولی،

"کم آن صائم تمہاری کزن کوئی بچی نہیں ہے اور پھر وہ شاہزیب کے ساتھ ہے جو اس کا فیانسی ہے اور پھر نوجوانی کے تقاضے تو تم بھی اچھی طرح جانتے ہو، دونوں جوان ہیں کر رہے ہوں گے کہیں انجوائے۔ تم بھی میرے ساتھ انجوائے کرو۔"

کہتے ہوئے فورا "موڈ چینج کر کے اس کے گلے میں بازو ڈال دیئے، صائم کا دماغ گھوم گیا اس کے الفاظ اور انداز پہ۔ اس نے ایک جھٹکے سے اس کے ہاتھ اپنے شانے سے ہٹائے اور وہاں سے پلٹ گیا، زین، شہیر اور علوینہ جو اس کے پیچھے آئے تھے سبرینہ کی واہئیات گفتگو سن کر ٹھٹھک سے گئے اور جس طرح آندھی طوفان بنا وہ وہاں سے پلٹا تھا اس سے اندازہ لگانا مشکل نہ تھا کہ کچھ گڑ بڑ ہے۔ وہ تیز قدموں سے چلتا سارے میں مناہل کو تلاش کر رہا تھا، انداز میں بے چینی اور بے تابی تھی مگر وہ وہاں ہوتی تو ملتی۔ اس کا سیل فون بھی ٹرائی کیا مگر وہ بند تھا۔ لان کے علاوہ گھر کا پچھلا حصہ بھی چھان مارا مگر وہ کہیں دکھائی نا دی۔ جب وہ گھر کے پچھلے حصے میں بھی نا ملی تو شہیر نے ہی کہا،

"میرا خیال ہے گھر کے اندر بھی دیکھ لینا چاہیئے۔ اس بات پہ صائم نے اسے دیکھا، اس کا دماغ تیزی سے کام کر رہا تھا؛ وہ ایک جھٹکے سے اسے ہٹاتا گھر کے اندرونی حصے کی سمت

بڑھ گیا۔ تھی تو یہ غیر اخلاقی حرکت کہ کسی کے گھر پہلی مرتبہ آکر اور اس طرح اندر گھس جانا مگر اس وقت یہ سوچنے کا وقت نہیں تھا۔ شہیر اور زین بھی بھاگتے ہوئے اس کے پیچھے گئے تھے، اس سب سچوئشن میں علوینہ کی اپنی حالت خراب تھی۔ وہ شہیر کے سہارے بمشکل گھسٹ رہی تھی۔ ارد گرد دیکھنے پہ بھی کوئی نظر نا آیا تو زین نے کہا،

"میرا خیال ہے شہیر تم اور علوینہ اس طرف دیکھو میں دوسری طرف دیکھتا ہوں۔"

اس نے شہیر سے کہا جب کہ صائم تو کچھ بھی سنے بغیر ہال کے وسط میں بنے زینے کی سیڑھیاں چڑھ گیا۔ وہ تندہی سے مناہل کو تلاش کر رہا تھا، اس نے ایک ایک کمرہ چھان مارا، ایک دو بار اس کا نام بھی لے کر پکارا مگر کوئی فائدہ نا ہوا، تبھی راہداری کے آخری سرے پہ جو کمرہ تھا اس میں سے کچھ گر کے ٹوٹنے کی آواز آئی اور ساتھ ہی ایک نسوانی چیخ نے اس کی ساری توجہ اپنی سمت کھینچ لی۔

وہ اس نسوانی چیخ کو سن کے اس سمت دوڑا کہ اس چیخ کو سننے کے بعد شبہے کی گنجائش ہی نہیں رہی تھی کہ وہ آواز مناہل کی تھی۔ وہ تیزی سے اس سمت لپکا اور دروازے پہ

پہنچ کے اسے کھولنے کی کوشش کی مگر بیکار تھا کہ دروازہ لاک تھا۔اس نے جنونی

انداز میں دروازہ پیٹ ڈالا مگر کوئی فائدہ نا ہوا،ان آوازوں پہ شہیر،زین اور علوینہ بھی

تیزی سے سیڑھیاں چڑھتے اوپر آ گئے تھے،اور سامنے کھڑے صائم کو دیکھ کر وہ

پریشانی سے اس سمت بڑھے جو دروازہ کھولنے کی ناکام کوشش کرنے کے بعد اب اسے

توڑنے کے بارے میں سوچ رہا تھا۔اس نے ایکبار پھر لاک گھما کے دروازے کو دھکا

دیا مگر بے سود، شہیر جو اس کو کوشش کرتے ہوئے دیکھ رہا تھا اس کے شانے پہ ہاتھ

رکھتے ہوئے بولا،"

"اس کو توڑنا پڑے گا۔"

صائم نے ایک نظر اسے دیکھا اور اثبات میں سر ہلایا پھر ان دونوں نے ایک دوسرے کا

ہاتھ مضبوطی سے تھام کے دو چار قدم پیچھے ہوئے اور پھر تیزی سے بڑھ کے

دروازے پہ زور کا دھکا دیا مگر وہ بے حد مضبوط لکڑی کا دروازہ تھا اس ایک کوشش سے

اپنی جگہ سے ہل بھی نا سکا،علوینہ کی حالت غیر ہو رہی تھی اس کا بس نہیں چل رہا تھا

کے کسی طرح پلک جھپکتے ہی دروازہ کھل جائے اور مناہل صحیح سلامت ان کے سامنے

کھڑی ہو وہ مسلسل اس کی سلامتی کی دعائیں مانگتی دروازے پہ نظریں جمائے ان

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interview

دونوں کو کوشش کرتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔دو چار مرتبہ کی کوشش سے دروازے کا ہو کر ہلنے لگا مگر دروازہ ابھی بھی اپنی جگہ پہ تھا، صائم کا بس نہیں چل رہا looseلاک تھا کہ وہ کسی طرح بھی اندر داخل ہو جائے اس کا خون رگوں میں ٹھوکریں مار رہا تھا دو چار مرتبہ کی مزید کوشش کے بعد دروازہ ایک جھٹکے سے کھلا اور ایک دھماکے سے اپنی چوکھٹ سے الگ ہو گیا۔دروازے کے جھٹکے سے کھلنے پر وہ دونوں بھی جھٹکے سے کمرے میں داخل ہو گئے مگر سامنے کا منظر دیکھ کر دونوں کا ہی خون کھول گیا۔سامنے مزاحمت کرتی مناہل اور اس کے اوپر جھکا شاہزیب، دروازے کھلنے کی زوردار آواز پہ وہ دونوں ہی ٹھٹھک کر دروازے کی سمت متوجہ ہوئے جہاں وہ لہو رنگ آنکھوں اور سرخ چہرے کے ساتھ کھڑا تھا، مناہل کا جی چاہا کہ وہ ہوا میں تحلیل ہو جائے یا زمین میں سما جائے۔اس کی آنکھوں سے آنسو سلسلہ وار بہہ رہے تھے، صائم

کو اپنے سامنے دیکھ کر وہ اپنے اوپر قابو نا رکھ سکی اور شاہزیب جس کی گرفت صائم اور شہیر کی غیر متوقع آمد پہ ڈھیلی پڑ گئی تھی سے اپنے آپ کو چھڑواتی تیزی سے صائم کے شانے سے آ لگی جو اس وقت غصے سے کھول رہا تھا۔اسے یہ بھی ہوش نہیں تھا کہ روتی ہوئی مناہل کو تھام ہی لیتا یا اس کے سر پہ ہاتھ ہاتھ ہی رکھ دیتا۔اس نے مناہل کو نرمی سے اپنے آپ سے الگ کیا اور جو رو رو کر ہلکان ہو چکی تھی، وہ چہرا جو ہر پل شادابی

www.neweramagazine.com

بکھیر تا تھا اس وقت خزاں ذدہ پتے کی مانند زرد ہو رہا تھا؛ وجود نڈھال اور روح زخم زخم تھی۔اس کے چہرے پہ نظر پڑتے ہی صائم کو مزید طیش آنا شروع ہو گیا،اس نے مناہل کو نرمی سے تھام کر اپنے پیچھے بد حواس کھڑی علوینہ کے حوالے کر دیا اور خود شاہزیب کی سمت بڑھا جو اس کی غیر متوقع آمد کے جھٹکے سے سنبھل چکا تھا اور اب تنفر سے کھڑا مسکرا رہا تھا جیسے یقین ہو صائم تو کیا کوئی بھی اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔صائم مضبوط قدموں سے چلتا عین اس کے سامنے جا کر رک گیا اور اس کے بازو سے لٹکتا مناہل کا دوپٹہ ایک جھٹکے سے الگ کرتے ہوئے دوسرے ہاتھ کا زوردار پنچ اس کے جبڑے پہ دیا کہ شاہزیب کے علاوہ زین، شہیر اور علوینہ بھی بھونچکا سے رہ گئے اور اس کے بعد تو جیسے اس پہ جنون سوار ہو گیا تھا۔ایک بعد ایک تابڑ توڑ اس کو اتنے پنچ مارے کہ اس کے ہونٹوں سے خون جاری ہو گیا۔پہلے تو اس زعم میں تھا کہ اس کے اپنے گھر میں صائم اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا اسی لئے اس خوش فہمی میں اس نے اتنی مار کھا لی اور بعد میں جب اس نے اپنے بچاؤ کی کوشش کی تو صائم نے ایسا کرنے نا دیا۔جب وہ پٹتے پٹتے آدھ مؤا ہو گیا تو زین اور شہیر نے آگے بڑھ کے اسے روکنے کی کوشش کی،ایک سیکنڈ کو اس کی گرفت ڈھیلی پڑی اور شاہزیب وہاں سے فرار ہو گیا مگر صائم اسے اتنی جلدی بخشنے کے موڈ میں نہیں تھا اس لئے وہ اس

www.neweramagazine.com

کے پیچھے گیا۔زین اور شہیر بھی اس کے پیچھے گئے،ساتھ ساتھ شاکڈ سی علوینہ نڈھال سی مناہل کو بمشکل سنبھالے ان تینوں کے پیچھے آئی تھی۔صائم نے بھاگتے شاہزیب کو لان کی سمت جانے والے انٹرنس کے دروازے کے باہر جالیا اور ایک بار پھر اسے بری طرح پیٹنا شروع کر دیا، شہیر اور زین مسلسل صائم کو روکنے کی کوشش کر رہے تھے مگر وہ بالکل جنونی ہو رہا تھا۔وہ دونوں ہی گتھم گتھا لان کی گھانس پہ گرے جہاں پارٹی اپنے عروج پہ تھی مگر ان دونوں کے اس طرح بیچوں بیچ گرنے سے پورا ماحول ہی جیسے ساکت ہو گیا، حتیٰ کہ تیز میوزک بھی رک گیا تھا اور سب حیران سے کھڑے شاہزیب کو صائم سے پٹتا ہوُا دیکھ رہے تھے۔سبرینہ کے ہونٹوں پہ ایک زہر خند مسکراہٹ پھیل گئی اور پھر وہ صائم کی سمت بڑھی جو شاہزیب کو بری طرح پیٹ رہا تھا، سبرینہ نے صائم کا شاہزیب کے کالر کی طرف بڑھتا ہوُا ہاتھ تھام لیا اور وہ جو اسے کالر سے پکڑ کے اٹھانا چاہ رہا تھا سبرینہ کی آواز پہ رک سا گیا، جو کہہ رہی تھی،

"صائم! کیا بدتمیزی ہے یہ؟ چھوڑو شاہزیب کو۔"

کہتے ہوئے شاہزیب کا کالر اس کی گرفت سے نکال لیا اور شاہزیب کو اٹھنے میں مدد دی جو اپنے منہ سے بہتا ہوُا خون صاف کر رہا تھا پھر وہ صائم کی سمت مڑی جو مٹھیاں

بھینچے جیسے اپنا غصہ ضبط کرنے کی کوشش کر رہا تھا اور کہا،

"کیا ہو رہا ہے یہ سب صائم؟"

صائم جو بمشکل اپنے آپ کو ٹھنڈا کرنے کی کوشش کر رہا تھا اس کے انداز پہ آگ بگولہ ہو گیا اور کہا،

"اس نے مناہل کے ساتھ۔۔۔۔

کہتے ہوئے شاہزیب کی سمت خون آشام نظروں سے دیکھا، اسے دوبارہ وہ سب یاد کر کے طیش آنے لگا، اس سے پہلے کے وہ دوبارہ اس کی پٹائی شروع کر دیتا شہیر نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھ کے اسے ٹھنڈا کرنے کی کوشش کی مگر سبرینہ نے طنزیہ نظر مناہل پہ ڈال کے صائم سے کہا،"

!اتنی پرواہ تو مناہل کی کوئی بھی نہیں کرتا جتنی تم کرتے ہو۔آخر not again معاملہ کیا ہے؟"

کہتے ہوئے کمینگی سے مسکرائی، مناہل نے کرب سے آنکھیں میچ لیں اس سے پہلے زندگی میں کبھی اتنی شرمندگی نہیں اٹھانی پڑی تھی جتنی آج اسے اٹھانی پڑ رہی

تھی،اس کے رونے میں روانی آگئی تھی جب کہ صائم نے بمشکل اپنا ضبط آزمایا اور تقریباً" غراتے ہوئے کہا،

"مجھے تو یہ لگ رہا یہ سب تمہارا ہی ماسٹر پلان ہے تبھی تم بجائے مجھے کچھ کہنے کے اپنے کزن کو کہتیں اور مجھے پرواہ ہے مناہل کی،تم شائد اپنی پلاننگ میں یہ بھول گئیں کہ جو لوگ ایک دوسرے کی پرواہ کرتے ہیں ان کو دور رہ کر بھی ایک دوسرے کا احساس ہو جاتا ہے۔"

جواب میں وہ طنزیہ لہجے میں بولی،

"اوہ! کہیں اس پرواہ کے پیچھے تمہاری کوئی اور خواہشات تو نہیں ہیں جن کو تم کیئر کا نام دے کر چھپانا چاہتے ہو۔"

صائم نے ان الفاظ پہ اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا تھا اس کو اس وقت اپنی پسند پہ افسوس ہوا تھا مگر اس قدر تضحیک اور رکیک انداز اور الزام پر مناہل کی روح بھی زخمی ہو کر تڑپ گئی۔وہ بلک بلک کے رونے لگی،اس کے رونے پر سبرینہ اسے تنفر سے دیکھتے ہوئے بولی،

''اور تم! تم اپنی اس معصوم سی صورت سے اور ان بڑے بڑے آنسوؤں سے یہ ثابت کرنا چاہتی ہو کہ تم بالکل انوسینٹ ہو، اچھی طرح جانتی ہوں تم کو بھی اپنی معصومیت سے کس طرح مردوں کو اپنے قابو میں کرتی ہو۔''

اب صائم کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا اس لئے وہ اونچی آواز میں سبرینہ کو ٹوک گیا،

''سبرینہ! اب ایک لفظ اور مت کہنا۔''

جواب میں وہ طنز سے بولی،

''کیوں؟ سچ بات برداشت نہیں ہوتی۔''

اس نے صائم کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کے کہا، وہ بمشکل اپنے طیش پہ قابو پا کر مضبوط قدموں سے چلتا اس کے سامنے جا رکا اور کہا،''

''انسانیت، شرافت، معصومیت اور سچائی کی بات تو تم نا ہی کرو تو اچھا ہے، تمہاری ریفائنڈ پرسنیلٹی کے پیچھے کتنا گندہ ذہن اور آلودہ سوچ ہے اچھی طرح جان گیا ہوں میں۔''

اس کا لہجہ ہموار تھا، جیسے اپنے اوپر قابو پا لیا ہو مگر سبرینہ کی برداشت اب جواب دے

گئی تھی اس لئے اونچی آواز میں اس نے کہنا چاہا،

”اوہ یو!“

جواب میں وہ اس کی بات کاٹتے ہوئے کہنے لگا،

”چلاؤ مت! پہلے تو مجھے شبہ تھا مگر اس دن مجھے یقین ہو گیا جس دن تم اپنے کزن کو لے کر یونیورسٹی آئیں تھیں۔“

اس بات پہ سبرینہ کے چہرے کا رنگ بدل گیا، صائم جو اسے بغور دیکھ رہا تھا اس کے رنگ بدلتے چہرے سے اسے یقین ہو گیا کہ اس سب میں اسی کا ہاتھ ہے، اس نے کہا،

”کیا ہوا؟ کہہ دو میں جھوٹ بول رہا ہوں کہ تم پلاننگ کے تحت میرے نزدیک نہیں آئیں تھیں، تم نے دوستی مجھ سے اپنے فائدے کے لئے نہیں کی تھی۔“

جواب میں وہ اونچی آواز میں چیخ پڑی،

”جھوٹ ہے یہ تم اپنی غلطی چھپانے کے لئے مجھ پہ الزام لگا رہے ہو۔“

جواب میں ایک افسردہ مسکراہٹ اس کے ہونٹوں پہ پھیل گئی مگر وہ بولا تو لہجہ ہموار تھا،

www.neweramagazine.com

"کاش جو تم کہہ رہی ہو ویسا ہی ہوتا، یہ سب جھوٹ ہی ہوتا کم از کم تمہارا کچھ تو بھرم رہ جاتا مگر افسوس اس میں سے ایک بھی بات سچ نہیں تھی، تم جیسی سیلف اوبسیسڈ لڑکی سے یہ برداشت نا ہوا کہ تمہارے علاوہ کوئی اور آگے آئے یا کسی اور کی تعریف ہو، تم کو تو مناہل سے ہمیشہ سے ہی چڑ تھی پھر چاہے وہ یونیورسٹی ہو یا گھر۔"

کہتے ہوئے اس کی آنکھوں میں دیکھا جن میں ایک منٹ کے لئے خوف ساد کھائی دیا مگر پھر اس میں نفرت، انتقام اور حسد کی چنگاریاں جل اٹھیں تھیں جب کہ صائم اسی طرح کہہ رہا تھا،

"تم نے ہمیشہ ہی صوفیہ آنٹی کو مناہل سے دور رکھنے کی کوشش کی، اور یونیورسٹی میں بھی تمہیں جب پتہ چلا کہ یہ مناہل تمہاری ممی کی بیٹی ہے تو تم نے ایک نیا پلان بنایا اور اصل پلان تمہارا یہی تھا کی تم مناہل کو نیچا دکھانا چاہتی تھیں اس لئے تم نے یہ سب ڈرامہ کیا، شاہزیب سے رشتہ کروانا بھی اسی سلسلے کی کڑی تھا اس میں تمہاری کوئی نیک نیتی شامل نہیں تھی، تم نے میری اٹینشن ڈائورٹ کرنے کے لئے شاہزیب کا کارڈ یوز کیا اور شاہزیب نے مناہل سے اپنی انسلٹ کا بدلہ لینے کے لئے اسے ٹریپ کیا،"

اس نے تو سارا کچھا چٹھا ہی کھول دیا، سبرینہ کے چہرے کا رنگ اڑا مگر وہ اتنی آسانی سے

ہارماننے والوں میں سے نہیں تھی۔اس نے ارد گرد دیکھا اس کا تقریباً سارا سرکل ہی یہاں موجود تھا اس کو اپنی ساکھ بھی بچانی تھی،اس لئے بمشکل اپنی آواز دبا کے لفظ چبا چبا کے بولی،

"اپنی بکواس بند کرو،بات صرف اتنی ہے تم اور تمہاری کزن۔۔۔۔"

اس کا جملہ ادھورا رہ گیا کہ صائم نے طیش میں اس پہ ہاتھ اٹھانا چاہا مگر زین اور شہیر جو جانتے تھے کہ اس وقت وہ کتنے غصے میں ہے اس کا بازو تھام کر اسے روک لیا اور تبھی گھٹی گھٹی آواز کے ساتھ روتی مناہل اپنے حواس کھو کر زمین پہ گر پڑی۔علوینہ کی تیز چیخ پہ وہ تینوں ہی بیک وقت اس کی سمت متوجہ ہوئے اور صائم جو غصے میں کھول رہا تھا ایک دم سب کچھ بھول کر اس سمت بڑھا جب کہ زین شہیر کی گاڑی لینے بھاگا۔باقی سب یا تو خاموش تھے یا دبی دبی آواز اور سر گوشیوں میں باتیں کر رہے تھے،سبرینہ نے ایک متنفر نگاہ مناہل کے بیہوش وجود پہ ڈالی۔صائم کو کچھ اور نا سمجھا تو اس کے بیہوش وجود کو اپنے بازوؤں میں اٹھا کے بغیر کسی کی سمت دیکھے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

وہ اسے شہر کے جانے مانے پرائیوٹ ہسپتال میں لے آیا تھا،علوینہ، شہیر اور زین بھی اس کے ساتھ ہی تھے۔ڈاکٹرز ایمر جنسی وارڈ میں مناہل کو ٹریٹمینٹ دے رہے تھے جب کہ یہ باہر کھڑے اس وجود کے لئے دعا گو تھے جو سب سے بے نیاز تھا۔پریشانی حد سے سوا تھی،ان سب کے لئے ٹائم گزارنا بے حد مشکل تھا ایسالگ رہا تھا جیسے گھڑی کی سوئیاں رک گئیں ہیں اور وقت ہے کہ گزر ہی نہیں رہا ہے۔صائم کی حالت سب سے زیادہ خراب تھی،وہ بار بار کبھی گھڑی دیکھتا کبھی اس کی پریشان نظریں ایمر جنسی روم کے دروازے پہ آکر رک جاتیں۔کافی دیر ہوگئی ان چاروں کو اس طرح کھڑے ہوئے کہ ایمر جنسی کا ڈور کھول کے ڈاکٹر باہر آئے،وہ چاروں ہی بے تابی سے ان کی سمت بڑھے جب کہ ڈاکٹر کی شکل سے اندازہ لگانا مشکل تھا کہ اندر سچوئشن کیا ہے۔وہ ان سب کو ہی بغور دیکھتے ہوئے کہہ رہے تھے،

''دیکھیں ہم نے فوری ٹریٹمینٹ دے دیا ہے مگر آگے کے کچھ گھنٹے بے حد کروشل ہیں،ان چند گھنٹوں میں ان کا ہوش میں آنا ضروری ہے۔۔۔۔ہم نے دوا کردی ہے

www.neweramagazine.com

آپ لوگ دعا کریں۔"

ان کی تفصیل پہ شہیر نے ہی پوچھا،

"مگر ڈاکٹر ہوا کیا ہے؟"

انہوں نے اپنے مخصوص پروفیشنل انداز میں جواب دیا،"

کسی بات کا بہت گہرا اثر لیا ہے ہے کہ نروس بریک ڈاؤن ہوتے ہوتے رہ گیا ہے۔"

پھر ان سب کو تسلی دیتے ہوئے کہا،

"پلیز آپ سب دعا کیجیے ان کے لئے۔"

کہتے ہوئے صائم کا کندھا تھپک کے وہ آگے بڑھ گئے۔

اگلی صبح ہمدانی ہاؤس میں قیامت کی ا۔ تھی، مناہل ہاسپٹل میں تھی اور دادو، ماما

اور بھابھی سب کی حالت خراب تھی۔ سب سے پہلے صائم نے دائم بھائی کو کال کر کے

بتایا تھا مگر ان کے انداز سے خواتین نے اندازہ لگا لیا کہ کچھ گڑبڑ ہے گو انہوں نے سمجھانے کی بہت کوشش کی پھر مناسب الفاظ میں بتا دیا کہ کیا معاملہ ہے مگر ان کے تسلی دینے کے باوجود وہ تینوں ہی مناہل کے پاس جانے کے لئے مچل گئیں, تینوں ہی کچھ بھی سننے کو تیار نہیں تھیں. بابا بھی ایک دم گم صم ہو گئے تھے, ایک دائم ہی تھے جو سب کچھ ہینڈل کر رہے تھے پھر سچوئشن دیکھتے ہوئے وہ سب کو ہی ہاسپٹل لے آئے تھے۔ وہاں وہ چاروں بھی اب تک وہیں تھے اور اس بے ہوش وجود کے لئے دعا گو تھے۔ صائم نے سب گھر والوں کو ایکساتھ آتے دیکھا تو خود پہ قابو نا رکھ سکا اور جا کر دادو کے شانے سے لگ گیا۔ وہ بھی اس کی کیفیت سمجھ رہیں تھیں اس لئے اسے اپنے ساتھ لگا لیا دائم بھائی نے اس کے شانے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے تسلی آمیز انداز میں کہا،

"یار صائم ہمت کرو اگر تم ہمت ہار جاؤ گے تو باقی سب کو کون سنبھالنے گا۔"

دادو نے آنکھوں سے اشارہ کیا کہ، "ابھی کچھ نا کہو۔" اور صائم کو لے کر نزدیکی صوفے پہ بیٹھ گئیں۔ ماما کو بھابھی سنبھالے ہوئے تھیں گو ان کی خود کی حالت جواب تھی مگر ماما کا رو رو کے برا حال ہو گیا تھا۔ دائم بھائی، شہیر اور زین کے ہمراہ ڈاکٹر زروم

کی سمت بڑھ گئے تھے جبکہ وہ سب ابھی اس کے لئے دعا گو تھے جو سب سے بیگانہ تھا۔

سفینہ جائے نماز پہ بیٹھی مناہل کے لئے دعا گو تھیں صائم ابھی بھی دادو کے ساتھ لگا بیٹھا تھا، بابا اور دائم بھائی بھی وہیں تھے۔علوینہ، شہیر اور زین کو صبح واپس بھیج دیا تھا کہ وہ اپنے گھر جائیں لیکن وہ تینوں ہی کچھ دیر پہلے واپس آ گئے تھے۔ڈاکٹر زا بھی بھی اندر اپنی سی کوشش کر رہے تھے اور یہ لوگ اللہ سے دعا کر رہے تھے۔دادو نے صائم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا،

"صائم! بیٹا تم کل رات سے یہیں ہو جاؤ گھر جا کر تھوڑا آرام کر لو۔"

جواب میں وہ مدہم آواز میں بولا،

"نہیں دادو میں ٹھیک ہوں۔"

دائم بھائی نے دادو کی تائید میں کہا،

"ہاں صائم ہم سب ہیں یہاں تم جاؤ گھر ریسٹ کر لو تھوڑا۔"

اس نے انہیں خالی خالی نظروں سے دیکھا کہ ان کا دل بھی ڈوب سا گیا جب کہ وہ کہہ رہا تھا،

"بھئیا میں تب تک گھر نہیں جاؤں گا جب تک اسے ہوش نہیں آ جاتا اور ڈاکٹرز یہ نہیں کہہ دیتے کہ وہ اب بالکل ٹھیک ہے اور خطرے کی کوئی بات نہیں ہے۔"

دادو نے محبت سے اس کے مضبوط شانے پہ ہاتھ رکھا اور کہا،"

"چاند! سب ٹھیک ہو جائے گا تم فکر مت کرو۔"

وہ مناہل کو لے کر بے حد پریشان تھیں اور ان کا بس نا چل رہا تھا کہ کسی طرح اس کی ایک جھلک دیکھ لیں مگر اس وقت صائم کو تسلی دے رہیں تھیں مگر اس کو کسی صورت قرار نہیں تھا اس لئے اس نے افسردگی سے کہا،

"دادو! سب میری غلطی ہے۔ سب میری وجہ سے ہوا ہے۔"

کہتے ہوئے اس نے اپنا سر نفی میں ہلایا، اس کا لہجہ یاسیت لئے ہوئے تھا۔ دادو کا دل کٹ سا گیا، دائم بھی اس کی حالت کے پیش نظر خاموش ہو گئے۔ جنید ہمدانی جواب تک

خاموش تھے مگر ساری گفتگو سن چکے تھے انہوں نے بغور اسے دیکھا جب کہ وہ جہاں آرا بیگم سے کہہ رہا تھا،

"دادو! وہ ٹھیک ہو جائے گی نا!"

اس کے انداز پہ ان کا اپنا دل ڈوب کے ابھرا، آنکھیں نم ہو گئیں جب کہ دائم بھائی نے اس کا شانہ تھپکتے ہوئے کہا،

"ایسی مایوسی کی باتیں مت کرو، کچھ نہیں ہو گا مناہل کو ٹھیک ہو جائے گی۔ اسے ہم سب کے لئے ٹھیک ہونا پڑے گا اور پھر اتنے لوگ اس کے لئے دعا کر رہے ہیں تو ٹھیک کیسے نہیں ہو گی۔"

انہوں نے اس کے ساتھ ساتھ اپنے آپ کو بھی تسلی دی۔ جنید ہمدانی جواب تک خاموش تھے اب ان سے رہا نا گیا اور انہوں نے کہا،

"مجھے یہ بتاؤ اچانک مناہل کو ہوا کیا کل تک تو وہ ٹھیک ٹھاک تھی۔"

ان کے اچانک اس طرح کہنے پر دائم کے علاوہ صائم نے بھی ان کی سمت دیکھا مگر فورا" ہی سر جھکا لیا جب کہ وہ بمشکل اپنی آواز دبا کے کہہ رہے تھے،

"میں کچھ پوچھ رہا ہوں۔"

ضبط کے باوجود ان کے لہجے میں ہلکا سا غصہ در آیا، جواب میں وہ مدہم آواز میں بولا،

"وہ کل وہاں کسی سے اس کا جھگڑا ہو گیا تھا۔"

اور کل کے واقعات یاد آتے ہی اس کا خون پھر سے کھولنے لگا، وہ چاہ کے بھی اپنے تاثرات پہ قابو نا پا سکا، چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔علوینہ، شہیر اور زین اچھی طرح جانتے تھے کہ وہ اس وقت کس کیفیت سے گزر رہا ہے مگر جنید ہمدانی کے سامنے اس وقت کسی کی بولنے کی ہمت نہیں تھی۔وہ جو اس کے تاثرات بغور دیکھ رہے تھے اسی لہجے میں پوچھ رہے تھے،

"مناہل اور جھگڑا؟ مناہل کسی سے جھگڑا تو دور کسی سے اونچی آواز میں بات بھی نہیں کرتی تو؟"

ان کا لہجہ دو ٹوک تھا۔وہ خاموش رہا تو انہوں نے ہی بات آگے بڑھاتے ہوئے کہا،"

اور اگر ایسا ہے بھی تو تمہارے چہرے پہ لکھے اس احساس جرم کو میں کیا نام دوں؟"

صائم نے ان کی سمت دیکھا، جہاں آرا بیگم ہکا بکا ان دونوں کی گفتگو سن رہیں تھیں ایک

دم بول پڑیں،

"جنید کیسی باتیں کر رہے ہو آخر ان سب باتوں کا مطلب کیا ہے؟"

کہتے ہوئے انہوں نے اپنے سینے پہ ہاتھ رکھ لیا، کسی انہونی کے احساس سے دل جیسے ڈوب کے ابھرا۔ جنید ہمدانی نے قہر بھری نگاہ اس کے جھکے سر پہ ڈالی اور جہاں آرا بیگم کے خیال سے بمشکل خود پہ قابو پا کر ان کے شانوں پر اپنا بازو دراز کرتے ہوئے کہا،

"کچھ نہیں اماں آپ کو پتہ تو ہے میں مناہل کو لے کر کتنا ٹچی ہوں اور پھر کل یہ لوگ جہاں انوائٹڈ تھے وہ اس کا سسرال ہے اسی لئے طرح طرح کے وسوسے آرہے ہیں۔ آپ ٹینشن نالیں فی الحال دعا کریں کہ وہ ٹھیک ہو جائے۔"

جہاں آرا بیگم نے بے ساختہ آمین کہا اور تبھی تیز قدموں کی آواز پہ سب کے سر کاریڈور کے بائیں جانب گھوم گئے۔ سامنے سے سیٹھ کبیر اور ان کے ساتھ روتی ہوئی صوفیہ کے علاوہ سبرینہ اور شاہزیب کو دیکھ کر وہ سب ہی اپنی جگہ ٹھٹھک گئے۔ جنید ہمدانی کے ذہن میں گردش کرتے سوالات میں اس وقت مزید اضافہ ہو گیا جب انہوں نے اس طرح سب کو ادھر آتے ہوئے دیکھا مگر مصلحتاً" وہ خاموش رہے۔ وہ سب ہی نزدیک آ گئے تھے، صوفیہ روتی ہوئی صائم کی سمت بڑھیں اور اس کا

کالر پکڑ کے جھٹکا دیتے ہوئے کہا،

"کیوں کیا تم نے ایسا؟ بولو کیوں کیا ایسا میری ہی بچی ملی تھی تم کو؟"

ان کے الفاظ پہ سب ہی حیرت زدہ سے رہ گئے کہ وہ کیا کہہ رہیں ہیں جب کہ وہ ابھی بھی اس کا کالر تھامے روتے ہوئے وہی سب کہہ رہیں تھیں۔ صائم نے ایک جلتی ہوئی نگاہ قدرے پیچھے کھڑے شاہزیب اور سبرینہ پہ ڈالی جو بظاہر فکر اور تردد کے تاثرات اپنے چہروں پہ سجائے کھڑے تھے مگر وہ اچھی طرح جانتا تھا ان دونوں کے شاطر ذہنوں میں کیا ہے۔ اس نے نرمی سے صوفیہ کو تھاما جب کہ باقی سب ششدر سے کھڑے ان کے الفاظ پہ غور کر رہے تھے۔ صائم نے ان سے کہنا چاہا

"آنٹی! میں نے ایسا کچھ نہیں کیا، میں۔۔۔۔"

اس کی بات ادھوری رہ گئی جب سبرینہ نے آگے آتے ہوئے اس کی بات قطع کرتے ہوئے کہا،

"جھوٹ بول رہا ہے یہ میں کیا اس واقعے کے سب گواہ ہیں کے اس نے مناہل کو ٹریپ کیا ہے جب کہ یہ جانتا تھا کہ وہ شاہزیب کے ساتھ انگیجڈ ہے molest کر کے اس کو

ہے۔"

کہتے ہوئے شاطرانہ انداز میں صائم کو دیکھا اپنے جھوٹ میں وہ یہ بھی بھول گئی کہ وہ دو ایسے لوگوں پہ بہتان لگا رہی ہے جنھوں نے گناہ نہیں کیا اور اس کے جھوٹ کے دو نہیں تین عینی گواہ بھی موجود ہیں۔سفینہ جو نوافل پڑھ کے ادھر ہی آ گئیں تھیں ان کی بات پہ حیرت ذدہ سی رہ گئیں جب کہ دادو میں تو کچھ کہنے کی سکت ہی نہیں رہی تھی،وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے سبرینہ کو دیکھ رہیں تھیں، جنید ہمدانی کے خدشات کی تصدیق ہو گئی اور وہ جو بمشکل ضبط کی کڑی منزل سے گزر رہا تھا اس الزام تراشی پہ آگ بگولہ ہو کر سبرینہ اور شاہزیب کی سمت بڑھا مگر دائم بھائی اور شہیر نے اس کو بمشکل روک دیا۔صوفیہ جو روتے روتے نڈھال ہو گئیں تھیں دادو کی سمت رخ موڑتے ہوئے کہہ رہیں تھیں،"

"آپ نے تو کہا تھا کہ میری مناہل کا خیال رکھیں گیں،اس کی حفاظت کریں گیں مگر افسوس آپ ایسا نہ کر سکیں۔"دادو تو صدمے کی کیفیت میں کچھ بول ہی نہیں پا رہیں تھیں کجا ان کو تسلی دینا،اب سفینہ سے برداشت نا ہوا تو انہوں نے کہہ دیا،

"صوفیہ! خدا گواہ ہے ہم نے کبھی مناہل کو ماں باپ کی کمی محسوس ہونے نہیں دی میں

نے اس کو اپنی اولاد سے زیادہ پیار کیا ہے مگر میں یہ بھی جانتی ہوں کہ میرے بچے کس طرح کے ہیں اس طرح کی الزام تراشی میں مان ہی نہیں سکتی۔

"انہوں نے دوٹوک انداز میں کہا جب کہ صوفیہ جذباتی انداز میں کہہ رہیں تھیں،

"بھابھی! آپ بیٹے کی ماں ہیں نا اس لیے کہہ رہیں ہیں مگر میں بیٹی کی ماں ہوں۔ آپ جانتیں ہیں نا اس معاشرے میں کیسے کیسے الزام لگتے ہیں لڑکی پہ۔"

روتے ہوئے انہوں نے سفینہ کو دیکھا جب کہ سیٹھ کبیر اکتا کے بولے،

"تم کس بحث میں الجھی ہو صاف بات کرو۔"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پھر ان سب پہ ایک طائرانہ نگاہ ڈال کے کہا،

"آپ مناہل کو ہمارے حوالے کیجیئے اور اس کی جائداد جو اس کے والد کا حصہ ہے وہ بھی، ہم خود اس کا خیال رکھ لیں گے۔"

ان کے انداز پہ صائم کو پھر طیش آنا شروع ہو گیا، دادو نے کرب سے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ جنید ہمدانی نے بغور سیٹھ کبیر کو دیکھا اور فیصلہ کن انداز میں کہا،

"دیکھئے! ابھی یہ وقت ان باتوں کا نہیں ہے ابھی بچی کی حالت نازک ہے ہم سب دعا

کررہے ہیں۔آپ بھی دعا کریں۔"

انہوں نے رسانیت سے کہا مگر سیٹھ کبیر کے چہرے سے لگ رہا تھا کہ انہیں ان کی بات کوئی خاص پسند نہیں آئی ہے مگر وہ ان کے تاثرات نظر انداز کرتے ہوئے کہہ رہے تھے،

"اور جہاں تک رہ گیا اس بات کا تعلق جو الزام آپ کی بیٹی نے لگایا ہے وہ معمولی نہیں ہے،آپ گھر آیئے اس مدعے پہ گھر پہ بات ہو گی۔"

جواب میں وہ تنفر سے بولے،

"اتنی بڑی بات کے بعد بھی آپ یہ بات کہہ رہے ہیں اب آپ کے گھر آنا تو دور کوئی تعلق بھی رکھنا نہیں چاہتے۔"جواب میں وہ رسانیت سے بولے،

"ٹھیک ہے منگنی کا سامان آپ کے گھر بھجوا دیا جائے گا۔"

ابھی سیٹھ کبیر مزید کچھ کہتے کہ نرس ایمر جنسی روم سے باہر آتے ہوئے بولی،

"آپ لوگوں کو یہاں کس نے پرمیشن دی ہے پلیز باہر جایئے پیشنٹس ڈسٹرب ہو رہے ہیں۔"

اس نے سب کو ہی کہا تبھی دوسری نرس باہر آتے ہوئے بولی،

''مناہل کے ساتھ آپ لوگ ہیں؟''

اس کے انداز پہ ان سب کا دل زور سے دھڑکا مگر وہ مژدہ جاں فزا سنا گئی۔ اسے ہوش آگیا تھا۔ سب کے ہونٹوں سے بے ساختہ اطمینان بھری سانس نکلی اور دل اللہ کا شکرانہ ادا کرنے لگا سوائے سبرینہ اور شاہزیب کے۔ وہ سب ہی بے تابی سے ڈاکٹر کا ویٹ کر رہے تھے جب کہ سیٹھ کبیر ایک نگاہ ان سب پہ ڈال کر صوفیہ سے مخاطب ہوئے،

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

''میں جا رہا ہوں تم کو چلنا ہے تو چلو۔''

ان کے رعونت بھرے انداز پہ وہ اپنا دل مسوس کے رہ گئیں حالانکہ ان کا دل چاہ رہا تھا رکنے کا مگر آج وہ پھر مجبور ہو گئیں تھیں۔ اسی لئے تھکے تھکے قدموں سے ان کے پیچھے چل پڑیں۔ جنید ہمدانی کی پر سوچ نظروں نے دور تک ان کا پیچھا کیا اور پھر وہ ڈاکٹر کی سمت متوجہ ہو گئے جو مسکراتے ہوئے انہیں مناہل کی کنڈیشن سے آگاہ کر رہا تھا جس کے مطابق وہ اب خطرے سے باہر تھی مگر احتیاط ابھی بھی لازم تھی۔ صائم کے چہرے پہ اطمینان بھری خوشی چھا گئی تھی اور اس نے جہاں آرا بیگم کے کندھے پہ

سر ٹکا دیا تھا۔انہوں نے اس کا انداز بغور دیکھا اور پھر ایک فیصلہ کر کے مطمئن ہو گئے۔

وہ اب مکمل ہوش میں تھی گو کل ہوش میں آنے کے بعد اس کو دوبارہ ٹرنکولائزرز کی مدد سے سلا دیا گیا تھا کہ ڈاکٹرز کے مطابق اس کے اعصاب کو سکون کی ضرورت تھی۔سب ہی باری باری اسے دیکھ آئے تھے مگر زیادہ دیر رکنے کی اجازت کسی کو نہیں تھی۔اس کے ہوش میں آنے پر سب نے شکر ادا کیا تھا کہ جتنا شکر ادا کرتے کم تھا۔اور اب وہ مکمل ہوش میں تھی،ماما اس کے نزدیک ہی تھیں بار بار اسے پیار کرتیں کبھی اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیتیں۔انکی محبت محسوس کر کے اس کی خوبصورت آنکھوں میں آنسو آجاتے،سب ہی اس کے پاس آئے تھے اور اس کا دل بہلانے کی کوشش بھی کی تھی مگر وہ نہیں آیا تھا جس کو دیکھنے کو دل بے چین تھا۔دل کے کونے میں اسے دیکھنے کی خواہش تو تھی مگر اس کے سامنے سے وہ خوفزدہ بھی تھی۔صائم کے بارے میں سوچتے ہوئے اسے اس دن کے واقعات یاد آئے اور وہ سب سوچ کے وہ

ایکبار پھر خوفزدہ ہوگئی، چہرہ ذرد ہوگیا اور پورا وجود لرزنے لگا۔اس کو بار بار یہی سوچ خوفزدہ کر رہی تھی کہ صائم اگر اس وقت اس تک نا پہنچتا تو کیا ہوتا۔ماما نے اس کا ذرد چہرہ اور لرزتا وجود دیکھا اور اس کی ابتر حالت دیکھ کر ان کی اپنی حالت غیر ہوگئی۔انہوں نے اس کے لرزتے کانپتے وجود کو اپنی آغوش میں چھپا لیا جب کہ وہ لرزتی کانپتی آواز میں ان سے کہہ رہی تھی،

"ماما! مجھے چھپالیں مجھے ڈر لگ رہا۔"

وہ مچلی تھی،ماما اس کو بمشکل سنبھالتے ہوئے ہلکان ہو رہیں تھیں اور ساتھ ساتھ پوچھ بھی رہیں تھیں،

"مناہل! بیٹا! کس سے ڈر لگ رہا ہے؟ کوئی نہیں ہے یہاں، کیا ہوًا ہے میری جان؟"

وہ تب بھی دھیرے دھیرے نفی میں سر ہلاتی رہی، وہ جو اس کی خیریت پتہ کرنے آیا تھا ماما کی پریشان آواز سن کر وہیں رک گیا، پھر اس ڈر سے کہ اس ہی حالت ذیادہ خراب نا ہو جائے نرس کو بلا لایا۔نرس اندر آتے ہی مستعدی سے بیڈ کی سمت بڑھی اور جلدی سے سکون کا انجیکشن تیار کرنے لگی،ماما اس کو سنبھالنے کی کوشش میں خود بھی نڈھال سی ہو گئیں۔نرس نے مہارت سے مناہل کے بازو میں انجیکشن لگا دیا تھا اور اس

www.neweramagazine.com

انجیکشن کے زیرِ اثر وہ جلد ہی غنودگی میں چلی گئی تھی مگر نیند میں ابھی بھی کچھ بڑبڑا رہی تھی۔ ماما کی آنکھیں اس کو اس کنڈیشن میں دیکھ کر نم ہو گئیں تھیں، اس کو غنودگی میں جاتے دیکھ کے وہ اندر آگیا۔ ماما کی حالت دیکھ کر ان کے نزدیک آتے ہوئے ان کے شانے پہ اپنے مضبوط بازو دراز کر دیئے۔ وہ جو مناہل کے بیہوش وجود پہ نظریں جمائے ہوئے تھیں اس کی سمت متوجہ ہوئیں اور اس کے چہرے پہ نظر پڑتے ہی اپنے اوپر سے ضبط کھو بیٹھیں اور اس کے شانے پہ سر ٹکا کے رو پڑیں۔ اس نے انہیں اپنے حصار میں لے کر تسلی دی جب کہ نرس ان کو رسانیت سے سمجھاتے ہوئے کہہ رہی تھی،

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Urdu|Articles|Poetry|Interviews

''پلیز میم! آپ اس طرح پیشنٹ کو ڈسٹرب کر رہیں ہیں۔''

صائم انہیں اپنے حصار میں لئے روم سے باہر آگیا، وہ ابھی بھی سسکیاں لے رہیں تھیں۔ وہ ان کو رسانیت سے سمجھاتے ہوئے کہہ رہا تھا،

''پلیز ماما! اپنے آپ کو سنبھالیں، مناہل کی خاطر۔''

جواب میں وہ روتے ہوئے کہہ رہیں تھیں،

''تم بچے ماں باپ کی پریشانی نہیں سمجھتے، ماں، باپ بچے کی تکلیف پہ کس طرح تکلیف

محسوس کرتے ہیں تم کو معلوم ہی نہیں ہے۔"

کہتے ہوئے وہ ایکبار پھر رو پڑیں۔ جواب میں وہ ان کو سمجھاتے ہوئے کہنے لگا،

"ماما! آپ کو اسٹرانگ بننا ہوگا ورنہ مناہل کو کیسے سنبھالیں گیں۔"

وہ آہستگی سے انہیں تھپکتا رہا پھر وہ خود ہی خاموش ہو گئیں تو ان کے لئے پانی لے آیا، تب تک وہ اپنے آپ کو سنبھال چکیں تھیں۔ اس نے ان کو پانی دیا، انہوں نے گلاس تھام لیا مگر اب وہ کسی گہری سوچ میں تھیں۔ صائم نے انہیں دیکھا مگر ڈسٹرب نہیں کیا۔ وہ خود ہی اپنی سوچوں سے باہر آئیں اور اس پہ ایک نظر ڈالنے کے بعد اس کو مخاطب کرتے ہوئے کہا،

"صائم! اس دن مناہل کے ساتھ کیا ہوا تھا؟"

اس سوال پہ اس نے چونک کے انہیں دیکھا، وہ ان سے اس سوال کی توقع نہیں کر رہا تھا مگر وہ اس پہ اپنی نظریں جمائے ہوئے تھیں جیسے انہیں صرف سچ سننا ہو۔ اس لئے اس نے انہیں ٹالنے کے بجائے حقیقت بتاتا چلا گیا، اس دوران ماما کی حالت ایسی تھی کہ وہ بمشکل اپنے آپ کو سنبھالے ہوئے تھیں۔ ان کی رنگت خطرناک حد تک سفید پڑ چکی

تھی،انہیں رہ رہ کر یہ بات دہلائے جارہی تھی کہ صائم اگر وقت پہ نا پہنچتا تو مناہل کا کیا ہوتا اور رہ رہ کر یہ پچھتاوا ہو رہا تھا کہ ان سے کہاں کوتاہی ہوئی جو انہوں نے مناہل کا رشتہ وہاں طے کر دیا۔ان کے دل میں ایک ہوک سی اٹھی اور نئے سرے سے ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔صائم ان کی کیفیت سمجھ رہا تھا اس لئے ان کے شانے پہ بازو پھیلا کے انہیں تسلی دینے لگا مگر وہ مزید بکھر گئیں اور روتے ہوئے کہہ رہیں تھیں،

"صائم ایسا کیوں ہوا، ہم نے کیوں مناہل کا رشتہ وہاں کیا؟ بے شک اس کی ماں کا گھر ہے اس لئے مناہل نے اس رشتے کے لئے زور بھی دیا ہو گا مگر ہمیں اس کا رشتہ وہاں نہیں کرنا چاہیئے تھا۔"

وہ ان کی باتیں بغور سن رہا تھا اور اس کو کہیں نا کہیں اپنا آپ بھی قصور وار نظر آرہا تھا کہ وہ کیوں نہیں دیکھ پایا مناہل کی آنکھوں میں اس کے لئے کیا ہے،وہ کیوں نہیں سمجھ پایا اس کی نظروں کی زبان۔اس نے خوامخواہ سبرینہ کو بیچ میں لا کر کومپلیکیشنز پیدا کیں مگر شائد یہ سب کچھ اسی طرح ہونا تھا اگر یہ سب نا ہوتا تو وہ محبت جو مجھے اس سے تھی شائد میں کبھی سمجھ ہی نا پاتا، میں سمجھ ہو نا پاتا کہ وہ۔میرے لئے کتنی اہم ہے۔اس کی

اہمیت کا اندازہ ہی جب ہوا جب وہ میری دسترس سے دور جانے لگی اور اس سے پہلے کہ کوئی اور رکاوٹ آئے مجھے کوئی قدم اٹھانا پڑے گا۔ سوچتے ہوئے اس کے گلابی مائل عنابی ہونٹوں پہ مسکراہٹ پھیل گئی اور وہ ماما کو تسلی دینے کی خاطر بولا،

"ماما! ہمیں شکر کرنا چاہیے کہ ہم کسی بھی نقصان سے بچ گئے اور مناہل محفوظ رہی، اللہ نے اس کی حفاظت کی۔"

ماما نے غور سے اپنے کھلنڈرے سے بیٹے کو دیکھا وہ انہیں ہمیشہ سے مختلف لگا، اس کے کہنے پہ انہوں نے بے ساختہ اللہ کا شکر ادا کیا پھر اس کا کان پکڑ لیا۔ وہ جو تیار نہیں تھا ایکدم بوکھلا سا گیا ایک دو نرسز اور اسٹاف میمبر ز وہاں سے گزرے اور اس کی درگت بنتے دیکھ کر مسکراتے ہوئے چلے گئے جب کہ وہ کہہ رہیں تھیں،"

جب تمہارے ڈیڈ نے پوچھا تھا اگر اس وقت کہہ دیتے تو یہ سب نہ ہوتا"

وہ مسکرایا اور اپنے گھنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوا بولا،

"مانتا ہوں غلطی ہو گئی اب تو معاف کر دیں۔"

اس کے انداز پہ انہوں نے اسے گھورا پھر مسکراتے ہوئے کہا،

"جاؤ معاف کیا۔"

وہ ایکدم ہلکا پھلکا ہو کے مسکرادیا اور کہا،

"ماما! ہم پبلک پلیس پر ہیں اور یہ میرے ذاتی کان ہیں کم از کم یہاں تو میرے کان نا کھینچیں۔"

اس کے انداز پہ ان کی مسکراہٹ گہری ہوئی پھر اس کا کان زور سے مروڑ کے چھوڑ دیا اور کہا،

"صرف کان نہیں کھینچنے تمہاری تو پٹائی لگنی چاہیے۔"

ان کی بات پہ اس نے لجاجت سے کہا،

"اب آپ بھی میرے ساتھ ایسا کریں گیں تو ڈیڈ سے میری سفارش کون کرے گا اور ویسے بھی اپنی لاڈلی کے سامنے تو مجھے خاطر میں نہیں لاتے۔"

اس نے منہ بنایا جب کہ سفینہ اس کی بات پہ خوش ہو گئیں اور اس کے منہ سے مناہل کے لئے آمادگی کا سن کر ان کے اندر تک اطمینان اتر گیا تھا اس لئے اسے چھیڑنے کی خاطر بولیں،

"بیٹا جی! ہم سب نے تو ہمیشہ ہی مناہل کو آپ کے لئے سوچا ہے مگر آپ ہی تھے جو ہماری بات ماننے کو تیار نہیں تھے۔"

کہتے ہوئے اسے گھورا جب کہ ان کے انداز پہ وہ ذرا جھینپا مگر پھر منت بھرے انداز میں کہا،

"ماما! اب تو جی جان سے راضی ہوں بس آپ کی سپورٹ چاہیے۔"

اس کی آنکھوں میں جیسے مناہل کے نام کے ہزاروں دیئے جل اٹھے اور ہونٹوں پہ روشن مسکراہٹ پھیل گئی،سفینہ کے دل میں اس کی مسکراہٹ دیکھ کے ڈھیروں اطمینان اتر گیا اور وہ اس کی اور مناہل کی خوشیوں کے لئے ڈھیروں دعائیں مانگتے ہوئے مسکرا دیں۔

انہیں تھوڑی دیر ہی ہوئی تھی اپنی اسٹڈی میں آکر بیٹھے ہوئے،آج کا دن بے حد

مصروف گزرا تھا۔ مناہل کو آج ہاسپٹل سے ڈسچارج کروا کے گھر لائے تھے اور پھر جہاں آرا بیگم کی ہدایت کے مطابق صدقہ خیرات کروانے میں کافی ٹائم لگ گیا تھا جو بے حد ضروری تھا۔ اللہ نے بڑا کرم کیا کہ وہ کسی بھی نقصان سے بچ گئے تھے، اس پاک ذات کا جتنا بھی شکر ادا کیا جاتا کم تھا۔ ابھی تھوڑی فرصت ملی تو وہ اسٹڈی میں آئے تھے، ابھی کوئی فائل دیکھتے کچھ ہی دیر ہوئی تھی کہ دروازے پہ دستک ہوئی، انہوں نے آنے والے کو اندر آنے کی اجازت دی اور سر اٹھا کے دیکھا اور صائم کو دیکھ کر دوبارہ اپنا دھیان فائل پہ لگا دیا۔ وہ جو بڑی ہمت کر کے ان کے پاس آیا تھا ان کا انداز دیکھ کر ٹھٹکا مگر ہمت نہیں ہاری کہ اس وقت ہمت ہارنے کا مطلب تھا کہ ہمیشہ کے لئے اپنی سب سے قیمتی چیز کھو دینا اور وہ اب یہ رسک کسی قیمت پہ نہیں لے سکتا تھا۔ اس لیے ہمت کرتے ہوئے آگے آیا اور انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہا،

''ڈیڈ! آپ بزی ہیں؟''

انہوں نے اس کے مخاطب کرنے پہ بھی اس کی سمت نہیں دیکھا مگر اس کی بات کا جواب دیتے ہوئے کہا،

''ہاں بزی ہوں۔ تم کو کوئی ضروری بات کرنی ہے؟'' کہتے ہوئے صفحہ پلٹا اور اس کی

www.neweramagazine.com

سمت دیکھا، وہ ان سے یہی سب کچھ ایکسپیکٹ کر رہا تھا اس لئے مؤدب سا ان آگے بڑھ آیا اور کہا،

"جی! اگر آپ کے پاس تھوڑا ٹائم ہے تو میں ابھی بات کر لوں۔"

انہوں نے اسے بغور دیکھا اور فائل بند کر دی، ساتھ ہی ہاتھ سے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ وہ جھجھکا ہوا ان کے سامنے والی کرسی پہ آ کر بیٹھ گیا مگر ہمت نا ہوئی وہ بھی بڑی فرصت سے اس پہ اپنی نگاہیں جمائے ہوئے تھے۔ وہ کچھ نا بولا تو انہوں نے کہا،

"ہاں کہو؟"

جواب میں وہ کنکھار کے بولا،"

وہ۔۔۔ڈیڈ میں وہ۔۔۔"

اس سے جملہ پورا نا ہوا تو انہوں نے کہا،

"برخوردار آپ تو اپنا جملہ تک پورا نہیں کر پا رہے آگے کیا کریں گے۔"

انکی بات پہ اس نے اندر ہی اندر اپنے آپ کو کوسا اور ہمت جمع کرتے ہوئے کہا،

"ڈیڈ! میں مناہل کے سلسلے میں آپ سے بات کرنا چاہتا ہوں۔"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کہتے ہوئے انکی سمت دیکھا وہ بھی اسی کو دیکھ رہے تھے اس کا جملہ مکمل ہوتے ہی انہوں نے پوچھا،

"مناہل کے سلسلے میں آپ کو کیا بات کرنی ہے؟"

ان کا انداز ایسا تھا کہ مناہل نا تو تمہاری ذمے داری ہے اور نا ہی تم اس پہ ایسا کوئی حق رکھتے ہو کہ اس کے سلسلے میں کوئی بھی بات کرو۔ وہ جز بز ہوا مگر اپنے اوپر قابو پا کر اپنی جگہ سے اٹھا ان کے سامنے گھٹنوں کے بل کارپٹ پر بیٹھ گیا اور ان کے ہاتھ تھامتے ہوئے کہا،"

ڈیڈ! میں آپ کی بیٹی سے شادی کرنا چاہتا ہوں کیا آپ کو آپ کی بیٹی کے لئے میں اس حیثیت سے قبول ہوں۔"

وہ ان کی سمت دیکھتے ہوئے ان سے کہہ رہا تھا نا اس کی آواز لڑکھڑا رہی تھی نا ہی چہرے پہ کوئی پریشانی تھی۔ جنید ہمدانی باریکی سے اس کا جائزہ لے رہے تھے جیسے واقعی کوئی ان کی بیٹی کا رشتہ لے کر آیا ہو۔ کمرے میں جان لیوا خاموشی چھائی تھی اور صائم کو یہ خاموشی گراں گزر رہی تھی۔ کمرے میں اس قدر خاموشی تھی کہ گھڑی کی ٹک ٹک بھی واضح سنائی دے رہی تھی اور صائم کو اپنی دھڑکنیں گھڑی کی ٹک ٹک کے ساتھ ہم

www.neweramagazine.com

آہنگ ہوتی لگ رہیں تھیں۔

وہ بے چینی سے ان کے جواب کا منتظر تھا، مگر وہ ابھی بھی اس کی سمت بغور دیکھ رہے تھے۔ کافی دیر اس کا جائزہ لینے کے بعد انہوں نے ایک گہرا سانس لیا اور پوچھا،

"آپ کو کیوں لگتا ہے کہ آپ میری بیٹی کے قابل ہیں میرا مطلب ہے آپ میں ایسی کیا خاص بات ہے جو آپ کو کسی بھی دوسرے شخص سے منفرد بناتی ہے یا کسی دوسرے پروپوزل کے مقابلے میں آپ کو کنسڈر کیا جائے تو کیوں؟"

انہوں نے اس سے ایسے پوچھا جیسے واقعی وہ اسے جانچ رہے ہوں، پرکھ رہے ہوں کہ آیا وہ ان کی بیٹی کے قابل ہے بھی یا نہیں۔ اس کو واقعی صحیح معنوں میں دانتوں تلے پسینہ آ گیا، ایک لمحے کے لئے لگا کہ وہ کسی ملٹی نیشنل کمپنی کی کسی اہم پوسٹ کا انٹرویو دینے آیا ہو، اتنے سوال تو کسی انٹرویو میں نہیں کئے جاتے جو اس سے ابھی کئے جا رہے تھے۔ وہ دل ہی دل میں سوچ رہا تھا،

"بیٹا جی! اپنے پیر پہ خود ہی کلہاڑی ماری ہے اب بھگتو۔"

پھر اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے بولا،

"میں صرف یہ ثابت نا کر سکوں کہ میں کسی سے بہتر ہوں یا نہیں مگر صرف اتنا کہنا چاہوں گا کہ آپ کی بیٹی سے محبت میں بے حساب کرتا ہوں اور اس محبت کا مقابلہ کوئی اور نہیں کر سکتا اور اسی محبت کے بل بوتے پہ اس کو بے حد خوش رکھوں گا۔"

اس کی بات بغور سنتے ہوئے اس کے جملے کے اختتام پہ انہوں نے فورا" ہی اگلا سوال داغ دیا،

"کچھ دن پہلے تو اس بارے میں آپ کے خیالات مختلف تھے تو اس کو کس خانے میں فٹ کریں گے آپ؟"

اب تو واقعی اس کے صحیح معنوں میں چھکے چھوٹ گئے وہ ذرا گڑبڑایا مگر فورا" ہی اپنی نروسنیس پہ قابو پا کر بولا،

"میں مانتا ہوں میں نے وہ سب کہا تھا مگر اس وقت وہی سچ تھا اس کا ادراک تو مجھے جب ہوا جب وہ میری دسترس سے دور جانے لگی تبھی مجھے اندازہ ہوا کہ وہ میری زندگی میں کتنی اہم ہے۔"

کہتے ہوئے ان کی سمت پر امید نظروں سے دیکھا مگر وہ اسی سنجیدگی سے اس کو جانچتی نظروں سے دیکھتے ہوئے بولے،

"مگر کیا آپ کو نہیں لگتا کہ اس طرح کا غیر متوازن رویہ زندگی اور زندگی سے جڑے رشتوں کے لئے کتنا نقصان دہ ہے۔"

انہوں نے پھر اسے مشکل میں ڈالا اس کا بس نا چلا اپنے بال نوچ لے مگر اپنے آپ پہ بمشکل کنڑول کرتے ہوئے کہا،

"جی جانتا ہوں مگر اس کی کیا گارنٹی ہے کہ جس شخص کو آپ اپنی بیٹی کیلئے چنیں گے وہ اس کو خوش رکھے گا یا نہیں، یہ گارنٹی میں بھی نہیں دے سکتا مگر وعدہ کرتا ہوں کہ آپ کی بیٹی کو خوش رکھنے کی پوری کوشش کروں گا کیونکہ اس میں میری محبت شامل ہو گی۔"

اب کہ وہ قدرے اعتماد سے ان کی سمت دیکھتا ہوا کہہ رہا تھا۔ اس لمحے وہ انہیں کوئی چھوٹا سا بچہ لگا جو اپنی پسندیدہ کھلونے کے لئے اپنے باپ کو منا رہا ہو، وہ قدرے مسکرائے اور ان کو مسکراتا دیکھ کر اس نے اطمینان کی سانس لی جب کہ وہ کہہ رہے تھے،

ٹھیک ہے! مگر۔۔۔""

,وہ رکے اور اس کا دل ڈوب کے ابھرا جب کہ وہ کہہ رہے تھے

مناہل سے پوچھنا بھی ضروری ہے وہ اگر مان گئی تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔""

ان کے جواب پہ اس کے بمشکل کھلتی مسکراہٹ سمٹ گئی اور وہ بڑبڑایا،

چلو باپ کو منایا اب بیٹی کو منانا پڑے گا۔""

اس کی بڑبڑاہٹ واضح نہیں تھی تبھی انہوں نے پوچھا،"

کچھ کہا آپ نے؟""

اس نے نفی میں سر ہلایا جب کہ وہ کہہ رہے تھے،

صائم میں امید کرتا ہوں کہ تم کبھی مناہل کو طعنہ نہیں دو گے اس بات کا، جو کچھ "
بھی اس کے ساتھ ہوا اور نہ صرف اس سے محبت کرو گے بلکہ اس کی عزت بھی
کرو گے۔"

ان کی آنکھوں میں امید تھی اور اس نے کبھی انہیں مایوس نہیں کیا تھا اس لئے ابھی بھی
ان کے ہاتھوں پہ اپنے مضبوط ہاتھوں کا دباؤ ڈالتے ہوئے اس نے کہا،

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ڈیڈ! مناہل کی عزت میں اس سے زیادہ کرتا ہوں، اس کی عزت میری عزت ہے" اور آپ کا بیٹا اتنا کم ظرف نہیں ہے کہ اس کو اس بات کا طعنہ دے جس میں اس کی کوئی غلطی نہیں ہے۔"

اس نے ایسا کہہ کر ان کے دل سے ایک بوجھ ہٹا دیا، فرط جذبات میں انہوں نے اٹھ کر اسے گلے سے لگا لیا اور جیسے اس کے اندر تک بھی ٹھنڈک اتر گئی۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ ایک ہفتہ ہسپتال میں رہ کر گھر آ گئی تھی، اس کی طبیعت پہلے سے بہتر تھی مگر دل میں جیسے کوئی امنگ باقی نا تھی سب کچھ ویسا ہی تھا مگر وہ بدل گئی تھی، اندر سے خالی ہو گئی تھی۔ ایک تو وہ واقعہ اسے اندر سے توڑ گیا تھا دوسرے گھر والوں سے نظریں ملانے کی ہمت اس میں نہیں تھی۔ گو سب اس سے نارمل طریقے سے ہی بات کرتے تھے جیسے پہلے بات کرتے تھے کسی کے رویئے میں کوئی تبدیلی نہیں آئی تھی مگر وہ سب سے نظریں چراتی اپنے آپ سے بھی شرمندہ تھی مگر اس کے دل میں عجیب طرح کا خوف

بیٹھ گیا تھا اسی وجہ سے کوئی بھی اس کو اکیلا نہیں چھوڑتا تھا سب ہی اس کے آس پاس رہتے تھے۔علوینہ، شہیر اور زین بھی آتے رہتے تھے بس سامنے نہیں آیا تھا تو صائم ہی نہیں آیا تھا اور یہی بات اسے بری طرح چبھ رہی تھی۔دل میں طرح طرح کے الٹے سیدھے خیالات کے ساتھ یہ خیال بھی آیا تھا کہ کہیں وہ اسے ہی تو قصور وار نہیں سمجھ رہا۔ابھی بھی وہ گم صم سی کیفیت میں بیٹھی تھی،دادو عصر کی نماز پڑھنے اٹھیں تھیں جب ماما اور بھابھی بھی وہیں آگئی اور بھابھی نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا،

میڈم !اب بس کرو اور جلدی سے ٹھیک ہو جاؤ۔""

ان کے انداز پہ مناہل کے ہونٹوں پہ پھیکی سی مسکراہٹ پھیل گئی،ماما نے ان کی بات کی تائید کرتے ہوئے کہا،

اور کیا میری بیٹی کے دم سے ہی تو رونق ہے اب دیکھو نا اس نے بات چیت ہنسنا بولنا" بالکل چھوڑ دیا ہے تو گھر کتنا سونا لگ رہا۔"

ان کی بات پہ بھی اس کے اندر کوئی تحریک پیدا نہیں ہوئی،بھابھی نے ماما کو سوپ کا پیالہ پکڑایا اور خود اس کا بیڈروم سمیٹنے لگیں،ساتھ ساتھ باتیں بھی کر تیں جا رہیں تھیں۔ان کی باتوں میں ماما بھی ان کا ساتھ دے رہیں تھیں اور اسے سوپ بھی پلا رہیں

تھیں مگر وہ بالکل خاموش تھی۔دادو بھی نماز پڑھ کے وہیں آگئیں،سب سے پہلے اس کے اوپر دم کیا پھر اس کے نزدیک ہی بیڈ کی پشت سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئیں۔ماما نے ان کی سمت دیکھا جواب میں انہوں نے انہیں تسلی دیتے ہوئے دیکھا،بھابھی البتہ معنی خیزی سے مسکرا رہیں تھیں مگر اس کا سارا دھیان ایک غیر مرئی نقطے پر تھا۔دادو نے محبت سے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا،

"مناہل! چندہ! اب کیسا فیل کر رہی ہو؟

ان کے مخاطب کرنے پر وہ بری طرح چونکی اور اپنی غائب دماغی پہ بری طرح شرمندہ ہو گئی،دادو نے اس کی غائب دماغی محسوس کر لی مگر نظر انداز کرتے ہوئے کہا،

"کیا سوچ رہی ہو بیٹا؟"

ان کے محبت بھرے انداز پہ اس کی خوبصورت کشادہ آنکھیں نم ہو گئیں بمشکل آنسوؤں پہ قابو پا کر نفی میں سر ہلایا اور کہا،"

کچھ نہیں دادو! بس ایسے ہی۔"

دادو نے محبت سے اس کے نرم ملائم نازک ہاتھ تھام لئے اور تسلی آمیز انداز میں انہیں

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سہلاتے ہوئے کہا،

"بیٹا! تم پریشان مت ہونا ہی کسی سوچ کو اپنے ذہن میں جگہ دو۔ اچھی اچھی باتیں سوچو تاکہ اچھا ہو۔"

جواب میں اس نے مایوسی سے کہا،

"جی نہیں چاہتا دادو!"

اس کے انداز پہ دادو ماما اور بھابھی بھی دہل سی گئیں۔ دادو نے اپنے اوپر قابو پا کر کہا،

"بیٹا! ایسا نہیں کہتے اور پھر شکر کرو کہ تم صحیح سلامت رہیں بس اللہ نے کرم کر دیا اور ہمیں بچا لیا۔"

انہوں نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا مگر ان کی بات پہ اس کا جھکا سر مزید جھک گیا، چہرے پہ بے عنوان سی شرمندگی چھا گئی۔ ماما، بھابھی اور دادو کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں لے لیا۔ عجیب المیہ ہے ہماری سوسائٹی کا کہ بے قصور ہو کے بھی لڑکی کی ذات مجرم بن جاتی ہے۔ دادو نے محبت سے سمجھاتے ہوئے کہا،

"بیٹا مناہل! بالکل بھی پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے اور رہی بات اس قصے کی تو

اس کو ایک خواب سمجھ کے بھول جاؤ، ہے تو مشکل ہے مگر ناممکن نہیں ہے اور پھر ہم سب تمہارے ساتھ ہیں تو پھر فکر کی کوئی بات ہی نہیں ہے۔ دیکھو سب تم سے کتنی محبت کرتے ہیں، ہم سب کی محبت کا تو یقین ہے نا تمہیں؟"

ساتھ ہی اس سے پوچھ بھی لیا، اس نے بے ساختہ ان کی گود میں چہرہ چھپالیا اور انہوں نے محبت سے اسے اپنی آغوش میں بھر لیا کچھ دیر محبت سے اسے تھپکنے کے بعد انہوں نے اسے مخاطب کیا،

"اچھا! میری بات غور سے سنو اور پھر سوچ سمجھ کے فیصلہ کرنا۔"

اس تمہید پر اس کا دل سکڑ کے پھیلا جب کہ دادو اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہہ رہیں تھیں،"

چندہ! ہم سب نے مل کر ایک فیصلہ کیا ہے"

اس کا دل اتھاہ میں ڈوبا، پہلا خیال شاہزیب کا آیا اور اس کا پورا وجود لرز اٹھا مگر دادو ابھی بھی محبت سے اس کو سمجھاتے ہوئے کہہ رہیں تھیں،

"بیٹا ہم سب نے سوچا ہے کہ تمہارا نکاح صائم سے کر دیا جائے۔"

www.neweramagazine.com

الفاظ تھے دھماکہ اسے لگا کہ کمرے کی چھت اس پہ آگری ہو۔وہ ساکت سی دادو کی گود میں چہرہ چھپائے ہوئے تھی،پورے وجود پہ سکوت کی سی کیفیت تھی جیسے وہ جنبش کرنے کے قابل نا رہا ہو۔ماما اور بھابھی نے ایک دوسرے کی سمت دیکھا پھر دادو کو دیکھا وہ ابھی بھی محبت سے آہستہ آہستہ تھپک رہیں تھیں،ان دونوں کو دیکھ کر خاموش تسلی دی اور مناہل کے نرم ریشمی بالوں میں انگلیاں چلاتے ہوئے ہوئے کہا،

''میری جان! یہ مت سمجھنا کہ یہ فیصلہ کسی مجبوری کے تحت کیا جارہا ہے بلکہ یہ تو ہم سب کے دل کی خوشی ہے۔''

ان کے الفاظ جیسے مناہل کے دل پہ کند چھری پھیر گئے۔جب کہ دادو کہہ رہیں تھیں،

''تمہارے بابا اور ماما کی تو یہ ہمیشہ سے خواہش تھی اور میرے دل کی خوشی بھی مگر اصل بات تو یہ ہے کہ اب تو صائم بھی راضی ہے۔''

اس نام پہ مناہل کے ہونٹوں پہ زہر خند پھیل گئی سوچیں مسلسل الٹی سمت میں سفر کر رہیں تھیں،اندر زبردست جنگ چھڑی تھی مگر وجود ساکت تھا اور ہونٹوں پہ قفل لگے تھے۔دادو اس کی سوچوں سے بے خبر کہہ رہیں تھیں،

NEW ERA MAGAZINE .COM

''اور میں اب کسی باہر والے پہ بھروسہ نہیں کرسکتی تمہارے معاملے میں،ایسا ہی خیال تمہارے بابا کا ہے اسی لیے سب چاہتے ہیں کہ تمہارا نکاح صائم سے کردیا جائے۔''

مناہل کی آنکھوں سے ایک آنسو کا قطرہ پھسلا اور دوپٹے میں جذب ہو کر اپنی قدر کھو گیا۔دادو نے اس کا جھکا چہرہ اٹھایا اور محبت سے اس کی پیشانی چومتے ہوئے کہا،

''تم پر کوئی دباؤ نہیں ہے بس ہمارے دل کی خوشی ہے،پریشان مت ہونا خوب سوچ سمجھ کے فیصلہ کرنا۔''انہوں نے مسکراتے ہوئے محبت سے اسے دیکھا پھر اس کا سر تکیے پہ رکھتے ہوئے ماما سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا،

''سفینہ!بیٹا!ہم چلتے ہیں مناہل آرام کرلے گی۔''

وہ بھی ان کا اشارہ سمجھ گئیں کہ وہ مناہل کو سوچنے کا وقت دینا چاہتیں ہیں اس لئے بھابھی کے ساتھ وہ بھی اٹھ کھڑیں ہوئیں اور مناہل کی پیشانی چوم کر دادو کے ساتھ خود بھی باہر نکل گئیں۔

---

www.neweramagazine.com

وہ اپنے بیڈ پر لیٹی تھی، نیند آنکھوں سے کوسوں دور تھی، دادو نے اسے ذہن پہ بوجھ لینے سے منع کیا تھا مگر ذہن اور دل دونوں پہ بوجھ بڑھ گیا تھا۔ وہ شام سے اسی ادھیڑ بن میں مبتلا تھی، کبھی جی چاہتا کہ صائم سے خود جا کر دوٹوک بات کر لے جو نجانے کہاں منہ چھپا کے بیٹھا تھا اور اتنے دن سے اس کا سامنا کرنے سے کترا رہا تھا۔ اس کے رویئے سے صاف ظاہر تھا کہ اس کے دل میں یہی خیال ہے کہ وہ مناہل کو ہی قصوروار سمجھ رہا ہے۔ کبھی دل کہتا کہ کفران نعمت مت کرو اب تقدیر اسے خود تمہیں سونپ رہی ہے تو اسے مت ٹھکراؤ مگر دل کی اس دلیل کو اس نے سختی سے رد کر دیا کہ اس کے نزدیک اب ایسی کسی بات کی گنجائش نہیں نکلتی جب کہ صائم نے کبھی اسے دوست سے زیادہ نہیں سمجھا تو اب وہ اس رشتے پہ راضی ہوا بھی ہے تو اس فیصلے میں محض ہمدردی کا جذبہ ہی شامل ہو سکتا ہے یا گھر والوں کے پریشر میں آکر وہ ایسا کرنے پہ مجبور ہے، ایک زہر خند اس کے ہونٹوں پہ پھیل گئی اور وہ سوچنے لگی،

"صائم! میں جانتی ہوں کہ ماما بابا اور دادو کے کہنے میں آکر تم نے اس فیصلے کو قبول کیا ہے اور یہ سب ہی جانتے ہیں کہ ایسی لڑکی کی معاشرے میں کیا حیثیت ہوتی ہے جس کا

کردار مشکوک ہو جائے اور شائد بابا کے پریشر ائز کرنے پہ تم نے حامی بھری، ماما نے واسطے دیئے ہوں گے، دادو نے آنسو بہائے ہوں گے اور تم مجبور ہو گئے ہو گے ورنہ اس سے پہلے تم نے ایسا کیوں نہیں سوچا۔ مگر اب میں کیا کروں کیا بے حس بن کر انکار کر دوں یا پھر ساری عمر کا طوق گلے میں پہن کر زبردستی تمہاری زندگی میں شامل ہو جاؤں۔"

اس نے جیسے تھک کر آنکھیں موند لیں، دل کو کسی صورت قرار نہیں تھا ذہن میں جیسے جھکڑ چل رہے تھے۔ جب اس کی برداشت جواب دے گئی تو اس نے سائڈ دراز سے نیند کی گولی نکالی اور پانی کے ساتھ نگل لی پھر کچھ ہی دیر میں وہ غافل ہو گئی۔

وہ ماما کو ڈھونڈتی ان کے بیڈ روم کی سمت جا رہی تھی کہ اس کی اطلاع کے مطابق وہ اپنے بیڈ روم میں تھیں۔ اس کا ارادہ اندر جانے کا تھا جب وہ دروازے پہ رک گئی، اندر سے کافی لوگوں کے بولنے کی آوازیں آ رہیں تھیں جن میں سے کئی آوازیں اس کے اپنے خاندان کے لوگوں کی تھیں مگر جس بات نے اسے ٹھٹھکنے پہ مجبور کر دیا تھا وہ اس کا نام تھا۔ وہ وہیں دروازے کے باہر کھڑی ہو کر سننے لگی جب اسے سفینہ بیگم کی بھابھی

سائرہ آنٹی کی آواز سنائی دی،

"ارے بھئی! ہم تو مناہل کی تاریخ مقرر ہونے کا انتظار کر رہے تھے مگر یہاں تو کہانی ہی اور ہے اور سفینہ تم نے بھی کچھ نا بتایا وہ تو صوفیہ کے ساتھ اس دن مناہل کی نند۔۔۔وہ کیا نام ہے اس بچی کا۔۔۔ہاں سبرینہ مل گئی اس نے ساری بات بتائی۔"

مناہل کا ذہن سائیں سائیں کرنے لگا،اس کے لئے اندازہ کرنا مشکل نہیں تھا کہ اندر دادو،ماما اور بابا پہ کیا بیت رہی ہو گی،ان کے شرمندہ چہروں کا تصور اس کی آنکھیں نم کر گیا،سائرہ آنٹی کی آواز ابھی بھی آرہی تھی،

"وہ تو بہت کچھ کہہ رہی تھی، حتیٰ کے مناہل کے بارے میں بھی۔۔۔۔"

اس الزام پہ مناہل کی روح تک زخمی ہو گئی لیکن جنید ہمدانی کی پر جلال آواز پہ اندر سناٹا چھا گیا،

"بھابھی! بجائے اس کے کہ ان کی بات سن کر آپ یہاں آگئیں اور ہماری بچی پہ کیچڑ اچھالنے لگیں کیا ایک منٹ کے لئے بھی آپ نے یہ نہیں سوچا کہ وہ بچی جس کا بچپن لڑکپن جوانی ہمارے سامنے گذرا وہ ایسی ہو سکتی ہے،وہ تو آئینے کی طرح شفاف

ہے۔اس کا کردار بھی پاکیزہ اور وہ خود بھی۔

"مناہل کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے جب کہ اندر ابھی بھی سب کی آوازیں آرہیں تھیں۔سائرہ آنٹی کی آواز سب سے نمایاں تھی، "بھئیا تم تو برامان گئے مگر خود سوچو کس کس کی زبان بند کروگے، لڑکی کے کردار پہ ایک بار بات آجائے تو پھر کون اپناتا ہے۔"

وہ اب بھی کہنے سے بعض نا آئیں مگر جنید ہمدانی نے ہاتھ اٹھا کے خاموش کرواتے ہوئے کہا،

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"بس! اب اس بارے میں میں کوئی بات نہیں سنوں گا جب ہم نے یا ہماری بچی نے کچھ غلط نہیں کیا تو پھر ہمیں بھی صفائیاں دینے کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور رہ گیا اس بات کا تعلق کے مناہل کو کون اپنائے گا اس بارے میں کسی کو بھی پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے، مناہل میری زمے داری ہے اور اپنی ذمے داری نبھانا میں اچھی طرح جانتا ہوں۔"

انہوں نے اپنی بات ختم کی اور باوقار انداز میں چلتے بیڈروم سے نکل گئے۔باہر نکلتے ہوئے ان کی نظر مناہل پہ پڑی جو دوپٹے سے اپنے آنسو خشک کررہی تھی، وہ خاموشی

سے اس کے نزدیک چلے آئے اور اس کے سر پہ ہاتھ رکھ دیا۔ مناہل کا دل گداز ہو گیا، اس نے سر اٹھا کے انہیں دیکھا۔ وہ محبت سے اسے ہی دیکھ رہے تھے، اس کے دیکھنے پہ مسکرائے اور اس کا سر تھپک کے آگے بڑھ گئے۔ اندر سے آوازیں ابھی بھی آرہیں تھیں،"

ہاں بھئی ہمیں کیا کرتے رہو اپنی مرضی، بن باپ کی بچی ہے جو مرضی سلوک کرو۔"

باقی لوگ بھی کچھ نا کچھ کہہ رہے تھے مگر اس میں سکت نہیں تھی کہ وہ مزید کچھ سنتی اس لئے بوجھل دل لئے وہاں سے ہٹ گئی۔

گھر میں اس وقت غیر معمولی خاموشی تھی اور وجہ وہ جانتی تھی اس لئے ہمت جمع کرتی دادو کے بیڈروم میں آگئی۔ ماما اور بابا بھی وہیں تھے، اس کے اندر داخل ہونے پہ تینوں ایکساتھ ہی دروازے کی سمت متوجہ ہو گئے۔ اسے اندازہ تھا کہ اس کے آنے سے پہلے کیا موضوع زیر بحث تھا کہ ان سب کے چہروں سے پریشانی اور تفکر واضح تھا۔ اس نے

ایک بار پھر ہمت جمع کی اور دادو کے نزدیک آگئی، وہ اسے ہی دیکھ رہیں تھیں جب کہ وہ دھیمی آواز میں انہیں مخاطب کرتے ہوئے بولی،

"دادو! مجھے آپ سب سے کچھ بات کرنی ہے۔"

دادو نے اس کا نرم نازک ہاتھ تھام کر اپنے نزدیک بٹھالیا اور کہا،

"بولو بیٹا! کیا بات کرنی ہے؟"

مناہل کی نظریں جھکی ہوئی تھیں اور اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ اپنی بات کیسے شروع کرے مگر اسے یہ بات کرنی تھی۔ وہ تینوں ہی اس کی بات کرنے کے منتظر تھے۔ مناہل نے اپنی نظریں اٹھا کے ان سب کو دیکھا، ان سب کے چہروں پہ ایک آس و نراس کی کیفیت تھی ان سب کی دھڑکنیں رک رک کے چل رہیں تھیں۔ اس نے دھیمی آواز میں کہا،

"دادو! مجھے آپ سب کا فیصلہ قبول ہے۔"

کہتے ہوئے اس کی آواز کپکپا گئی، ماما نے وفور جذبات میں آکر اس کی پیشانی چوم لی، دادو کے ہونٹوں پہ ایک اطمینان بھری مسکراہٹ پھیل گئی جب کہ بابا نے مطمئن ہونے

کے باوجود سنجیدگی سے کہا،

"مناہل! بیٹا! میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ نے یہ فیصلہ کسی پریشر میں آ کے تو نہیں کیا اور کیا آپ اس فیصلے پہ خوش ہیں۔"

اس سوال پہ اس کا دل ڈوب کے ابھرا، اس کا جی چاہا انہیں سب کچھ بتا کر اپنے دل بوجھ ہلکا کر لے اور اندر آتے صائم کی دھڑکنیں ایک دم تیز ہو گئیں۔ وہ شدت سے اس کے جواب کا منتظر تھا جب کہ مناہل کا ذہن بالکل خالی تھا وہ چاہ کے بھی کچھ کہہ نا سکی، جنید ہمدانی نے پھر اسے مخاطب کیا اور وہ ایک دم چونک پڑی جب کہ سفینہ نے محبت سے کہا،

"بولو مناہل بیٹا! آپ کے بابا کچھ پوچھ رہے ہیں۔"

جواب میں وہ نظریں جھکاتے ہوئے بدقت بولی تھی،

"جی!"

اس کی آواز بے حد دھیمی تھی مگر صائم نے بخوبی سنی تھی جب کہ مناہل کا دل جانتا تھا کہ یہ ایک لفظ بولنا اس وقت اس کے لئے کتنا کٹھن تھا۔ اگر دادو، ماما اور بابا کا خیال نا ہوتا

تواب وہ کبھی بھی صائم کے لئے حامی نا بھرتی لیکن اس کی ایک ہاں نے وہاں موجود اتنے لوگوں کے چہرے کھلا دیئے تھے۔ابھی وہ عجیب سی کیفیت میں گھری سر جھکائے بیٹھی تھی جب دروازہ کھول کر صائم اندر داخل ہوا، پہلی نظر ہی اس پہ پڑی جو گلابی پرنٹڈ سوٹ میں بغیر کسی بناوٹی آرائش کے بھی بے حد دلکش لگ رہی تھی گو بیماری کے باعث چہرہ کملاسا گیا تھا اس کے باوجود اس کی خوبصورتی پہ کوئی شبہ ناتھا۔وہ ایک ٹک اسے دیکھ رہا تھا، دھڑکنوں میں خوبصورت ارتعاش تھا، وہ جیسے اتنے دن کی پیاس بجھا رہا تھا۔ نظروں کی تپش پہ مناہل نے جھکی نظریں اٹھائیں اور اس کی نظریں براہ راست ان روشن آنکھوں سے مل گئیں۔اس کا دل بے ہنگم انداز میں دھڑک اٹھا اور اس نے گھبرا کے نظریں جھکا لیں جب کہ اس کی گھبراہٹ محسوس کر کے صائم کے بھرے بھرے عنابی ہونٹوں کی تراش میں مسکراہٹ پھیل گئی۔وہ آگے بڑھ آیا مگر نظریں ابھی بھی مناہل کے خوبصورت چہرے پہ جمی تھیں جب کہ وہ اس کی نظروں کے ارتکاز پہ جز بز ہو رہی تھی۔اس نے سب کو اپنے مخصوص انداز میں مخاطب کرتے ہوئے کہا،

"کیا بات ہے بڑے خوش ہیں آپ سب؟"

وہ سب ہی اس کی سمت متوجہ ہوئے جبکہ جواب دادو نے دیا،

"ارے خوش کیسے نا ہوں میری برسوں کی مراد پوری ہوگئی، میرے بچوں کی خوشیاں دیکھنے کا وقت آگیا۔" انہوں نے کہا اور اپنے نزدیک اس کے لیئے جگہ بنائی، وہ ان کے نزدیک آکر بیٹھ گیا۔ انہوں نے محبت سے اس کی پیشانی چوم لی اور وہ ان کی محبت کے انداز پہ مسکراتا ہوا قدرے ترچھا ہو کر بیٹھ گیا اس طرح مناہل کا چہرہ اس کی نظروں کی گرفت میں آگیا، وہ اسے تنگ کرنے کی خاطر بولا،

"یہ بھی اچھا ہے کسی کی خوشی تو پوری ہوئی۔"

مناہل کو لگا وہ اس کا مذاق اڑا رہا ہے، دل میں ایک ناگوار سی ہلچل مچ گئی جب کہ ماما اس کے مضبوط شانے پہ ایک ہاتھ جڑتے ہوئے کہنے لگیں،

"بہت بد تمیز ہو صائم! اور مت بھولو اس میں ہم سب کی خوشی بھی شامل ہے۔"

مناہل کو لگا ماما اسکو بہلا رہیں ہیں یا اس کی کہی بات کا اثر زائل کرنا چاہتیں ہیں۔ اس کے گلابی ہونٹوں پہ ایک زخمی مسکراہٹ پھیل گئی اور دل متضاد کیفیات کا شکار ہو گیا۔ صائم جو بغور اسے دیکھ رہا تھا بولا،

"ماما! کنفرم کر لیں آپ کی بہو خوش ہے کہ نہیں؟"

www.neweramagazine.com

ماما نے مسکرا کے مناہل کے جھکے چہرے پہ ایک نظر ڈالی پھر صائم کا کان پکڑ لیا اور کہا،

"وہ تمہاری طرح نہیں ہے کہ خوشی میں اچھل کود کرتی پھرے۔"

جواب میں وہ اپنا کان ان کی گرفت سے چھڑواتے ہوئے بولا،"

"خیر میں تو اچھل کود بھی کر لوں اصل بات تو خوشی کا اظہار کرنا ہوتا ہے۔"

اس نے جیسے مناہل کی گم صم کیفیت پہ چوٹ کی مگر بھابھی جو ابھی اندر آئیں تھیں بولیں،

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"صائم! اب ہر کوئی تمہاری طرح نہیں ہوتا نا کہ خوشی میں بندروں جیسی حرکتیں شروع کر دیں۔"

صائم نے انہیں گھور کے دیکھا مگر انہوں نے اس کی نظریں نظر انداز کرتے ہوئے مناہل کے شانے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے کہا،

"لڑکیوں کی خوشی کا اظہار ایسا ہی ہوتا ہے۔"

انہوں نے آہستگی سے مناہل کی تھوڑی پکڑ کے اس کا چہرہ اونچا کر دیا اور وہ جو خاصی دیر سے اس کی باتیں اور نظریں برداشت کر رہی تھی مزید برداشت نا کر سکی اور اپنے آپ

کو چھڑواتی تیزی سے اٹھ کے کمرے سے نکل گئی باقی سب تو اس کے گریز کو شرم پہ محمول کر کے نکاح کا دن طے کرنے لگے مگر صائم کی پر سوچ نظریں اس کے جانے کے بعد بھی وہیں جمی تھیں جہاں سے وہ گئی تھی۔

وہ ٹیرس پہ بیٹھا پورے چاند پہ نظریں جمائے ہوئے تھا اور انگلیاں غیر محسوس انداز میں ہاتھ میں تھمے گٹار کے تاروں پہ تھرک رہیں تھیں، عنابی بھرے بھرے ہونٹوں پہ مخصوص دل موہ لینے والی مسکراہٹ تھی اور روشن آنکھیں مزید روشن ہو گئیں تھیں۔ خیالوں کے پردوں پہ وہ خوبصورت چہرہ لہرا رہا تھا جس نے اسے بے تابیاں بخش دیں تھیں مگر ساتھ ہی اس کا وہ انداز یاد آیا نجانے کیوں وہ اسے خوش نہیں لگی تھی اور یہ خیال اسے بھی بے چین کر گیا تھا۔ وہ اپنے خیالوں میں اتنا کھویا ہوا تھا کہ بھئیا اور بھابھی کے وہاں آنے کا پتہ ہی نہیں چلا، بھئیا اور بھابھی ایک دوسرے کو دیکھ کر مسکرائے اور آگے بڑھ آئے جب کہ بھابھی بلند آواز میں اسے مخاطب کرتے ہوئے

بولیں،

"کیا بات ہے صائم! اس طرح اکیلے بیٹھ کر کیوں مسکرا رہے ہو؟"

ان کی بلند آواز پہ وہ ایک دم چونکا اور سنبھلتے ہوئے کہا،

"اور آپ میری جاسوسی کر رہیں ہیں۔"

"اس نے انہیں گھیرنا چاہا مگر وہ منہ بناتے ہوئے بولیں،

"خواہ مخواہ میں تمہاری جاسوسی کیوں کروں گیں۔"

اور دائم بھائی اسے مشورہ دیتے ہوئے کہہ رہے تھے،

"ویسے صائم! اپنی بھابھی سے تمہیں بنا کے رکھنی چاہئیے۔"

صائم نے نا سمجھنے والے انداز میں انہیں دیکھا جب کہ بھابھی ان کی بات کا مطلب سمجھ کے مسکرا دیں، بھئیا اسے سمجھاتے ہوئے کہہ رہے تھے،

"مناہل سے ملاقات کرنی ہو تو تمہاری بھابھی ہی کام آئیں گیں نا!"

ان کی بات سمجھتے ہوئے وہ مسکرایا مگر بھابھی کو چھیڑنے کی غرض سے بولا،

''مناہل سے ملنا ہو گا تو میں خود ہی کچھ نا کچھ کر لوں گا۔''

کہتے ہوئے اپنی مسکراہٹ دبالی جب کہ بھابھی نے اسے گھورتے ہوئے کہا،

''دیکھیں تو ذرا کیسی زبان چل رہی ہے ورنہ تو چہرے پر بارہ بج رہے تھے۔''

یہ سن کر وہ سنجیدہ ہو گیا جب کہ دائم بھائی نے اس کے شانے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے پوچھا،

''کیا ہوا صائم؟ تم خاموش کیوں ہو گئے؟''

جواب میں اس نے سنجیدگی سے کہا،

''آپ ٹھیک کہہ رہیں ہیں بھابھی! کچھ دن پہلے تک واقعی مجھے لگ رہا تھا کہ میں نے اپنی سب سے قیمتی چیز گنوادی ہے مگر اب قسمت نے اسے خود بخود میرے حوالے کر دیا تو میں اللہ کا جتنا شکر ادا کروں وہ کم ہے اسی لئے میں نے بغیر کسی انتظار کئے خود ہی ڈیڈ سے بات کر لی۔''

بات کرتے کرتے وہ ایکدم مسکرایا اور اسے مسکراتا دیکھ کر بھئیا بھابھی بھی مسکرا دیئے، بھئیا نے کہا،

''all is well that ends اور یہی سب سے زیادہ خوشی کی بات ہے

،اور سب سے اہم بات کہ تمہارے اس فیصلے پہ ماما بابا اور دادو بے حد خوش اور well مطمئن ہیں۔"

ابھی وہ کچھ کہتا کہ بھابھی نے شرارت سے کہا،

سب سے زیادہ تو ہمارے دیور جی خوش ہیں آخر کو اتنی اچھی لڑکی جو مل رہی ہے۔"""

ان کے شرارتی انداز پہ وہ بھی شرارت کے موڈ میں آگیا اور کہا،

پھر تو مناہل بھی لکی ہے میں بھی تو اچھا ہوں۔"""

جواب میں بھابھی نے منہ بنا کے کہا،

"منہ دھو رکھو۔"

صائم فورا"جواب دیتے ہوئے کہا،"

"آپ منہ دھونے کی بات کر رہیں ہیں میں تو ابھی شاور لے کر آیا ہوں۔"

اس کے جوابات پہ انہوں نے زچ ہوتے ہوئے کہا،

"میں اس لئے کہہ رہی ہوں کہ تم کتنے بھی اچھے ہو جاؤ مناہل تم سے زیادہ اچھی

ہے۔"

اس بات پہ اس نے مصنوعی افسردگی سے کہا،

"یہ تو قصہ ہی ختم ہوا دونوں خواتین ہی ایک دوسرے کی دیوانی ہیں۔"

جواب میں انہوں نے اس کے شانے پہ ہاتھ مارتے ہوئے کہا،

"تم بس جلتے رہو ہماری محبت سے۔"

کہتے ہوئے کرسی سے کھڑی ہو گئیں مگر وہ پھر بھی شرارت سے بعض نا آیا اور دائم بھائی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا جو ان دونوں کی نوک جھونک پہ مسکرا رہے تھے،"

دیکھ رہے ہیں دائم بھائی! اگر یہ دونوں آپس میں اتنی محبت کریں گیں تو میرے اور آپ کے حصے میں کیا آئے گا۔"

اس کے شرارتی انداز پہ بھابی جھینپ سی گئیں جب کہ دائم بھائی کا قہقہہ جاندار تھا۔ وہ اسے گھورتی ہوئی سیڑھیاں اتر گئیں جب کہ وہ دونوں بھی مسکراتے ہوئے ان کے پیچھے ہو لئے۔

نکاح کے لئے جمعہ کا دن طے ہوُا تھا،ماما کا دل تھا کہ اس موقع پہ مناہل کیلئے خصوصی جوڑا بنواتیں مگر اس کی طبیعت کو دیکھتے ہوئے سب کچھ سادگی سے ہی کرنے کا ارادہ تھا۔علوینہ اور بھابھی صائم کے ساتھ جا کر اس کی پسند کا جوڑا لے آئیں تھیں جس پہ اس کا خاصا ریکارڈ بھی لگا تھا مگر وہ کان لپیٹے سب کی سنتا رہا تھا۔اس کو خوب چھیڑ نے کے بعد سب نے ہی اس جوڑے کو اپرو و کر دیا تھا،نیٹ کا خوبصورت وائٹ اور پنک کو ہہ مینیشن کا اسٹائلش سے لانگ ڈریس پہ وائٹ،پنک اور بیج ائمبر وائڈری ہوئی تھی اور جس کے ساتھ خوبصورت سالمبانیٹ کا دوپٹہ جس پہ وائٹ ائمبر وائڈری بنی تھی سب کو ہی پسند آیا تھا اور سب کی مشترکہ پسند پہ اس ڈریس کو فائنل کر دیا گیا تھا۔انہی مصروفیت بھرے دنوں میں نکاح کا دن بھی آ پہنچا،سادگی کے باوجود اچھی خاصی گہما گہمی تھی،زین شہیر اور علوینہ نے اچھی خاصی رونق لگائی ہوئی تھی،بھابھی کبھی ان کا ساتھ دیتیں تو کبھی کسی کام میں الجھی ہدایتیں دیتیں نظر آتیں۔بھئیا بھی کسی نا کسی ذمے داری کو نبھاتے نظر آتے۔ماما، بابا اور دادو کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نا تھا،غیر مطمئن

توصرف ایک وہی تھی جس نے اپنے آپ کو بیڈروم تک محدود کر لیا تھا،علوینہ اور زین اسے ایک آدھ بار کھینچ کھانچ کے باہر لائے بھی مگر جیسے ہی اسے صائم کی آمد کا اندازہ ہوا وہ واپس اپنے بیڈروم میں بند ہو گئی۔اس نے اپنے آپ کو کئی باریقین دلانے کی کوشش کی تھی کہ اس فیصلے میں ہی سب کی بھلائی ہے مگر دل کو ان گنت واہمے جکڑے ہوئے تھے۔سب کی خوشی کا اندازہ سب کے چہروں سے ہو رہا تھا بس خبر نہیں تھی تو صرف صائم کے دل کی نہیں تھی کہ وہ کیا سوچ بیٹھا ہے اور یہی بات اسے بے چین کر رہی تھی۔نکاح کا ٹائم عصر اور مغرب کے درمیان طے ہوا تھا اس لئے علوینہ کے کہنے پر وہ لنچ کے بعد شاور لینے چلی گئی،ذہن بالکل ماؤف ہو رہا تھا،علوینہ اس کی کیفیت سمجھ رہی تھی اس لئے ایک منٹ کے لئے بھی اسے اکیلا نہیں چھوڑا تھا۔شاور لینے کے بعد ماما کی ہدایت پر اس نے کچھ دیر ریسٹ کیا اور اور پھر بھابھی کی مدد سے علوینہ نے اسے ریڈی کر دیا۔گو وہ روائتی انداز میں تیار نہیں ہوئی تھی مگر اس سادہ سے روپ میں بھی وہ بے حد خوبصورت لگ رہی تھی،لائٹ پنک ڈریس کا شیڈ اور لائٹ پنک میک آپ اس کی گلابی مائل گندمی رنگت پہ بے حد کھل رہا تھا۔زیور کے نام پر وائٹ گولڈ کے بڑے بڑے آویزے پہنے اور گلابی آنچل سر پہ ڈالے وہ مکمل تیار تھی،بھابھی اور علوینہ اس کی مسلسل خاموشی پہ ہول رہیں تھیں اس لئے اس کی

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

خاموشی کو توڑنے کی خاطر بھابھی نے کہا،

''ارے واہ! دیکھو تو اس سادگی میں بھی ہماری مناہل کتنی خوبصورت لگ رہی ہے۔''

ان کے کہنے کے باوجود بھی اس کے وجود میں کوئی جنبش نہیں ہوئی۔جب کہ علوینہ ان کی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے کہہ رہی تھی،

''بھابھی مجھے تو یہ ڈر ہے مناہل کا خوبصورت روپ دیکھ کر صائم رخصتی کی ڈیمانڈ ہی نا کر دے۔''

وہ دونوں جیسے جان کے اس کو اکسا رہیں تھیں مگر وہ تب بھی خاموش تھی،ذہن میں صرف سائیں سائیں کی آوازیں گونج رہیں تھیں،ان دونوں کی شوخ جملے بازی بھی اسے اس جامد کیفیت سے باہر نا نکال سکی مگر وہ دونوں اپنی سی کوششوں میں لگی ہوئی تھیں۔اسی دوران دروازہ کھلا اور ماما اندر چلی آئیں اور مناہل کے خوبصورت شعاعیں بکھیرتے وجود پہ نظر پڑتے ہی ان کے منہ سے بے ساختہ ماشاءاللہ نکلا،ان کی آنکھیں نم تھیں مگر ہونٹوں پہ مسکراہٹ تھی۔وہ مناہل کو محبت سے تکتیں اس کے نزدیک آ گئیں اور اس کے نرم نازک ہاتھ تھام لئے جو بالکل سرد ہو رہے تھے اور پھر اپنے مخصوص محبت بھرے انداز میں بولیں،

"ماشااللہ بہت خوبصورت لگ رہی ہے میری بیٹی، کسی کی نظر نا لگے۔"

مناہل نے گھنی پلکیں اٹھا کے انہیں دیکھا مگر کچھ کہا نہیں جب کہ وہ اسی محبت بھرے انداز میں کہہ رہیں تھیں،

"میری خواہش تھی کہ تم آج کے دن عروسی جوڑا پہنو، تم کچھ خیال نہ کرنا ابھی تو سادگی سے نکاح کر رہے ہیں پھر اپنی بیٹی کو خوب دھوم دھام سے رخصت کروں گیں۔"

کہتے ہوئے اس کا گال محبت سے تھپکا، اس نے کچھ کہا نہیں بس نظریں جھکا گئی جب کہ بھابھی شرارت سے گویا ہوئیں،

"ماما یہ تو آپ کی پلاننگ ہے، آپ کے صاحبزادے کیا سوچ رہے ہیں ذرا ان سے بھی پوچھ لیں کہیں مناہل کو دیکھ کر آج ہی رخصتی ن کروا لے۔"

ان کی چھیڑ چھاڑ اور صائم کا حوالہ بھی اس کے دل میں کوئی ہلچل نا مچا سکا، دل ایک دم خاموش تھا البتہ اس کے نام پر دل میں ایک ٹیس سی اٹھی۔ ماما بھابھی کے شرارتی انداز پہ مسکرائیں اور ان سب سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا،

''بیٹا! مناہل کو اماں جان کے بیڈروم میں لے آؤ تمہارے بابا مولوی صاحب کو لے کر آتے ہوں گے۔''

وہ ہدایت دیتیں عجلت میں کمرے سے نکل گئیں جب کہ مناہل نئے سرے سے الجھ گئی۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کچھ دیر پہلے نکاح کی خوبصورت رسم ادا کی گئی تھی، ہر طرف خوشیاں تھیں، رونق تھی۔ سب ہی ایک دوسرے کا منہ میٹھا کروا رہے تھے اور ایک دوسرے کو مبارکباد دے رہے تھے بس ایک وہی تھی جو خاموش سی اپنی ہتھیلیوں پہ نگاہیں جمائے بیٹھی تھی۔ دادو نے اس کی سمت دیکھا پھر محبت سے اسے اپنے ساتھ لگا لیا، وہ تب بھی ساکت سی بیٹھی رہی جب کہ دادو اس سے محبت سے مخاطب تھیں،

''کیا سوچ رہی ہو میری جان؟''

ان کے سوال پہ وہ ایک دم ایسے چونکی جیسے گہری نیند سے کسی نے جھنجھوڑ کے جگادیا ہو۔ایک نظر دادو کو دیکھ کر قصدا"مسکرائی اور نفی میں سر ہلادیا۔جب کہ وہ اس سے محبت سے کہہ رہیں تھیں،

"میں جانتی ہوں تمہارے دل میں ہزاروں خدشے ہیں،وہم ہیں مگر ایک بار میرا یقین کر کے دیکھو کہ پریشانیوں کے دن ٹل گئے ہیں اور اب خوشیاں ہی خوشیاں تمہارے نصیب میں لکھی ہیں۔"

کہتے ہوئے وہ مسکرائیں،مناہل نے ایک گہرا سانس لیا اور سوچا،"کون جانے۔"

مگر ان کی تسلی کی خاطر مسکرا کے انہیں دیکھا تبھی بابا وہیں چلے آئے اور وہ ایک بار پھر نظریں جھکا گئی۔انہوں نے اپنا بھاری ہاتھ اس کے جھکے سر پہ رکھ دیا اور دائم بھائی کو اس موقع پر بھی شرارت سوجھ گئی اور انہوں نے بابا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا،

"پاپا!اب مناہل سے آپ کا ڈبل رشتہ ہو گیا ہے اس لئے دعاؤں کے علاوہ اچھا سا گفٹ بھی ہونا چاہیے۔"

ان کی بات پہ سب کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ پھیل گئی جب کہ مناہل کا جھکا

سر مزید جھک گیا۔ بابا نے دائم بھائی کو خوشدلی سے جواب دیتے ہوئے کہا،

"برخوردار! پھر تو آپ کا بھی مناہل سے ڈبل کیا ٹرپل رشتہ ہو گیا ہے تو پھر اچھا سا گفٹ تو آپ کی طرف سے بھی ہونا چاہیئے۔"

ان کے لطیف سے طنز پہ دائم بھائی اپنے بالوں میں ہاتھ پھیر کے رہ گئے جب کہ ینگ پارٹی ہوٹ کرنے لگی۔ جنید ہمدانی اپنی بات آگے بڑھاتے ہوئے کہہ رہے تھے،

"اور جہاں تک رہ گیا اس بات کا تعلق کہ مناہل سے نیا رشتہ بن گیا ہے تو وقت اور حالات چاہے کچھ بھی ہوں مناہل ہمیشہ پہلے میری بیٹی ہی رہے گی۔ کیوں بیٹا؟"

ساتھ ہی اسے بھی مخاطب کر لیا۔ اس سوال پہ وہ بمشکل اپنا جھکا سر ہلا سکی جب کہ ماما مسکراتے ہوئے بابا سے کہہ رہیں تھیں،

"جنید صاحب! پھر بھی گفٹ تو آپ کو دینا ہی پڑے گا۔"

ان کے کہنے پہ بابا نے مسکراتے ہوئے اپنی پاکٹ سے ایک بھاری لفافہ نکال کر مناہل کے ہاتھ پہ رکھ دیا اور اس کا سر تھپک کے سائڈ کے صوفے پہ بیٹھ گئے۔ لاؤنج میں خوب رونق لگی تھی، ساتھ ساتھ کھانے اور ریفریشمینٹ کا دور بھی چل رہا تھا جب ہال

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

روم کی سیڑھیاں اترتا فریش سا صائم بھی وہیں چلا آیا۔ سب سے پہلے زین کی نظر اس پہ پڑی اور اس نے فوراً اسے مخاطب کر لیا،

"لو یہ تو کہیں سے بھی تقریب کا دلہا نہیں لگ رہا۔"

زین کے کہنے پہ سب ایک ساتھ اس کی سمت متوجہ ہوئے جو اپنے مخصوص کھلنڈرے انداز میں ان سب کے درمیان موجود تھا۔ بلیو ڈینم بٹنڈ شرٹ کے ساتھ بلیو ڈینم اور جوگرز میں خاصے رف حلئے میں نظر آ رہا تھا کہیں سے بھی نہیں لگ رہا تھا کہ وہ تقریب کا دولہا ہے۔ وہ سب سے مسکراتے ہوئے کہہ رہا تھا،

"ہیلو ایوری بڈی!"

جواب میں شہیر نے اسے آڑے ہاتھوں لیتے ہوئے کہا،

"ہیلو کے بچے! کہاں تھے تم؟"

جب کہ بھابھی نے بھی اسے خفگی سے گھورتے ہوئے کہا،

"اور یہ اتنی جلدی چینج کیوں کر لیا؟ پتہ بھی تھا کہ تصویریں بنیں گیں۔"

ان کی خفگی کے جواب میں وہ اپنے ہمیشہ کے خود اعتماد اور کھلنڈرے انداز میں کہہ رہا

تھا،

''تو تصویروں کا کپڑوں سے کیا تعلق ہے؟ آپ چاہیں تو ابھی بھی تصویریں بنوا سکتا ہوں۔''

کہتے ہوئے ایک نظر مناہل کے جھکے سر پہ ڈالی جو شائد اس کی موجودگی کے باعث کچھ اور جھک گیا تھا مگر وہ اسی طرح شرارتی انداز میں بات جاری رکھتے ہوئے کہہ رہا تھا،

''اینڈ ڈونٹ وری! آپ کا دیور اس حلئے میں بھی بے حد ہینڈ سم لگ رہا ہے۔''

کہتے ہوئے شرارت سے مسکرایا جب کہ دائم بھائی نے اس کا بازو پکڑتے ہوئے کہا،

''چلو! اب یہ سب چھوڑو اور یہاں آ کر بیٹھو۔''

اسے بازو سے پکڑ کے اس طرف لے آئے جہاں وہ بیٹھی تھی، صائم نے پھر اسے دیکھا اور دل انوکھی لے پہ دھڑک اٹھا۔ ایک لمحے کو اس کا جی چاہا کہ سب کی نظروں سے چھپا کے اس پری پیکر کو کہیں دور لے جائے مگر بمشکل اپنی اس خواہش پہ بند باندھا اور قدرے سنجیدہ ہوتے ہوئے صوفے پہ اس کے ساتھ آ کر بیٹھ گیا جب کہ وہ اس کے نزدیک آ کر بیٹھ جانے پر سمٹ سی گئی تھی۔ اس کی گھبراہٹ محسوس کرتے ہوئے صائم

کے عنابی ہونٹوں پہ مسکراہٹ پھیل گئی، سر گھما کر اسے دیکھنا چاہا مگر اس کا چہرہ چھوٹے سے گھونگھٹ سے ڈھکا تھا۔دل میں ایک دم شدت سے خواہش جاگی کہ گھونگھٹ سرکا کے اس کا خوبصورت چہرہ دیکھ لے مگر بمشکل اپنی اس خواہش کو دبایا۔یہ بھی احساس تھا کہ وہ شرارتی ٹولہ اسی طرف متوجہ ہے اور پاپا کی موجودگی میں وہ سب اس کا ریکارڈ لگائیں بلکہ بجائیں یہ اسے منظور نہ تھا اس لئے بھی اس کا رویہ محتاط تھا جب کہ مناہل اس کی موجودگی اور قربت کے باعث کسی طرح بھی اپنی گھبراہٹ پہ قابو پانے میں ناکام تھی۔اس کا جی چاہ رہا تھا کہ وہ وہاں سے بھاگ جائے مگر بمشکل اپنے اوپر جبر کئے بیٹھی تھی تبھی دادو کی آواز سنائی دی جو صائم سے مخاطب تھیں،

"صائم! بیٹا یہ کنگن ہمارے خاندانی کنگن ہیں ایک جوڑی میں نے دائم کی دلہن کو دیا تھا اور یہ تمہاری دلہن کے لئے رکھا تھا۔اب میں چاہتی ہوں کہ تم یہ کنگن اپنے ہاتھ سے مناہل کو پہنادو۔"

کہتے ہوئے بے حد خوبصورت جڑاؤ کنگن کی جوڑی اس کی سمت بڑھا دیئے،اس نے وہ کنگن تھام لئے مگر شرارت پھر عود کر آئی اور وہ اپنے مخصوص شرارتی انداز میں بولا،

"دادو! یہ تو زیادتی ہے،سب کچھ دلہن کے لئے اور میرے لئے کچھ نہیں۔"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دلہن پہ خاصا زور دیا گیا اور ساتھ ہی ذرا سا رخ موڑ کے اسے دیکھنے کی کوشش کی۔ مناہل کے لئے اس کا یہ انداز تکلیف دہ تھا، اسے لگ رہا تھا کہ وہ اس کا مذاق اڑا رہا ہے۔ اس نے بمشکل اپنے اوپر قابو پاتے ہوئے اپنے آنسو ضبط کئے مگر علوینہ، مناہل کی طرف سے جواب دیتے ہوئے بولی،

''آپ کو تو سب سے زیادہ قیمتی چیز مل گئی مناہل کی صورت میں اور آپ کو کیا چاہیئے۔''

اس نے جیسے لاجواب کرنا چاہا اور وہ اس بات پہ متفق ہوتا مسکرا دیا کہا کچھ نہیں جب کہ ماما نے ہی اس سے کہا،

''اچھا! اب زیادہ تنگ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ پہناؤ کنگن۔''

ان کے کہنے پر وہ کنگن پہنانے پہ راضی ہو گیا اور قدرے آگے کی سمت جھک کر بیٹھتے ہوئے اس کے نرم نازک ہاتھ تھام لئے۔ اس کے مضبوط ہاتھوں کے لمس نے جیسے جادو اثر کیا اور اتنے دنوں سے طاری بے حس کیفیت اس وقت کہیں دور بھاگ گئی تھی اور جیسے ساری کائنات اس ایک لمس میں آسمائی تھی صائم نے بے حد استحقاق۔ سے اس کا نازک سا ہاتھ تھام رکھا تھا جب کہ مناہل کی کیفیت اس ذرا سی قربت پہ

غیر ہو گئی تھی۔اس کے جھک کے بیٹھنے سے اس کا بازو مناہل کے کندھے سے ٹکرا رہا تھا اور اس کی دھڑکنیں تیز ہوتی جارہی تھیں۔وہ خاموش بیٹھا نجانے اس کے ہاتھوں پہ غور کررہا تھا یا پھر اس کنگن کے ڈیزائن پر۔جب بھابھی سے زیادہ دیر صبر نا ہو سکا تو انہوں نے کہہ ہی دیا،

"صائم! اب پہنا بھی دو۔"

جواب میں اس نے بظاہر سنجیدگی سے کہا،

"میں یہ غور کررہا ہوں کہ یہ کنگن زیادہ خوبصورت ہیں یا پھر مناہل کے ہاتھ۔"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مگر لہجے سے شرارت صاف ٹپک رہی تھی،اس کے انداز پر مناہل کا تیز تیز دھڑکتا دل مزید تیز دھڑکنے لگا وہیں سب ہوٹ کرنے لگے۔علوینہ نے منہ بناتے ہوئے کہا،

"کچھ نہیں بس مناہل کا ہاتھ پکڑنے کا بہانہ ہے۔"

شہیر اس کے کان میں سرگوشی کرتا ہوا بولا،

"میڈم! میرے دوست کو اب مناہل کا ہاتھ پکڑنے کے لئے بہانے کی ضرورت نہیں ہے۔"

علوینہ نے سر گھما کے اس کی سمت دیکھا وہ شرارت سے مسکرایا اور وہ اونہہ کہہ کر پھر اس سمت متوجہ ہو گئی جب کہ صائم ان سب کی ہوٹنگ کی پرواہ نا کرتے ہوئے مناہل کی سمت مزید جھکا کہ اس کے مخصوص کولون کی مہک نے اسے حصار میں لے لیا۔اس کی سانسیں الجھنے لگیں اور فطری شرم نے اپنے حصار میں لے لیا۔صائم نے اس کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے کہا،

''تم ہی بتا دو۔''

مناہل نے اپنی گھنی پلکیں اٹھائیں اور اس کی نگاہیں براہ راست ان چاکلیٹ براؤن روشن آنکھوں سے مل گئیں جیسے وقت اور کائنات کی حرکت رک گئی، مناہل کو لگا جیسے کل کائنات ان روشن آنکھوں میں سمٹ آئی ہو۔وہ کئی لمحے بنا پلکیں جھپکائے اس کی آنکھوں میں دیکھتی رہی، وہ اس کی محویت پہ مسکرایا اور شرارت سے اپنی بائیں آنکھ دبا دی۔مناہل ایک دم ہوش میں آئی اور گھنی پلکوں کی باڑھ جھکا دی، دل ایک بار پھر خود ترسی کا شکار ہونے لگا۔صائم نے وہ خوبصورت کنگن اس کی نازک کلائی کی زینت بنا دیئے جب کہ وہ اس وقت اسی احساس کے زیر اثر سوچ رہی تھی کہ وہ زبردستی اس کی زندگی میں شامل ہوئی ہے، زبردستی اس کے اوپر مسلط کی گئی ہے اور یہ سب بھی

وہ گھر والوں کی خوشی کی خاطر کر رہا ہے۔ یہ احساس اتنا حاوی ہوا کہ وہ اپنے اوپر زیادہ دیر ضبط نا کر سکی، اس کی آنکھ سے ایک آنسو ٹپک کے صائم کی مضبوط ہتھیلی پہ گرا اور وہ جو واقعی غور کر رہا تھا کہ یہ کنگن زیادہ خوبصورت ہیں یا مناہل کے ہاتھ ایک دم چونک گیا۔ اس کے خوبصورت چہرے پہ نظر گئی تو مزید ٹھٹھک گیا، وہ اپنے آنسو صاف کر رہی تھی۔ اس نے کچھ سوچا اور اس کا نازک ہاتھ دبا کر چھوڑ دیا پھر اٹھ کے شہیر اور زین کی سمت بڑھ گیا۔ ان دونوں سے نجانے کیا کہا کہ وہ دونوں بھی اس کے ساتھ ہی باہر نکل گئے۔ مناہل نے جھکی نظروں سے اسے جاتے دیکھا مگر بجائے اطمینان ہونے کے اس کا دل مزید اضطراب کا شکار ہو گیا اور وہ چاہ کے بھی ان سب کے ساتھ مل کر انجوائے نا کر سکی۔

دو تین دن بے حد تیزی سے گزرے کہ پتہ ہی نا چلا، اس نے تو اس دن کے بعد سے اپنے آپ کو اپنے بیڈ روم تک محدود کر لیا تھا کہ صائم سے سامنا ہی نہیں ہوا تھا۔ ابھی

بھی وہ شاور لے کر بیڈ روم کی کھڑکی میں آ کھڑی ہوئی، اس کھڑکی سے لان کا نظارہ صاف نظر آتا تھا۔ وہ بھی کھڑی ہو کر سامنے لان میں لگے پھولوں کو دیکھنے لگی، بچپن کے کتنے منظر اس کے ذہن کے پردے پہ چل رہے تھے۔ جن میں وہ صائم کے ساتھ کھیلتی، ہنستی کھلکھلاتی اس لان میں بھاگتی پھر رہی تھی۔ پھر سب کچھ بدل گیا، وقت بدل گیا، حالات بدل گئے، وہ خود بدل گئی۔ اس نے ایک گہرا سانس لیا اور وہاں سے پلٹی جب دروازہ کھلا اور ماما کے ساتھ بھابھی اس کے بیڈ روم میں داخل ہوئیں، دونوں کے ہاتھوں میں ڈھیر سارے شاپنگ بیگز تھے۔ اس نے قدرے حیرانی سے دونوں کو دیکھا جب کہ بھابھی نے کہا،

NEW ERA MAGAZINE
.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"تم تو اب کمرہ نشین ہو گئی ہو اس لئے ہمیں ہی تمہارے لئے زحمت کرنی پڑی۔"

کہتے ہوئے اپنے ہاتھوں میں پکڑے شاپنگ بیگز اس کے بیڈ پہ ڈھیر کر دیئے، مناہل نے نا سمجھ میں آنے والے انداز میں انہیں دیکھا۔ ماما اس کی حیران شکل دیکھ کے مسکرائیں اور کہا،

تمہارے لئے کچھ شاپنگ کی ہے، تم دیکھ لو۔"

ان کے محبت آمیز انداز پہ وہ شرمندہ سی ہو گئی اور کہا،

"ماما! اس سب کی کیا ضرورت تھی اتنے کپڑے ہیں تو۔"

اس نے جیسے عذر تراشا جب کہ بھابھی نے اس کا عذر کرتے ہوئے کہا،

"ضرورت کیوں نہیں ہے اب تم اس خاندان کی بہو ہو۔"

کہتے ہوئے شاپنگ بیگز کھولنے لگیں مگر جانے کیوں اس کے دل میں یہ بات ترازو ہو گئی آجکل ویسے بھی دل چھوٹی چھوٹی باتوں پہ اداس ہو جاتا تھا، اپنی کم مائیگی کا احساس بڑھ گیا تھا۔ وہ اداس سی ان کے نزدیک چلی آئی گو دل میں یہ خیال تھا کہ اس میں گھر والوں کا کیا قصور ہے مجھے ایسا نہیں سوچنا چاہیئے نا ہی ان کسی کے خلوص پہ شبہ کرنا چاہیئے۔ اس سوچ کے ساتھ ہی اس نے بمشکل اپنے اوپر قابو پایا اور ماما اور بھابھی کی سمت متوجہ ہوئی جو اسے جدید اسٹائل اور خوبصورت ڈیزائن والے ڈریسز دکھا رہیں تھیں۔ پارٹی ویئرز کے علاوہ کاٹن اور لان کے سادے مگر بے حد خوبصورت سوٹ تھے۔ اس کے علاوہ شوز، سینڈلز اور سلیپرز بھی تھے، ہینڈ بیگز اور استعمال کی اور چیزیں بھی تھیں۔ وہ نا چاہتے ہوئے بھی اس سب کی سمت متوجہ تھی اور مسکراتے ہوئے تمام چیزوں کی تعریف کر رہی تھی تبھی بھابھی نے خوبصورت سا بے بی پنک اور وائٹ کمبینیشن کا کرتا جس کے دامن اور فل سلیوز پہ وائٹ خوبصورت کڑھائی ہوئی تھی

ساتھ میں میچنگ کا پنک شیفون کا ائمبر ؤائڈڈ دوپٹہ تھا، بھابھی نے اس کی سمت بڑھایا۔

وہ حیران سی ہو کر انہیں دیکھتے ہوئے کہہ رہی تھی،

"اس کا کیا کروں؟"

جواب میں بھابھی اسے گھورتے ہوئے کہنے لگیں،

"کیا کروں کیا مطلب؟ لڑکی اسے پہن کے دکھاؤ۔"

ان کے دوٹوک انداز پہ وہ شرمندہ سی ہو گئی، جی چاہا منع کر دے مگر پھر یہ سوچ کے اس میں گھر والوں کی کیا غلطی ہے اس لئے ان کے ہاتھ سے سوٹ لے کر واش روم کی سمت بڑھ گئی جب کہ بھابھی نے پھر پکار لیا،

"تم چینج کر لو پھر لان میں آ جانا شام کی چائے وہیں پئیں گیں۔"

بھابھی اس کو کہتی باہر چلی گئیں اور وہ سر ہلاتی واشروم میں آ گئی، چینج کر کے باہر نکلی، بال سلجھا کر ڈھیلے ڈھالے جوڑے کی شکل میں باندھ لئے، پیروں میں بھابھی کے ہی لائے ہوئے میچنگ کھسے ڈال کر وہ نیچے چلی آئی۔ ہال اور لاؤنج میں کوئی نظر نا آیا وہ بھابھی کو ڈھونڈتی کچن میں آئی مگر وہ وہاں بھی نہیں تھیں، وہ سوچتی ہوئی لان کی سمت

بڑھی کہ شائد وہ وہاں ہوں مگر لان میں بھی کوئی نا تھا۔وہ حیران سی ہوئی اور واپس پلٹنا چاہا مگر خوبصورت موسم میں لان میں کھلے خوبصورت پھولوں نے اس کی توجہ اپنی طرف کھینچ لی پھر اتنے دنوں سے اپنے کمرے میں بند اس وقت لان کی تازہ فضاء اسے اچھی لگ رہی تھی۔وہ خاموشی سے چلتی پھولوں کے کنج کی پاس چلی آئی، گہرا سانس لے کر فضاء میں رچی پھولوں کی مہک اپنے اندر اتار لی۔آہستگی سے ہاتھ بڑھا کر پھولوں کی ملائمت محسوس کی تبھی صائم کی بھاری آواز پہ اس کا دل تیزی سے دھڑک اٹھا۔

وہ جو پھولوں کے کنج کے پاس مسحور سی کھڑی تھی اور صائم کی بھاری آواز پہ اس کا دل دھڑک اٹھا، وہ کہہ رہا تھا، ''

ان خوبصورت پھولوں میں گھری تم بھی ایک خوبصورت پھول ہی لگ رہی ہو۔''''

اس نے نظریں نیچے کیئے ذرا سی گردن موڑ کر اس طرف دیکھا جہاں سے آواز آئی تھی، وہ اس کے دائیں طرف ذرا فاصلے پر پینٹ کی پاکٹ میں ہاتھ ڈالے کھڑا، ہمیشہ کی طرح ہینڈسم لگ رہا تھا۔ڈارک بلیو ڈریس شرٹ پہ لائٹ بلیو کمبینیشن کا کوٹ اور ڈارک

براؤن کاٹن پینٹس کے ساتھ بلیک لیدر شوز خاصے امپریسو لگ رہے تھے، اپنی مخصوص دلکش مسکراہٹ اور چاکلیٹ براؤن روشن آنکھوں کے ساتھ پوری طرح ماحول پہ چھایا ہوُا تھا۔ مناہل کا تیز تیز دھڑکتا دل مزید تیزی سے دھڑکنے لگا، ہاتھوں میں لرزش سی آگئی۔ اس نے جلدی سے اندر جانے کے لئے رخ موڑا مگر وہ مضبوط قدم اٹھاتا عین اس کے سامنے آکر رک گیا اور مناہل کا دم جیسے حلق میں اٹک گیا جب کہ وہ اس وقت اور ہی موڈ میں تھا۔ اس کی مخمور نگاہیں مناہل کے گلابی مائل گندمی چہرے پہ جمی تھیں جو شائد اس کی نگاہوں کی حدت یا پھر اس کی موجودگی کے باعث سرخی مائل ہو رہا تھا۔ ڈھلتے سورج کی نارنجی روشنی اس کے گلابی مائل چہرے کو نکھار دے رہی تھی۔ اس کی نگاہوں سے نگاہیں چراتی، ڈھلکتا آنچل سنبھالتی، گھبرائی گھبرائی سی بے حد پرکشش لگ رہی تھی۔ صائم نے اپنا ہاتھ بڑھا کر اس کا مرمریں ہاتھ تھامنا چاہا اور وہ ایک دم گھبرا کے ایک قدم پیچھے ہو گئی۔ صائم نے قدرے حیرانی سے اسے دیکھا، وہ گھبرائی گھبرائی سی اس سے نگاہیں ملائے بغیر اپنا نچلا ہونٹ کچل رہی تھی۔ اس کی گھبرائی صورت اور اضطرابی حرکت سے اس کی حالت کا اندازہ لگانا مشکل نا تھا، اس کے ہونٹوں پہ شرارتی مسکراہٹ گہری ہو گئی۔ وہ ایک قدم مزید اس کی سمت بڑھا اور وہ جو پیچھے ہٹنا چاہتی تھی اسے موقع دیئے بغیر اس کا ہاتھ تھام کر ایک دم اپنی سمت کھینچ

لیااور وہ جو تیار نہیں تھی ایکدم اس کے ایسا کرنے سے اس کے بازوؤں میں سما گئی۔اس کے اس قدر نزدیک آنے پر وہ صائم کو ایسا لگا کہ جیسے بھینی بھینی خوشبو نے اسے اپنے حصار میں لے لیا ہو،اس نے ایک گہری سانس لے کر جیسے اس خوشبو کو اپنے اندر اتار لیا۔اس کے چہرے پہ ایک تفصیلی نظر ڈالی جو پریشان سی اس کے نزدیک کھڑی اپنی ہتھیلی اس کے سینے پہ رکھے فاصلہ بڑھانے کی ناکام سی کوشش کر رہی تھی۔صائم کی نظریں اس کی روشن پیشانی سے ہوتیں اس کی گھنی پلکوں پہ اٹکتیں اس کے گلابی ہونٹوں پہ ٹک گئیں۔اس سے پہلے ان دونوں کا بچپن،لڑکپن اور پھر جوانی ایک ساتھ گزرا تھا کئی موقع ایسے ہوتے جب وہ ایک دوسرے کے نزدیک ہوتے مگر کیونکہ دونوں کے دل صاف تھے تو کبھی ایسا کوئی خیال بھی نہیں آیا جس پہ دونوں کو ہی شرمندگی ہوتی۔مناہل کا رویہ تمام تر بے تکلفی ہونے کے باوجود بے حد محتاط ہوتا تھا اور وہ بھی اپنے تمام ترلاابالی اور کھلنڈرے پن کے باوجود ہمیشہ ایک حد میں رہتا تھا۔مگر آج کچھ مختلف تھا،کچھ الگ جو اس سے پہلے کبھی محسوس نہیں ہوا تھا۔دل کی کیفیت بالکل جدا تھی،اس قربت میں استحقاق تھا،محبت تھی مگر احترام کے ساتھ۔اس نے دائیں بازو کے حصار میں لئے لئے اپنے بائیں ہاتھ سے اس کے بالوں کی موٹی سی لٹ جو اس کے گال پہ جھول رہی تھی،ہٹادی۔جب کہ مناہل کی حالت اس ذرا سے

لمس سے ہی غیر ہو گئی۔اس نے اپنی آنکھیں میچ لیں،وہ قدرے اس کی سمت جھکا اور اس نے اپنا چہرہ گھما لیا اور دھیمی لرزتی آواز میں کہا،

"مم۔۔۔۔مجھے جانا ہے۔"

اس کی آواز کے ساتھ اس کا پورا وجود لرز رہا تھا جب کہ وہ اس کا التجا آمیز لہجہ نظر انداز کرتا ہوُا بولا،

"اگر نا جانے دوں،تو؟"

اس کی بھاری سرگوشی،اس کی قربت اور اس کا پر تپش لمس مناہل کی جان پہ بنا گیا۔اس نے ہراساں ہو کر اس کی سمت دیکھا،وہ آنکھوں میں شرارتی چمک اور ہونٹوں پہ شرارتی مسکراہٹ لئے اسے ہی تک رہا تھا۔مناہل نے گھبرا کے ارد گرد دیکھا لان میں اس وقت کوئی نہیں تھا مگر کوئی آتو سکتا تھا یہ سوچ ہی اسے پریشان کر گئی اور اس نے روہانسی آواز میں کہا،

"کِک۔۔۔۔کوئی آجائے گا۔"

اس کے انداز پہ وہ مسکرایا اور اس کے دونوں نازک ہاتھوں کو اپنی مضبوط گرفت میں

جکڑ کر اپنے سینے پہ رکھ لیا اور مزید اس کی سمت جھکتے ہوئے کہا،

"آنے دو۔"

اس کی آواز سرگوشی سے کچھ ہی اونچی تھی، مناہل کا دل ڈوب کے ابھرا مگر خوشی کے بجائے اس پہ خوف کا غلبہ تھا شائد کہیں اپنی کم مائیگی کا بھی احساس تھا اس لئے اس کا ضبط جواب دے گیا اور خوبصورت آنکھوں سے آنسو بہہ کر ریشمی گالوں کو بھگونے لگے۔ وہ جو اس وقت کسی اور ہی دنیا کا باسی بنا ہوا تھا ایک دم ہوش میں آیا، حیرانی سے اس کے بہتے آنسو دیکھے۔ اس حیرانی میں گرفت ڈھیلی پڑی اور وہ ایک دم اپنے آپ کو چھڑواتی پلٹ کے اندر کی سمت بھاگی، وہ بھی حیران سا اس کے پیچھے گیا، اس دوران وہ بیرونی دروازہ کھول کے اندر داخل ہوئی اور سامنے سے آتی بھابھی سے ٹکرا گئی۔ بھابھی اس کے اس طرح آندھی طوفان کی طرح اندر آنے اور اپنے آپ سے ٹکرا جانے پہ بوکھلا سی گئیں مگر پیچھے آتے صائم کو دیکھ کر کچھ کچھ سچوئشن کا اندازہ انہیں ہو گیا۔ وہ مسکرائیں اور ان کی معنی خیز مسکراہٹ دیکھ کر صائم خجل سا اپنے گھنے بالوں میں ہاتھ پھیر کر رہ گیا جب کہ مناہل ابھی تک بھابھی کے حصار میں سمٹی سوں سوں کر رہی تھی۔ بھابھی نے محبت سے مناہل کو تھامتے ہوئے پوچھا،

''کیاہوا مناہل؟روکیوں رہی ہو؟''

کہتے ہوئے اسے اپنے آپ سے علیحدہ کرنا چاہا وہ کچھ نہیں بولی البتہ سوں سوں جاری تھی،گلابی چہرہ سرخی مائل ہوکر اور بھی خوبصورت لگ رہا تھا۔بھابھی کو اس وقت وہ بے حد معصوم لگی اور انہیں اس پہ ٹوٹ کے پیار آیا مگر صائم کو گھورتے ہوئے انہوں نے کہا،

''ضرور صائم نے کچھ کہا ہوگا۔''

ان کی توپوں کا اپنی طرف ہوتا دیکھ کر جہاں وہ بوکھلایا وہیں وہ بھی سٹپٹا گئی اور ان سے الگ ہوئی اور نگاہ براہ راست ان روشن چاکلیٹ براؤن آنکھوں سے مل گئیں۔وہ کچھ جھنجھلائی کچھ گھبرائی یہ سوچ سوچ رہی تھی کہ کیا ضرورت تھی اتنا جذباتی ہونے کی،بھابھی البتہ صائم کی بظاہر کلاس لے رہیں تھیں مگر لہجہ ازحد شرارتی تھا،

''کیوں بھئی لڑکی کو اکیلا دیکھ کر تنگ کر رہے ہو؟''انہوں نے اپنا سوال دوہرایا مگر وہ بجائے مطمئن ہونے کے مزید سٹپٹا گئی،ان کا سوال سادہ تھا مگر انداز ذومعنی تھا۔صائم ان کی باتوں کو انجوائے کرتا شرارت سے کہہ رہا تھا،

"مائینڈ یو! ڈئیر بھابھی یہ لڑکی میری بیوی ہوتی ہے۔"

لہجہ میں شوخی تھی تو انداز میں سرمستی کوٹ کوٹ کے بھری تھی جب کہ شرارتی نگاہیں اس کے خوبصورت چہرے پہ جمیں تھیں جو جانے کس احساس سے سرخی مائل ہو رہا تھا۔بھابی نے اس کے جواب پہ محظوظ ہوتے ہوئے کہا،

"اچھاجی! یہ بات ہے۔"

ان کی مصنوعی حیرانی پہ اس نے بھی اسی انداز میں کہا،

"کیوں آپکو کوئی شک ہے،ابھی چاہوں تو ہاتھ پکڑ کے اپنے بیڈروم میں لے جا سکتا ہوں۔"

لہجے میں محبت اور فخر کے ساتھ اس کو پالینے کی خوشی بھی تھی مگر مناہل کو صرف انا اور زعم نظر آیا،دل میں ایک ہوک سی اٹھی۔بھابھی ابھی بھی اس کے ساتھ الجھی ہوئی تھیں،

"دیور جی! اتنا بے صبراپن دکھانے کی ضرورت نہیں ہے ویسے بھی پاپا نے کہا ہے جب تک مناہل اپنی اسٹڈیز کمپلیٹ نہیں کر لیتی رخصتی نہیں ہو گی۔"

صائم نے حیرانی سے انہیں دیکھا مگر انہوں نے بمشکل اپنی مسکراہٹ دباتے ہوئے کہا،

"اور اب نا دیکھوں کہ تم نے اس کو رلایا ہو۔"

جواب میں وہ اسی شرارتی انداز میں بولا جو اس کا خاصا تھا،

"قسم لے لیں جو میں نے رلانے والی بات کی ہو اب اس کو پیار پہ بھی رونا آتا ہے تو میں کیا کروں؟"

کہتے ہوئے شرارتی نظروں سے اسے دیکھا اور وہ جو ایسی کسی بات کی توقع نہیں کر رہی تھی اس کی بات اور نظروں پہ بالکل ہی حواس باختہ ہو گئی پھر تیزی سے بنا ان دونوں کی سمت دیکھے اندر دوڑ گئی۔ بھابھی نے مسکراتے ہوئے صائم کو دیکھا اور وہ بھی مسکراتا ہوا سیڑھیاں چڑھ گیا۔

اس شام وہ دادو کے ساتھ ان کے بیڈروم میں ان کی گود میں سر رکھے ان کے پرانے

البمز دیکھ رہی تھی، دادو ساتھ ساتھ پرانے قصے بھی سنا رہیں تھیں کہ ہر تصویر کے ساتھ ڈھیروں سنہری یادیں جڑی تھیں۔ وہ بے حد دلچسپی سے ان کو سنتی مسکراتے ہوئے البم دیکھ رہی تھی جب دروازہ کھلا اور صائم نے اندر آتے ہوئے دادو کو سلام کیا۔ اس نے جلدی سے اپنے اوپر پھیلا کمبل سر تک اوڑھ لیا مگر صائم کی نظروں سے اس کی یہ حرکت چھپی نا رہ سکی، وہ اپنی مسکراہٹ دباتا دادو کی سمت آیا اور ان کے آگے اپنا گھٹنے، چمکیلے بالوں والا سر جھکا دیا۔ دادو نے ہمیشہ کی طرح اس کے سر پہ ہاتھ پھیر کے دعا دی جب کے مناہل نے ذرا سا بلینکٹ ہٹا کے اس کو دیکھا۔ حلیے سے اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ سیدھا آفس سے یہیں آ رہا ہے، بلیک کوٹ بازو پہ لٹکائے، وائٹ شرٹ کی سلیوز کہنیوں تک فولڈ کئے، قدرے بکھرے بالوں میں بے حد ڈیشنگ لگ رہا تھا۔ سیدھا ہوتے ہوئے اس کی نظر بلینکٹ کے اندر سے جھانکتی ان خوبصورت بادامی آنکھوں سے مل گئی مگر مناہل نے جلدی سے چہرہ دوبارہ بلینکٹ کے اندر کر لیا، وہ اس کی حرکت پہ مسکرایا اور کہا،

"دادو! مناہل سو رہی ہے؟"

مناہل کا دل اچھل کر حلق میں آیا، اب بھانڈہ پھوٹنا لازمی تھا، دادو نے ایک نظر مناہل

کے بلینکٹ میں چھپے وجود پہ ڈالی اور ابھی کچھ کہتیں کہ اس نے ہاتھ کے اشارے سے منع کر دیا اور کہا، ”رہنے دیں میں اس سے ہی بات کرنے آیا تھا بعد میں کر لوں گا۔“

کہتا ہوا دروازے کی سمت بڑھا، مناہل نے ایک گہرا اطمینان بھرا سانس لیا اور کان دروازے کی آواز پہ لگا دیئے اور تبھی دروازہ کھل کے بند ہوا اور اس کے جانے کا یقین کر کے اس نے اپنے اوپر سے بلینکٹ ہٹایا اور تبھی نظر سب سے پہلے دادو کے بیڈ کے سائڈ میں رکھی چیئر پہ بیٹھے صائم پہ پڑی، اسے ایسا لگا اس پہ گھڑوں پانی گزر گیا ہو۔ دادو اور صائم اس کی حالت پہ ہنس دیئے جب کہ وہ بمشکل اپنے آنسو پیتی بیڈ کے دوسری سائیڈ سے اترنے لگی کہ وہ اسے پکار بیٹھا،

”بات سنو! اب اٹھ ہی گئی ہو تو میری بات سن لو۔“

اس کا چہرہ سرخ ہوا جب کہ دادو اس کا دفاع کرتے ہوئے کہہ رہیں تھیں،

”صائم! تنگ مت کرو مناہل کو؟“

ان کے تنبیہہ کرتے لہجے پہ وہ ہاتھ اٹھاتا کہنے لگا،

”ابھی تو کچھ کیا ہی نہیں ہے دادو۔“

www.neweramagazine.com

بھاری لہجہ ذو معنی تھا، مناہل کا سر جھک گیا جب کہ دادو کو اس پہ ترس آ گیا اور انہوں نے کہا،

"لگتا ہے مناہل کا پردہ کروانا پڑے گا تم سے۔"

ان کے کہنے کی دیر تھی کہ وہ فورا" شرافت کے دائرے میں آتے ہوئے بولا، "ارے دادو! میں تو مذاق کر رہا تھا۔"

پھر سنجیدہ ہوتے ہوئے مناہل کی سمت رخ کرتے ہوئے کہا،

"تمہارا سیل فون کیوں آف ہے؟"

مناہل نے اسے ایک نظر دیکھا گو جواب دینے کا جی تو نہیں چاہ رہا تھا مگر دادو کی موجودگی کے باعث مجبوری تھی اس لئے دھیمی آواز میں کہا،

"آن کرنا یاد نہیں رہا۔"

لہجہ حتی الامکان نارمل رکھنے کی کوشش کی ورنہ اتنے دنوں سے اس کے تصور سے وحشت ہی ہوتی تھی جواب میں وہ بھنویں اچکاتے ہوئے کہنے لگا،

علوینہ کی کال میرے پاس آئی تھی وہ تمہارے یونیورسٹی جوائن anyways" اچھا!

کرنے کا پوچھ رہی تھی۔"

یونیورسٹی کے نام پر مناہل کا دل ڈوب کے ابھرا ایک عجیب طرح کا خوف سا محسوس ہوًا۔اس نے بمشکل لہجہ نارمل رکھتے ہوئے کہا،

"میں خود اس سے بات کر لوں گیں۔"

دادو ساری گفتگو سن رہیں تھیں اس کی بات کے اختتام پہ انہوں نے کہا،

"مناہل! بیٹا! واقعی تم کو کلاسز مس نہیں کرنی چاہئیں،پہلے ہی اتنا لاس ہوًا ہے پڑھائی کا،تم علوینہ کو ابھی کال کر لو اور اس کو بتادو کہ تم کب یونیورسٹی جاؤ گی۔شاباش!"

اس نے اثبات میں سر ہلانے پر اکتفا کیا جب کہ وہ جو بغور اس پہ نظریں جمائے ہوئے تھا کہنے لگا،

"کال بھی کر لینا مگر فی الحال تھوڑی دیر میں ریڈی ہو جاؤ۔"

دادو نے سوالیہ جب کہ مناہل نے گھبرائی نظروں سے اسے دیکھا مگر وہ مسکراتا ہوًا دادو کے ہاتھ تھام کر انہیں تسلی دیتے ہوئے بولا،

"ڈونٹ وری! دادو ڈیئر آپ کی پوتی کو ڈنر پہ لے کے جا رہا ہوں۔"

دادو نے مسکراتے ہوئے سر ہلایا جب کہ وہ اندر ہی اندر جز بز ہوگئی، دادو کی موجودگی کے باعث اسے کچھ کہہ بھی نہیں سکتی تھی اس لئے دل ہی دل میں کلس کے رہ گئی جب کہ وہ اس سے مخاطب تھا،

"تم ریڈی ہو جاؤ کیونکہ ٹائم شارٹ ہے علوینہ، شہیر اور زین ہمارا ویٹ کر رہے ہوں گے۔"

مناہل کا جی چاہا منع کر دے مگر وہ دادو سے اجازت لے کر کمرے سے ہی نکل گیا، وہ وہیں بیٹھی انگلیاں مسل رہی تھی جب دادو نے اسے دیکھا اور محبت سے کہا،

"مناہل! بیٹا! جاؤ تیار ہو جاؤ۔"

وہ اندر ہی اندر صائم کی چالاکی پہ کڑھتی مگر دادو کے سامنے کچھ کہہ نا سکی اور خاموشی سے اٹھ کے باہر آ گئی مگر صائم کے ساتھ جانے کا اس کا کوئی ارادہ نا تھا۔ وہ جلتی کڑھتی اوپر آئی اور صائم کے بیڈ روم کے سامنے آ کر ایک دم سے دروازہ کرا اندر داخل ہو گئی مگر اندر داخل ہوتے ہی جیسے اسے شرمندگی نے لپیٹ میں لے لیا اور وہ جو بنا شرٹ کے صرف ٹراؤزرز میں سامنے کھڑا دراز میں سے کچھ تلاش کر رہا تھا، دروازہ کھلنے پر پلٹا اور مناہل کو دیکھ کر ٹھٹھکا پھر اس کے ہونٹوں پہ معنی خیز مسکراہٹ پھیل گئی۔ مناہل

جی بھر کے شرمندہ ہوئی،اپنی عقل پہ ماتم بھی کیا کہ اس طرح بے دھڑک اس کے بیڈروم میں گھسنے کی کیا ضرورت تھی۔شرمندگی اور گھبراہٹ کے زیر اثر وہ جلدی سے پلٹی اور وہ جو اس کی گھبراہٹ پہ محظوظ سا مسکرا رہا تھا ایکدم اس کی سمت بڑھا اور اس کا نازک ہاتھ تھام کر اسے روک لیا۔وہ جو باہر نکلنا چاہ رہی تھی اس کے ایسا کرنے پہ بے تحاشا گھبرا گئی،سٹپٹا کے اس کی سمت دیکھا،وہ دلکشی سے مسکراتا ہوا اپنی روشن آنکھوں سے اسی کی سمت متوجہ تھا۔اس کا دل زوروں سے دھڑکنے لگا،وہ دل ہی دل میں اپنی عقل کو برا بھلا کہہ رہی تھی اور وہ دلچسپی سے اس کے تاثرات دیکھتا شرارت سے اس سے مخاطب تھا،

"جی مسز صائم کوئی کام ہے؟"

اس کی قربت اور تنہائی ہی اس کے اوسان خطا کرنے کو کافی تھے کہ اس کے اس طرح مخاطب کرنے پہ وہ باوجود اس سے شاکی ہونے کے بے تحاشا شرما گئی۔صائم نے اس کا شرم سے سرخ پڑتا چہرہ دلچسپی سے دیکھا اور قدرے اس کی سمت جھکتے ہوئے کہا،"

"بولو نا!"

اس کے اس طرح کہنے پہ وہ مزید شرما گئی اور اپنا چہرہ دونوں ہاتھوں میں چھپا لیا۔صائم

کی مسکراہٹ گہری ہوئی اور وہ اسے تھامے تھامے بیڈ پہ ٹک گیا مگر وہ اس کے حصار میں سمٹی اپنی منتشر دھڑکنوں کو ہی شمار کر رہی تھی جب اس کی بھاری سرگوشی اس کے پاس ہی گونجی،

"میرا خیال ہے سب کو منع کر کے آج کا ڈنر کینسل کر دیتے ہیں۔"

اس کے بھاری لہجے کی ذومعنیت مناہل کو شرم کے ساتھ روہانسا کر گئی اس لئے دھیمی اور روہانسی آواز میں اس نے کہا،

"مم۔۔۔میں چینج کر لیتی ہوں۔"

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جواب میں وہ شرارتی لہجے میں بولا،

"نہیں! اگر تمہارا موڈ میرے ساتھ اس طرح ٹائم spent کرنے کا ہے تو I don't mind".

اس کے لہجے میں شرارت کوٹ کوٹ کر بھری تھی، مناہل کو لگا اس کا تیز تیز دھڑکتا دل باہر آجائے گا۔" وہ آہستگی سے بولی،

"پپ۔۔۔۔پلیز صائم!"

روہانسے لہجے پہ آنسو غالب آ گئے،اسے اس پہ ترس آ گیا اس لئے گرفت ڈھیلی کر دی اور اس کی گرفت ڈھیلی پڑتے ہی وہ سرعت سے اٹھی تھی اور اسی تیزی سے اٹھ کے دروازے کی سمت لپکی کہ اس نے پھر پکار لیا،

"جلدی سے ریڈی ہو جاؤ۔"

مگر وہ رکی نہیں اپنی بے قابو دھڑکنوں کے ساتھ سرعت سے دروازہ عبور کر گئی جب کہ وہ اس کی حالت یاد کر کے محظوظ ہو کر مسکرا دیا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اور پھر کچھ دیر میں وہ دونوں ساحل سمندر پہ واقع اوپن ائیر خوبصورت سے ریسٹورنٹ میں داخل ہو رہے تھے یہ الگ بات ہے وہ سارے رستے صائم کی شوخ نظروں کی ذد میں رہی تھی اور چاہ کے بھی اسے منع نہیں کر سکی تھی۔خدا خدا کر کے پارکنگ ملی اور ریسٹورنٹ میں بھی بے تحاشا رش تھا مگر اس رش کے باوجود ان تینوں نے انہیں دیکھ کر ہاتھ ہلایا۔وہ دونوں ان سب کی سمت بڑھے،مناہل علوینہ سے ملنے لگی اور علوینہ

نے مسکراتے ہوئے کہا،

"اچھی لگ رہی ہو۔"

اس کمینٹ پہ وہ نا چاہتے ہوئے بھی جھینپ کر مسکرا دی۔وہ واقعی بلیو knee length شرٹ جس پہ ملٹی کلر میں ایمبر وائڈری ہوئی تھی اور وائٹ اسٹریٹ ٹراؤزرز جن کے پائنچوں پہ خوبصورت ایپلیک ورک تھا اور ساتھ ملٹی کلر جیورجٹ کا پرنٹڈ دوپٹہ تھا، مناسب میک اپ اور جیولری میں گھنے بال پشت پہ کھولے دل موہ رہی تھی۔ان دونوں کو دیکھ کے زین کو شرارت سوجھی اور اس نے کہنا اپنا فرض سمجھا،

"مناہل اتنی اچھی لگ رہی ہے تبھی تو لیٹ آئے ہیں دونوں۔"

اس کے معنی خیز انداز پر جہاں مناہل جھینپی وہیں صائم نے زبردست قہقہہ لگایا اور کہا،

"جب بندہ میرڈ ہو جاتا ہے تو اتنی دیر تو جائز ہے۔"

کہتے ہوئے شرارت سے اسے دیکھا اور اس کا ذو معنی لہجہ مناہل کو شرمانے پہ مجبور کر گیا وہ سٹپٹا کے ایکدم رخ موڑ گئی اور وہ سب ہی اسے دیکھتے ہوئے ہنس پڑے۔علوینہ کو ہی اس کی حالت پہ رحم آیا اور وہ ان سب کو ڈپٹتے ہوئے بولی،

www.neweramagazine.com

"اچھا! بس کرو تم تینوں خواہمخواہ پزل کر رہے اسے۔"

اس کے ڈپٹنے کے باوجود وہ تینوں ہی ڈھٹائی سے ہنس پڑے جب کہ علوینہ انہیں ایسے گھور رہی تھی کہ جیسے کہہ رہی ہو، "تم لوگ نہیں سدھر سکتے۔" وہ سر ہلا کے انہیں دیکھتی مناہل کا ہاتھ تھام کر ریزرو ڈ ٹیبل کی سمت بڑھ گئی، وہ تینوں بھی مسکراتے ہوئے ٹیبل تک آ گئے۔ پھر انہیں خوشگوار باتوں اور نوک جھونک کے دوران، ایک دوسرے کی کمپنی انجوائے کرتے ان سب نے ڈنر بھی انجوائے کیا۔ ڈنر کے بعد وہ سب ساحل پہ آ گئے، وہ تینوں ایک طرف کھڑے اپنی باتوں میں مگن تھے جب کہ وہ دونوں ٹہلتے ہوئے باتیں کر رہیں تھیں، باتیں کیا کر رہیں تھیں علوینہ ہی زیادہ بول رہی تھی جب کہ وہ خاموشی سے اس کی باتیں سنتی ہوں ہاں کر رہی تھی۔ اس کی خاموشی محسوس کرتے ہوئے علوینہ نے ہی اسے مخاطب کیا،

"مناہل!"

اور وہ ایسے چونکی جیسے اسے کسی نے جھنجھوڑ کے گہری نیند سے جگا دیا ہو۔ علوینہ نے بغور اسے دیکھا اور پوچھا،

"مناہل! کیا ہوا ہے اتنی خاموش اور کھوئی کھوئی کیوں ہو۔"

مناہل نے اُڑتے بالوں کی موٹی سی لٹ سمیٹ کر بالوں کے پیچھے کی اور قصداً"
مسکراتے ہوئے کہا،

"نہیں ایسی تو کوئی بات نہیں ہے میں تمہیں سن رہی ہوں۔"

علوینہ نے آنکھیں سکیڑ کے اسے دیکھا اور اس کا رخ اپنی سمت کیا اور وہ جو تیار نہیں تھی ایسا کرنے پر گڑبڑا گئی مگر وہ سنجیدگی سے اسے دیکھتے ہوئے کہہ رہی تھی،

"کیا ہوا ہے اپ سیٹ کیوں ہو؟ کیا صائم نے کچھ کہا ہے یا سبرینہ نے؟"

اس نے نفی میں سر ہلایا جب کہ علوینہ اسی سنجیدگی سے کہہ رہی تھی کہ،

"میں صرف اتنا کہوں گیں جو کچھ بھی ہوا بے حد تکلیف دہ تھا ایسا نہیں ہونا چاہیے تھا مگر شائد تقدیر میں ایسا ہی ہونا لکھا تھا صائم کو تمہاری زندگی میں اسی طرح شریک ہونا تھا یہ تقدیر کے فیصلے ہوتے ہیں جو سب سے زیادہ درست ہوتے ہیں۔"

مناہل جانتی تھی کہ وہ علوینہ سے کچھ چھپا نہیں پائے گی، وہ چھپانا چاہتی بھی نہیں تھی کہ خود سے لڑ لڑ کے تھک چکی تھی۔ اس نے ایک تھکا ہوا سانس فضاء کے سپرد کیا اور جیسے تھک کے قریبی پتھر پہ ٹک گئی اور ایک غیر مرئی نقطے پہ نظریں جما کے کہا،

NEW ERA MAGAZINE.com Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

''تم میری فیلنگز سے اچھی طرح واقف ہو، تم یہ بھی جانتی ہو کہ میں کہ صائم کے لئے میری فیلنگز کیا ہیں اس حساب سے قدرت نے مجھے سنہری موقع دیا ہے مگر صائم کے ساتھ کی جو قیمت مجھے چکانی پڑی ہے وہ بہت زیادہ ہے۔جو بدنامی میرے حصے میں آئی ہے اور ماما بابا اور دادو نے پورے خاندان میں جو شرمندگی برداشت کی ہے وہ احساس مجھے اندر سے توڑ رہا ہے اور رہ گیا صائم سے رشتہ جڑنے پہ خوش ہونے کا سوال تو جس طرح میں اس کی زندگی میں شامل ہوئی ہوں مجھے ایسا لگتا ہے جیسے میں اس پہ زبردستی مسلط کی گئی ہوں اور یہ احساس مجھے کبھی بھی کھل کے خوش نہیں ہونے دے گا اور نا ہی میں اس شرمندگی کے احساس تلے دب کے اس کے سامنے کبھی سر اٹھا سکوں گیں۔''

وہ بولتے بولتے جیسے تھک کے خاموش ہو گئی، علوینہ نے تاسف سے اسے دیکھا، وہ جانتی تھی کہ وہ جو کہہ رہی ہے وہ صحیح ہے مگر اسے اس کیفیت سے نکالنا بے حد ضروری تھا اس لئے وہ اس کی ہمت بندھاتے ہوئے بولی،

''تم اگر اس بات پہ شرمندہ ہو کہ تمہاری وجہ سے ماما بابا اور دادو کو شرمندگی اٹھانی پڑی ہے تو یہ خیال دل سے نکال دو۔دنیا میں ہزاروں واقعات روزانہ ہوتے ہیں، کبھی کسی کا اغوا تو کسی کا ریپ مگر زندگی نہیں رکتی دنیا ایسے ہی چلتی رہتی ہے ہاں انسان کو چاہئے کہ

اپنی بلیسنگنز کا شکر ادا کرے۔انفیکٹ ہم سب کو خصوصا" تمہیں اس بات کے لئے شکر گزار ہونا چاہئے کہ سبرینہ اور شاہزیب جیسے کرپٹ لوگوں سے محفوظ رکھا۔مناہل نے علوینہ کو دیکھا، واقعی اس پہلو پہ تو اس نے غور ہی نہیں کیا تھا جب کہ علوینہ اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہہ رہی تھی،

''اور جہاں تک رہ گیا اس بات کا تعلق کہ صائم پر کوئی زبردستی ہوئی ہے تو تم خود دیکھ لو کہیں سے لگ رہا ہے کہ اس پہ کوئی زبردستی ہوئی ہے۔''

اس کے کہنے پر مناہل نے اس سمت دیکھا جہاں وہ زین اور شہیر کے ساتھ کھڑا بے فکری سے قہقہے لگا رہا تھا جب کے علوینہ نے اس سمت دیکھتے ہوئے اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہا،

''یہ لڑکے اتنا بھی sacrificing نہیں ہوتے کہ اپنی پوری زندگی کسی کو بھی اپنی زندگی میں زبردستی شامل کرلیں، صائم کو بھی تم سے کہیں نا کہیں محبت ہو گی پر اس کو اس بات کا ادراک نہیں تھا اور وہ احساس اسے تب ہوا جب تم کو اپنے آپ سے دور جاتا محسوس کیا اس لئے اب تم بھی فلمی ہیروئن بننا چھوڑو اور لائف کے اس چینج کو ایکسیپٹ کر کے خوش رہنا سیکھو اور شکر کرو کہ جس کو تم نے چاہا وہ اب تمہارے ساتھ ہے۔''

اس کے سمجھانے پر مناہل کھل کر مسکرائی اسے لگا جیسے اس کے دل پہ پڑا بوجھ ہٹ گیا ہو۔اس نے پھر اس سمت دیکھا جہاں وہ زین کی کسی بات پہ مسکرا رہا تھا، مصنوعی لائٹس کی روشنی میں اس کا وجیہہ چہرہ جگمگا رہا تھا اور اس کی اندرونی خوشی کو ظاہر کر رہا تھا۔علوینہ نے بغور اسے دیکھا اور کہا،

"اب اگر میڈم کی تسلی ہو گئی ہو تو یونیورسٹی کو اپنی شکل دکھا دیں۔

"مناہل جو ہلکی پھلکی ہو گئی تھی شرارت سے بولی،

"سوچوں گیں۔"

علوینہ نے اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا اور خونخوار لہجے میں کہا،

"سوچوں گیں کی بچی! کل تم یونیورسٹی آ رہی ہو،اتنے دن ہو گئے اور تم یونیورسٹی نہیں آ رہیں۔"

مناہل نے اسے دیکھا اور ہنستے ہوئے گلے سے لگا لیا تبھی وہ تینوں بھی اس سمت چلے آئے۔شہیر نے شرارت سے دونوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا،

"یہاں تو پیار محبت سے بھرپور سین چل رہا ہے۔"

اس کی آواز پہ وہ دونوں ہی چونکیں اور جھینپ کر ایک دوسرے سے الگ ہوئیں۔ مناہل کی پہلی نظر صائم کی سمت گئی جو سینے پہ بازو لپیٹے دلچسپی سے اسے ہی دیکھ رہا تھا، نگاہ ملنے پر شرارت سے مسکرایا اور مناہل نے منتشر دھڑکنوں کے ساتھ رخ موڑ لیا۔ زین نے سب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا،

"یار اتنے دن بعد ہم لوگ اس طرح اکھٹے ہوئے ہیں بہت اچھا لگ رہا۔"

اس کے کہنے کی سب نے ہی تائید کی تھی۔ پھر وہ سب ہی انجوائے کرتے رہے، باتیں کرتے رہے۔ ان تینوں نے گٹار پہ مختلف دُھنیں بجا کے سنائیں، اس دوران وہ مسلسل صائم کی گہری بولتی نظروں کے حصار میں رہی اور جب بھی اس سے نظریں ملیں وہ اسی کو دیکھ رہا تھا۔ اس کی نظروں کے ارتکاز پہ وہ مسلسل پزل ہوتی رہی اور پھر ایک بھرپور شام اور بہترین کمپنی انجوائے کر کے وہ سب ہی واپس لوٹ گئے۔

اگلی صبح بے حد انوکھی، خوبصورت اور چمکیلی تھی، اس نے کھڑکی سے پردے ہٹائے اور

خوشگوار ٹھنڈی ہوا کا جھونکا اس کے نم چہرے سے ٹکرایا اور ایک عجیب سی سرخوشی اس کے اندر سرائیت کر گئی۔وہ مسکراتے ہوئے اپنی آنکھیں موند گئی،آج کئی دنوں بعد وہ اس کا دل اور دماغ بے حد ہلکا محسوس ہو رہا تھا جیسے کتنے دنوں کا بوجھ اتر گیا ہو۔وہ مسکراتے ہوئے پلٹی اور اپنے نم بال سلجھا کے دوپٹہ پھیلا کے بیڈ روم سے باہر آئی اور سیڑھیاں طے کرتی ڈائینگ ہال میں چلی آئی جہاں سوائے صائم کے سب ہی موجود تھے۔اس نے پہلے کی سی گرمجوشی کے ساتھ سب کو مشترکہ سلام کیا اور سب ہی اتنے دن بعد اس کا ہنستا مسکراتا چہرہ دیکھ کر مطمئن ہو گئے۔وہ دادو کے سامنے جھکی اور انہوں نے محبت سے اسے پیار کرتے ہوئے کہا،

''جیتی رہو،خوش رہو۔''

وہ ان سے پیار لینے کے بعد ماما اور بابا کے آگے جھکی ان دونوں نے بھی اس کو ڈھیروں دعائیں دیں اور پھر وہ جا کر بھابھی کے ساتھ والی چیئر پہ بیٹھ گئی۔اس کے بیٹھتے ہی بھابھی دھیمی آواز میں بولیں،

''لگتا ہے کل شام صائم نے بہت ہی زبردست بات کہی ہے جس کا یہ اثر ہوا ہے۔''ان کی شرارت آمیز سرگوشی اسے سرخ کر گئی،اس نے انہیں گھور کے دیکھا مگر وہ بھی

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بھی شرارت سے مسکراتے ہوئے اسے ہی دیکھ رہیں تھیں۔اس نے جھینپتے ہوئے کہا،

"جی نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔"اس کے جھینپنے پہ وہ محظوظ انداز میں کہنے لگیں،

"ارے واہ!ایسے ہی کوئی بات نہیں ہے کل شام کی ساری کہانی تو تمہارے چہرے پہ لکھی ہے۔"

ان کے شرارتی انداز پہ وہ زچ ہوتے ہوئے کہنے لگی،

"اوفوہ!بھابھی کتنی بے شرم ہیں آپ۔"

جواب میں وہ اسی شرارت آمیز انداز میں کہہ رہیں تھیں،

"اوہو!شرمانا تو دیکھو۔"

جواب میں وہ زچ ہوتے ہوئے بولی،

"آپ کتنی فضول باتیں کرتیں ہیں۔"

وہ انہیں گھورتی ہوئی ناشتے کی طرف متوجہ ہوگئی ابھی بھابھی مزید کچھ کہتیں کہ ماما نے اسے متوجہ کرلیا،

"مناہل! بیٹا! آج یونیورسٹی جاؤ گی؟"

اس نے جوس کا سپ لیا اور ان کہا،"

جی ماما! علوینہ کہہ رہی تھی کہ کافی لاس ہو گیا ہے پڑھائی کا وہ بھی کور کرنا ہے۔"

اس کی فکر مندی کے جواب میں دائم بھائی تسلی دیتے ہوئے کہنے لگے،

"ڈونٹ وری! مناہل کور کر لو گی تم۔"

ان کے دلاسہ دینے پہ وہ مسکرائی جب کہ دادو اور بابا اس کو خوش اور مطمئن دیکھ کر خود بھی مطمئن ہو گئے۔ناشتہ کرنے کے بعد وہ دائم بھائی کے ساتھ یونیورسٹی کے لئے نکل گئی۔

—

وہ مطمئن سی یونیورسٹی کے گیٹ سے اندر داخل ہوئی تھی اور اپنے ڈیپارٹمینٹ کی سمت بڑھنے لگی،ساتھ ساتھ نظریں علوینہ کو بھی ڈھونڈ رہیں تھیں جس نے صبح اسے

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ٹیکسٹ کر کے کہا تھا کہ وہ اسے ڈیپارٹمینٹ میں ہی ملے گی۔وہ آہستہ روی سے چلتی ڈیپارٹمینٹ کی سیڑھیاں چڑھ رہی تھی جب اسے محسوس ہوًا کہ وہ جہاں سے گزرتی ہے لوگ اسے دیکھ کر آپس میں سرگوشیوں میں باتیں کرتے ہیں،ان کی آنکھوں میں اس کے لئے تمسخر تھا۔پہلے تو اس نے اپنا وہم سمجھ کے نظر انداز کیا پھر اسے ان سب کی نظروں میں چبھن سی محسوس ہوئنے لگی اور وہ عجیب سی اکورڈنیس محسوس کرنے لگی اسی لئے گھبراہٹ میں چلتی ریسٹ روم میں جا کر بند ہو گئی۔اسے کچھ دیر لگی اپنے آپ کو سنبھالنے میں پھر پانی کھول کے چہرے پر پانی کے چھینٹے مارے تب کچھ سکون ملا۔اپنا چہرہ ٹشو سے صاف کرتے ہوئے باہر سے آتی نسوانی آوازوں نے اس کی توجہ کھینچ لی کہ ان کی گفتگو میں اس کا نام شامل تھا۔ان سب لڑکیوں میں سب سے زیادہ نمایاں آواز سبرینہ کی بیسٹ فرینڈ نورین کی تھی جو تنفر اور تحقیر آمیز انداز میں اس کا ذکر کر رہی تھی،

"دیکھا آج تم لوگوں نے آج تو مناہل میڈم یونیورسٹی آئی ہیں۔"

جواب میں ایک اور آواز اسے سنائی دی جو اس کی اپنی کلاس میٹ وردہ کی تھی جو ہنستے ہوئے اس کا مذاق اڑا رہی تھی،

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"گھر میں رہ رہ کر بور ہو گئی ہو گی اس لئے سوچا ہو گا یونیورسٹی آیا جائے کوئی نیا شکار مل ہی جائے گا۔"

ساتھ ہی ان سب کا قہقہہ گونجا، مناہل کو لگا اس کا دل اتھاہ میں ڈوبا، آنکھوں کی سطح گیلی ہونے لگی۔اس کا دل چاہا جا کر ان سب کے منہ بند کر دے تبھی تیسری آواز آئی،

"اس کو یونیورسٹی آنے کی کیا ضرورت ہے اس کے تو اپنے گھر میں تفریح کا بڑا زبردست سامان موجود ہے۔" وہ تینوں پھر ہنسیں جب کہ وردہ کہنے لگی،

"کون صائم؟"

اس سے پہلے کہ کوئی کچھ کہتا نورین بولی،

"ارے نہیں سبرینہ نے مجھے خود بتایا ہے صائم تو اسے گھانس بھی نہیں ڈالتا یہی ہے اس کے پیچھے پڑی رہتی ہے اور۔۔۔۔۔"

وہ اور بھی کچھ کہہ رہیں تھیں مگر اس میں سکت نہیں تھی کہ مزید ان کی گفتگو سنتی، آنکھوں سے آنسو سلسلہ وار بہہ رہے تھے، دل درد سے پھٹا جا رہا تھا۔افسوس یہ نہیں تھا کہ وہ اس کے بارے میں باتیں کر رہیں تھیں بلکہ افسوس اس بات کا تھا کہ گناہ

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس نے نہیں کیا مگر معتوب وہی ٹھہری تھی۔آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا آگیا تھا اسے لگا کہ وہ بیہوش ہو جائے گی، بمشکل اپنے حواس جمع کئے وہ ریسٹ روم سے باہر آئی۔وہ تینوں اسے سامنے دیکھ کے ٹھٹھکیں مگر وہ ان پر نگاہ ڈالے بغیر وہاں سے نکلتی چلی گئی۔اسے نہیں معلوم تھا کہ وہ کیسے گھر پہنچی تھی، بمشکل اپنے آپ کو گھسیٹتی اندر آئی۔ہال اور لاؤنج خالی پڑا تھا، وہ اپنے آنسو خشک کرتی سیڑھیاں چڑھ گئی تھی اور صائم کے بیڈروم کے دروازے پہ جا کر رک گئی۔اسے احساس نہیں تھا کہ وہ کیا کرنے جا رہی ہے، دل معمول کی رفتار سے ہٹ کے دھڑک رہا تھا۔اس نے بمشکل حواس قابو میں کئے اور دروازے پہ ناک کیا، اندر سے صائم کی آواز آئی جو اسے اندر آنے کی اجازت دے رہا تھا۔وہ دروازہ کھول کے اندر آگئی، صائم نے اس کی موجودگی محسوس کرلی، ہونٹوں پہ مسکراہٹ پھیل گئی۔وہ ٹائی باندھتے ہاتھ روک کے مڑ کر اس کی سمت متوجہ ہؤا اور اس کا بکھرا بکھرا حلیہ اور رویا رویا چہرہ دیکھ کر اس کا دل ڈوب کر ابھرا۔وہ ایک دم اس کی سمت بڑھا اور اس کے ملائم ہاتھ تھام لئے، اس کا پورا وجود لرز رہا تھا۔صائم کو اس کی ذہنی کیفیت سے خوف سا محسوس ہؤا اس لئے محبت سے اسے پکارا،

"مناہل! کیا ہؤا ہے تم ٹھیک ہو؟"

www.neweramagazine.com

لہجے میں فکر اور پریشانی کے ساتھ اس کے لئے محبت بھی تھی مگر اس وقت اس کی ذہنی کیفیت اتنی ابتر تھی کہ اس کو کچھ محسوس ہی نہیں ہو رہا تھا، دماغ ماؤف سا ہو گیا تھا۔ ذہن پر صرف ان لڑکیوں کے چہرے بن اور مٹ رہے تھے اور کانوں میں ان کے زہریلے الفاظ اور تحقیر آمیز ہنسی گونج رہی تھی۔ اس نے وحشت ذدہ انداز میں اپنے کانوں پہ ہاتھ رکھ لئے۔ صائم نے خوفزدہ انداز میں اسے پکارا،

"مناہل !"

اس کے پکارنے پہ وہ جیسے ایکدم حواسوں میں آئی اور ایک کاٹ دار نظر اس پہ ڈال کر اس کے ہاتھ جھٹک دیئے۔ صائم نے حیرانی سے زیادہ پریشانی سے اسے دیکھا جب کہ وہ اس کا کالر تھام کر کہہ رہی تھی،

"مجھے آپ کے ساتھ کوئی رشتہ نہیں بنانا، آپ مجھے چھوڑ دیں۔"

کہتے ہوئے وہ شدت سے رو پڑی اور وہ ان الفاظ پہ شاکڈ سا اس کی شکل دیکھتا رہ گیا پھر اسے احساس ہوا کہ شائد وہ ڈسٹرب ہے، کسی نے کچھ کہہ دیا ہے جس کا یہ reaction ہے اس لئے اس کے ہاتھ نرمی سے تھامنے چاہے مگر اس نے ایکبار پھر اس کے ہاتھ جھٹک دیئے صائم نے پھر اس کے نزدیک آنا چاہا مگر اس نے اسے

پرے دھکیل دیااوراسی طرح روتے ہوئے کہا،"

"میں آپ کے احسان تلے دب کے نہیں رہ سکتی،آپ نے یہ رشتہ جوڑکے سب کو خوش کردیاتاکہ خاندان کی عزت بچ جائے مگرمیں اس احسان کابوجھ نہیں اٹھاسکتی اس لئے میرے اوپرایک اوراحسان کریں اور مجھے چھوڑدیں،مجھے زبردستی کے رشتے سے آزاد کردیں۔"

کہتے ہوئے اس نے بےدردی سے اپنے آنسو پونچھے مگروہ جواب تک تحمل سے سب سن رہاتھااس کادماغ اس بے تکی بات پہ گھوم گیا۔اس نے ایک جھٹکے سے اس کاہاتھ تھام کراپنی سمت کھینچااوروہ جوتیارنہیں تھی نرم لچکیلی ڈال کی طرح اس کے مضبوط بازوؤں میں سماگئی۔آنکھیں حیرت اورخوف کی زیادتی سے پھیل گئیں اورآنسوچہرے پرٹھٹھر گئے جب کہ وہ ان روشن آنکھوں میں جن میں ہمیشہ شرارت کے رنگ رہتے تھے غصہ بھرے اسے گھورتے ہوئے بولا تھا،

"ایک بات تم اچھی طرح کان کھول کے سن لواوراپنے ذہن میں بٹھالو۔"

کہتے ہوئے اسے مزیداپنے قریب کرلیا،مناہل کواس کی پرتپش سانسیں اپنے چہرے پہ محسوس ہورہیں تھیں مگروہ ساکت سی اس کی سمت دیکھ رہی تھی۔تمام مزاحمت جیسے

دم توڑ گئی تھی جب کہ وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا تقریباً غرایا تھا،

''ابھی ابھی جو تم نے اپنی یہ خواہش ظاہر کی ہے میرے جیتے جی تو یہ پوری نہیں ہو سکتی ہاں! اس کے بعد۔۔۔۔۔''

وہ ایک لمحے کے لئے رکا جب کہ مناہل کا دل کانپا مگر وہ اسی انداز میں اسے تھامے ہوئے بولا،

''جو تمہارا دل چاہے وہ کرتی رہنا۔'' اس کی چاکلیٹ براؤن آنکھوں سے جیسے شرارے پھوٹ رہے تھے، مناہل نے اسے کبھی اس قدر غصے میں نہیں دیکھا تھا۔ وہ خوفزدہ اور ساکت سی رہ گئی اور وہ اسے ایک جھٹکے سے چھوڑتا لمبے لمبے ڈگ بھرتا کمرے سے باہر نکل گیا۔ اس کے بیڈروم سے نکلتے ہی اس کی آنکھوں سے جیسے آنسوؤں کی برسات شروع ہو گئی اور وہ وہیں کارپٹ پہ گر کے شدت سے رو پڑی۔

اسے نہیں پتہ تھا کہ وہ کب تک اسی طرح ایک ہی پوزیشن میں بیٹھی روتی رہی تھی،علوینہ کی نجانے کتنی کالز اس کے سیل فون پہ آئیں تھیں مگر اس نے ایک بھی کال ریسیو نہیں کی تھی۔روتے روتے اس کی آنکھیں سوجھ گئیں تھیں اور اس طرح بیٹھے اسے ایک دم کسی غیر معمولی پن کا احساس ہوا اور دل ایک دم گھبرانے لگا جیسے کچھ ہوا ہو۔وہ اسی احساس میں گھری اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی،دل عجیب انداز میں دھڑک رہا تھا۔وہ تیزی سے اٹھ کے کمرے سے نکل گئی اور اسی وحشت کے عالم میں سیڑھیاں اتر کے نیچے ہال میں چلی آئی اور وہاں اسے سب ہی نظر آ گئے۔سب کی پریشان صورتیں دیکھ کر اس کا دل ڈوب کے ابھرا اور تیز تیز دھڑکتا چلا گیا۔وہ اسی پریشانی میں آگے بڑھی جب ماما نے اسے سنبھال لیا،اس نے کپکپاتی خوفزدہ آواز میں سوال کیا،

"ماما!کیا ہوا ہے؟آپ سب لوگ یہاں کیوں کھڑے ہیں؟"

اسے اپنی آواز ہی اجنبی لگی جب کہ اس کے لہجے اور آنکھوں سے جھلکتا خوف اور اضطراب ماما کا دل گداز کر گیا۔ان کی آنکھوں کی نمی گہری ہو گئی مگر وہ اپنے اوپر بمشکل قابو پا کر اسے محبت سے تھامتے ہوئے دھیرے سے بولیں،

"مناہل! بیٹا! صائم کا ایکسیڈینٹ ہو گیا ہے۔"

الفاظ تھے کہ دھماکہ، وہ حواس کھوتے ہوئے ایکدم لہرائی تھی مگر کسی کے مہربان بازوؤں نے اسے سنبھال لیا تھا۔

اس کی کیفیت سب کا دل گداز کر گئی جب کہ ماما نے اپنے آپ کو سنبھال کے اسے محبت سے تھامتے ہوئے کہا،

"مناہل! بیٹا! میری بات غور سے سنو اور ہمت سے کام لو۔"

ان الفاظ پہ اس نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے انہیں کہا،

"ماما! مجھے کچھ نہیں سننا!"

کہتے ہوئے اس نے اپنے آپ کو ان کی گرفت سے چھڑانے کی کوشش کی، اس کو سنبھالنا ان کے لئے مشکل ہو رہا تھا جب بابا نے بھی اسے تھاما اور ماما نے ضبط کرتے ہوئے بمشکل کہہ دیا،

"مناہل! صائم! کا ایکسیڈینٹ ہو گیا ہے۔"

اس کی آنکھوں سے جھلکتا خوف دیکھ کے ان کا دل کٹ گیا، وہ ان کی بات سنتے ہوئے حواس کھو گئی اور لہرا کر گرنے لگی کہ ماما اور بابا دونوں نے اسے اپنے مہربان ہاتھوں میں سنبھال لیا حالانکہ وہ دونوں بھی بے حد پریشان تھے مگر اس وقت مناہل کو سنبھالنے میں لگے ہوئے تھے۔ بھابھی جو نزدیک ہی پریشان سی کھڑیں تھیں اس کو تسلی دینے کی خاطر بولیں،

"تم فکر مت کرو معمولی ایکسیڈینٹ ہے، دائم وہیں ہیں اس کے پاس۔"

اس نے خالی خالی نظروں سے انہیں دیکھا، ان کا دلاسہ اسے طفل تسلی ہی لگا۔ کانوں میں اس کے صبح کے کہے الفاظ گونجنے لگے، دل رہ رہ کر دہائی دے رہا تھا کہ اس سب کی ذمے دار صرف تم ہو، یہ سب تمہاری وجہ سے ہوا ہے نا تم اسے وہ سب کہتیں نا یہ سب ہوتا۔ وہ نجانے کتنا ڈسٹرب ہوا ہو گا وہ سب سن کر کہ ایکسیڈینٹ کر بیٹھا، اس کا رؤاں رؤاں اسے ملامت کر رہا تھا اور اس احساس ندامت کے تحت وہ ایک بار پھر شدت سے رو پڑی۔ ماما اپنی پریشانی بھول کے اسے تسلی دے رہیں تھیں مگر وہ تب بھی روتی رہی۔ اس کی حالت کے پیش نظر ماما اور بابا اسے لیکر ہاسپٹل چلے گئے اور بھابھی دادو کے ساتھ گھر پہ رک کہ ان کی پریگنینسی کے آخری دن چل رہے تھے۔

ہاسپٹل کے سرد ماحول میں وہ بھی بالکل سرد ہو گئی تھی۔احساسات پہ جیسے برف جم گئی تھی،وہ ساکت سی نا جانے کتنی دیر سے ماما کے شانے پہ چہرہ ٹکائے ایک ہی زاویے پہ بیٹھی تھی۔ماما ہاتھ میں تسبیح لئے مسلسل صائم کے لئے دعا گو تھیں جب کہ بابا نزدیک ہی صوفے پر خاموش سے بیٹھے تھے۔صائم ان کا بے حد لاڈلا تھا مگر اس پہ ان کا رعب بھی بہت تھا ساتھ ہی اس نے مناہل کے لئے منع کر کے سبرینہ کا نام لیا تو دل میں کہیں نا کہیں اس سے ناراض ضرور تھے مگر اس سے محبت اپنی جگہ تھی پھر جسطرح کڑے وقت میں اس نے سمجھداری کا ثبوت دیتے ہوئے حالات کا مقابلہ کیا اور مناہل کو اپنا نام دیا ان کا سر فخر سے اونچا ہو گیا تھا کہ ان کے خون پہ ان کی اچھی تربیت کا اثر گہرا ہے۔گو انہوں نے کبھی اس سے کہا نہیں تھا مگر وہ یہ بات جانتے تھے کہ ان کا بیٹا ان کا فخر ہے اور ابھی وہ جس تکلیف میں تھا ان کا دل جیسے کوئی اندر سے چیر رہا تھا۔حالانکہ ڈاکٹرز خاصے پر امید تھے،ان کے مطابق معمولی ایکسیڈینٹ تھا،پیر میں فریکچر تھا اور

www.neweramagazine.com

بازوؤں پہ چوٹیں آئیں ہیں ورنہ خطرے کی کوئی بات نہیں ہے بس اسٹئیر نگ وہیل پہ سر ٹکرانے کی وجہ سے وہ بیہوش ہے۔ مگر دل تھا کہ واہموں کی آمجگاہ بنا تھا کہ جب تک اسے اپنے سامنے ہنستا مسکراتا نا دیکھ لیتے ان کے دل کو تسلی نا ہوتی۔ دوپہر سے شام اور شام سے رات ہو گئی تھی ان تینوں کو اسی حالت میں بیٹھے ہوئے جب کہ وہ میں ہوش و حواس سے بیگانہ پڑا تھا۔ دائم بھائی گھر کا ایک چکر لگا آئے تھے اور ICU واپسی میں ان سب کے لئے کھانا بھی لے آئے تھے مگر اس نے کھانا کھانے سے انکار کر دیا تھا، دائم بھائی نے اسے دیکھا پھر سمجھاتے ہوئے کہا،

NEW ERA MAGAZINE.com

''مانو! گڑیا! میں کہہ رہا ہوں نا! وہ بالکل ٹھیک ہے۔ چلو شاباش کھانا کھاؤ، اپنے بھئیا پہ تو بھروسا ہے نا!''

کہتے ہوئے اس کے جھکے سر پہ ہاتھ رکھ دیا، اس کی آنکھیں نم اور دل گداز ہو گیا جب کہ بھئیا اصرار کرتے ہوئے کہنے لگے،

''چلو! شاباش تھوڑا سا کھالو۔''

کہتے ہوئے اس کا ہاتھ پکڑ کے زبردستی اٹھا دیا اور اس طرف لے آئے جہاں ماما اور بابا بیٹھے تھے۔ وہ زبردستی جیسے کھانا زہر مار کر رہی تھی، ہر نوالہ جیسے حلق سے اٹک اٹک

کے گزر رہا تھا، ساتھ آنسو بھی۔ اس نے بمشکل آدھی چپاتی کھا کے ہاتھ روک لیا، ماما نے بھی چند نوالے لئے اور وہ پھر تسبیح لے کر بیٹھ گئیں تھیں۔ وقت جیسے ٹھہر سا گیا تھا اور لمحے جیسے صدیاں بن کے گزر رہے تھے، گھڑی کی ٹک ٹک کے ساتھ مناہل کی دھڑکنیں بھی ہم آہنگ تھیں۔ خاموش لب بس ایک ہی دعا کر رہے تھے "اسے کچھ نہیں ہونا چاہئے"، اتنے دن سے اس کی محبت جو اسے نجانے کب سے تھی کہیں دل کے کسی کونے میں دفن ہو گئی تھی ایکدم ابھر کے سامنے آ گئی۔ جس طرح صائم کو اپنی محبت کا ادراک جب ہوا جب وہ اس سے دور جا رہی تھی اسی طرح اسے بھی اپنی گم گشتہ محبت کا شدت سے احساس پھر ہونے لگا تھا کہ وہ اسے کھو کر جی نہیں پائے گی۔ وہ خاموش لبوں سے اس کے لئے دعا گو تھی، نجانے کتنا وقت بیت گیا تھا جب ایمر جنسی کا دروازہ کھلا اور نرس باہر آئی۔ ان سب کے دل ڈوب کے ابھرے، چہروں پہ پریشانی کے آثار واضح تھے مگر نرس کا مسکراتا چہرہ اور الفاظ ان سب کے دلوں کو اطمینان سے ہمکنار کر گئے جو کہہ رہی تھی،

"آپ کے پیشینٹ کو ہوش آ گیا ہے۔"

اور ان سب کا جیسے رؤاں رواں خدا کے حضور سجدہ شکر بجا لایا کہ اس پروردگار نے ان

www.neweramagazine.com

سب کی سن لی اور ان کو خالی ہاتھ نہیں لوٹایا۔اس سے ملنے کی اجازت فی الحال نہیں تھی وہ ابھی بھی نیم بیہوشی میں تھا اور ٹرنکولائزرز کے زیر اثر دوبارہ غنودگی میں چلا گیا تھا۔ ان سب نے اسے ICU کے باہر گلاس وال سے دیکھ کر تسلی کرلی تھی،دائم بھائی کے کہنے پہ ماما بابا گھر چلے گئے تھے مگر وہ سب کے سمجھانے کے باوجود وہیں رک گئی تھی۔دل میں اطمینان ہو گیا تھا کہ وہ ٹھیک ہے مگر ساتھ ہی یہ سوچ اس کو ہولائے دے رہی اگر خدانخواستہ اسے کچھ ہو جاتا تو وہ کیا کرتی اور اس سوچ نے نجانے اسے کتنی بار رلایا تھا مگر وہ اللہ کا جتنا شکر ادا کرتی وہ کم تھا اور وہ یہی کر رہی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آج صبح ہی اسے پرائیویٹ روم میں شفٹ کر دیا گیا تھا اور اب وہ مکمل ہوش میں تھا،شہیر اور زین کے ساتھ علوینہ بھی اس سے ملنے آئی تھی۔ان سب نے مناہل کو بھی کہا مگر اس کی ہمت نہیں تھی کہ وہ اسے اس حالت میں دیکھتی جب کہ دل کے کسی ناکسی کونے میں یہ احساس ندامت بھی تھا کہ یہ جو کچھ ہوا ہے اس کی ذمے دار سراسر

وہی ہے۔ان سب کے سامنے وہ اپنا بھرم کھونا نہیں چاہتی تھی اس لئے انہیں ٹال دیا، وہ سب وزٹنگ آواز میں اس سے ملنے آئے تھے اور اب ادھر ادھر کی باتیں کر کے اس کا دل بہلانے کی کوشش کر رہے تھے جب کہ وہ سوئی جاگی کیفیت میں خاموشی سے ان سب کی باتیں سن رہا تھا۔دل میں یہ خیال بھی تھا کہ وہ اس کی خیریت پوچھنے آئے گی مگر جب اس کی صورت نظر نہیں آئی تو اس پہ جھنجھلاہٹ سوار ہو گئی اور پھر وہ دواؤں کے زیر اثر سو گیا کہ ڈاکٹرز کے مطابق اسے آرام کی بے حد ضرورت تھی۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

صبح سے وہ بے حد مصروف تھی کہ آج وہ ڈسچارج ہو کر گھر آ رہا تھا،اس پورے ہفتے کے دوران بھی اسے ایک منٹ کی فرصت نہیں ملی تھی حالانکہ صائم سے اس کا سامنا نہیں ہوا تھا مگر اس کا پرہیزی کھانا اور باقی ضرورتوں کا خیال وہی رکھ رہی تھی۔اس وقت بھی وہ اس کے بیڈروم کی نئے سرے سے صفائی کروا کے کچھ چینجز کئے تھے،بیڈ شیٹ کے علاوہ پردے اور صوفہ کورز تک بدل دیئے تھے اور اب اسکی وارڈروب

ٹھیک کرکے ایک تنقیدی نگاہ کمرے پہ ڈالی کہ کسی چیز کی کمی تو نہیں ہے تبھی بھابھی دروازہ کھول کے اندر آگئیں اور اس کی طرف دیکھ کے کہا،

''مناہل! بیڈرم کی حالت تو تم نے سدھارلی کچھ اپنے اوپر بھی توجہ دے لو۔''

مناہل نے چونک کرانہیں دیکھا،انہوں نے اسکے نزدیک آتے ہوئے کہا،

''اپنی حالت دیکھو، پچھلے ایک ہفتے سے تم نے ایک منٹ کے لیے بھی آرام نہیں کیا ہے اور ابھی بھی لگی ہوئی ہو۔''

اس نے ایک گہری سانس لی اور کہا،

''بس ہو گیا ہے سب۔''

انہوں نے اس کا گال چھوتے ہوئے کہا،

''چلو پھر تم بھی فریش ہو جاؤ، صائم تمہیں اس حال میں دیکھے گا تو کیا سوچے گا۔''

اس نام پہ اس کا دل دھڑکا مگر وہ کوئی بھی تاثر دیئے بغیر سر ہلاتی ان کے ساتھ ہی باہر نکل گئی۔

وہ تھوڑی دیر پہلے ہی ڈسچارج ہو کر گھر آیا تھا پھر دائم بھائی، شہیر اور زین کی مدد سے اپنے بیڈروم میں آگیا تھا حالانکہ اس کی تکلیف کے باعث سب یہی چاہتے تھے کہ اس کے لئے نیچے کا کوئی بیڈروم سیٹ کر دیں مگر سب کو اس کی عادت کا پتہ تھا کہ وہ کہیں اور ایڈجسٹ نہیں ہو پائے گا اور اب وہ اپنے بیڈروم میں آ کر اس نے سکون کا سانس لیا تھا اور اب ایک ایک چیز پہ طائرانہ نگاہ ڈال رہا تھا۔ کرٹنز، صوفہ کورز سب چینج تھے حتیٰ کے بیڈروم کی سیٹنگ بھی کچھ چینج لگ رہی تھی۔ تازہ پھولوں کی مہک سے بیڈروم کی فضاء مہک رہی تھی جس سے طبیعت پہ اچھا اثر پڑ رہا تھا اور آنکھوں کو تراوٹ کا احساس ہو رہا تھا۔ اس کو اندازہ تھا کہ یہ کارکردگی کس کی ہو سکتی ہے اس لئے اندر ہی اندر جھنجھلا رہا تھا، اس کے ساتھ ہوئی وہ آخری گفتگو وہ بھولا نہیں تھا جو آج بھی اس کے لئے تکلیف کا باعث تھی۔ کس بے دردی سے اس نے اس کے سچے جذبات کو سمجھنے کے بجائے اس سے علیحدہ ہونے کا مطالبہ کر دیا تھا، اس کے لئے وہ زہریلے الفاظ زیادہ اہم تھے جو لوگوں نے اس کے حوالے سے بولے تھے اور صائم کی بے لوث اور کھری

محبت کی کوئی حیثیت نہیں تھی البتہ اس کی سچی محبت کو ہمدردی کا نام دے کر اسے کٹہرے میں کھڑا کرنا آسان تھا۔اس کو یہی باتیں غصہ دلا رہیں تھیں،اسی ذہنی کشمکش میں وہ گھر سے نکلا تھا اور سامنے سے آتی گاڑی اسے نظر نہیں آئی اور نتیجتاً''اپنا ایکسیڈینٹ کروا بیٹھا۔وہ بیڈ پہ لیٹا اسی دشمن جان کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ ماما کھانے کی ٹرے لئے اس کے کمرے میں داخل ہوئیں تھیں۔انہیں دیکھ کر اس کے اندر تک اطمینان اتر گیا تھا،وہ مسکراتی ہوئی اس کے بیڈ کے نزدیک آئیں اور ٹرے نزدیکی ٹیبل پہ رکھ کے اس کے ساتھ ہی بیٹھ گئیں۔اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر اس کی روشن پیشانی پہ بکھرے گھنے بال اپنے ہاتھ سے ہٹاتے ہوئے محبت سے پوچھا،

''کیسا ہے میرا بیٹا؟''

جواب میں وہ سر ہلاتے ہوئے بولا،

''ٹھیک ہوں ماما!''

پھر ان کا دوسرا ہاتھ اپنی گرفت میں لیتے ہوئے پوچھا،

''بہت پریشان کیا نا میں نے آپ کو؟''

اس کے انداز پہ وہ تڑپ سی گئیں اور اس کی روشن پیشانی چومتے ہوئے کہا،

''نہیں بیٹے! ایسا مت سوچو، یہ تو اللہ نے کرم کر دیا کہ تم بالکل ٹھیک ہو اور اللہ نے چاہا تو یہ چھوٹی موٹی چوٹیں بھی جلد ٹھیک ہو جائیں گیں۔''

انہوں نے جیسے اسے بہلایا، وہ جانتیں تھیں کہ وہ تو ذرا سے بخار میں اتنا چڑ چڑا ہو جاتا تھا پھر یہ تو ایکسیڈینٹ تھا اس لئے حتی الامکان اس کا دل بہلانے کی کوشش کر رہی تھیں پھر اس کی توجہ ہٹانے کے لئے ٹیبل پہ پڑی کھانے کی ٹرے اٹھالی اور کہا،

''اچھا! وہ سب چھوڑو میں تمہارے لئے کھانا لائی ہوں۔''

انہوں نے ٹرے اس کے سامنے کی مگر اس نے منہ بنا کے کہا،

''ماما! میں نہیں کھاؤں گا۔''

اس کے انداز پہ وہ مسکرائیں اور کہا،''

کھا کر دیکھو اچھا بنا ہے اور مکمل پرہیزی کھانا ہے بھی نہیں۔''

ان کے کہنے پہ اس نے ٹرے پہ سرسری نظر ڈالی، ایک ہفتے سے دلیئہ، سوپ اور ابلی ہوئی سبزیاں کھا کھا کے اس کا جی اوب گیا تھا مگر ٹرے میں چکن اینڈ ویجیٹیبل فرائیڈ

رائس اور چکن کارن سوپ دیکھ کر اس کا دل خوش ہو گیا۔ماما اس کے تاثرات دیکھ کر مسکرادیں اور اسے اٹھ کر بیٹھنے میں مدد دیتے ہوئے اسے کھانا کھلانے لگیں، پہلا چمچہ منہ میں رکھتے ہی اسے اندازہ ہو گیا کہ یہ کھانا کس نے بنایا ہے۔ماما نے مسکراتے ہوئے پوچھا،

"کیسا ہے؟"

جواب میں اس نے محض سر ہلانے پہ اکتفا کیا پھر وہ اس سے ادھر ادھر کی باتیں کرتیں رہیں اور وہ ان کی باتوں کا جواب دیتا رہا۔اس نے کھانا ختم ہی کیا تھا جب دروازہ کھول کے بابا دادو کے ساتھ بیڈروم میں داخل ہوئے، دادو نے اس کے اوپر دم کیا اور اس کے اندر تک سکون اتر گیا جب کہ بابا اس کی پیشانی چھوتے ہوئے پوچھنے لگے،

"کیسا ہے ہمارا شیر؟"

Iاس نے ان کا ہاتھ تھام کر انہیں تسلی دیتے ہوئے کہا،"

am fine dad"!

جواب میں انہوں نے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے مسکراتے ہوئے کہا"

گڈ!"

پھر ماما کی سمت مڑتے ہوئے پوچھا،

"سفینہ! مناہل کہاں ہے؟"

اس کا نام سنتے ہی اس کی دھڑکنیں تیز ہوئیں اور اسے دیکھنے کی خواہش زور پکڑ گئی حالانکہ وہ اس سے ناراض تھا مگر اس سے محبت اپنی جگہ تھی۔ سفینہ جو خالی برتن ترتیب سے ٹرے میں رکھ رہیں تھیں کہنے لگیں،

"پتہ تو ہے آپ کو اتنے دن سے ایک منٹ بھی اس نے آرام نہیں کیا اور رو رو کے اپنی جان آدھی کر لی ہے اس لڑکی نے پھر آج صبح سے بھی سارے انتظامات وہی دیکھ رہی تھی اس لئے میں نے ہی اسے ریسٹ کرنے بھیجا ہے۔"

بابا نے ان کے تفصیلی جواب پہ سر ہلایا جب کہ وہ اسی کے بارے میں سوچ رہا تھا،

"اوہ تو میڈم مناہل مجھے ائیوؤائیڈ کر رہیں، اتنی ہمت نہیں ہے کہ میرا سامنا کر سکیں۔ وہ سب کہنے کی ہمت کر لی تھی تو پھر سامنے آنے سے کیوں کترا رہی ہو، جانتا ہوں اندر کا گلٹ تمہیں پریشان کر رہا ہے مگر اتنی آسانی سے تو معاف میں بھی نہیں

کروں گا۔ان تمام بے بنیاد الزامات کا حساب تو تمہیں چکانا پڑے گا جو تم نے مجھ پر لگائے تھے۔"

یہی سب کچھ سوچتے ہوئے اس کی آنکھ لگ گئی تھی۔

--------/---

دو تین دن بے حد تیزی سے گزرے تھے، گھر میں مختلف لوگوں کی آمد و رفت تھی جو صائم کی خیریت معلوم کرنے آرہے تھے اور اسی حساب سے مصروفیت زیادہ تھی۔اس تمام مصروفیت میں کسی کا دھیان اس طرف نہیں گیا کہ اس نے ابھی تک جا کر صائم کی خیریت بھی پتہ نہیں کی۔لیکن جو بھی تھا اس کو کسی نے اس بات پہ ٹوکا نہیں تھا اور اس کے لئے یہی بہت کافی تھا۔حالانکہ دل بہت کر رہا تھا کہ جا کر اسے ایک نظر دیکھ لے مگر شرمندگی آڑے آگئی۔صائم کے کھانے پینے سے لے کر باقی ساری چیزوں کا خیال وہی رکھتی تھی مگر اس کا سامنا کرنے سے کترا رہی تھی لیکن ایک گھر میں رہتے ہوئے یہ سب کب تک چلتا کبھی نا کبھی تو اس کا سامنا کرنا ہی تھا۔دوپہر کا وقت تھا، سفینہ اس دن بھابھی کے ساتھ ان کے منتھلی چیک اپ کے لئے گئیں تھیں

اور دادو کا یہ قیلولہ کا ٹائم تھا تو ایسے میں یہ مناہل کی ذمے داری تھی کہ وہ ماما کی غیر موجودگی میں صائم کے لئے کھانا لے کر جائے۔اس وقت سے وہ کھانا ٹرے میں رکھے اسی ادھیڑ بن میں تھی کہ اس کے سامنے کیسے جائے،وہ ملازمہ سے بھی کہہ سکتی تھی مگر اپنی موجودگی میں اسے یہ مناسب نا لگا اگر کسی اور چیز کی ضرورت پڑی تو اس لئے دل مضبوط کرتی اس کے بیڈروم تک چلی آئی مگر اندر جانے کی ہمت نہیں ہو رہی تھی۔انہیں سوچوں میں مزید کئی منٹ گزر گئے پھر وہ اپنے آپ کو ملامت کرتی کہ اسے بھوک لگی ہو گی اور پھر دوا کا ٹائم بھی ہونے والا تھا یہی سب سوچ کے اپنے آپ کو بہادری کا درس دیتی دل کڑا کر کے دروازے پہ دستک دی،کچھ دیر خاموشی رہی اس نے دوبارہ دستک دی اور اس کی دستک کے جواب میں اندر سے اس کی بیزار سی آواز آئی تھی،

"آجاؤ بھئی !"

اس کی آواز سن کر مناہل کے ہاتھ پیر ایک بار پھر پھول گئے،دل تیز رفتاری سے دھڑکنے لگا۔وہ بمشکل اپنے حواس جمع کرتی دروازہ کھول کے اندر داخل ہو گئی مگر قدم من من بھر کے ہو رہے تھے۔یہ وہی جانتی تھی یا اس کا دل کہ وہ کس طرح اپنے

قدموں پہ کھڑی تھی، نظریں اس کی جھکی ہوئیں تھیں کہ صائم کی سمت دیکھنے کی ہمت نہیں تھی، تبھی شائد طویل خاموشی پر اسی بیزاری کے عالم میں اس نے نظریں اٹھائیں اور اس خوبصورت چہرے پہ اس کی نظریں ساکت ہو گئیں جو خود بھی ساکت سی نظریں جھکائے کھڑی تھی۔ وہ کئی لمحے اس کے ساکت وجود پہ نظریں جمائے رہا جب کہ وہ شرمندگی کے احساس سے سر جھکائے ایک ہی جگہ جمی کھڑی تھی۔ دل کی حالت عجیب ہو رہی تھی حالانکہ وہ کافی بہتر لگ رہا تھا مگر اس کی یہ حالت دیکھ کر اس کا دل بھر آیا اور آنکھوں سے آنسو بہنے ہی لگے تھے کہ اس کی بیزار سی آواز پہ آنسوؤں کے ساتھ وہ خود بھی ٹھٹھک سی گئی جب، وہ کہہ رہا تھا،

"محترمہ! جم گئیں ہیں پگھل جائیں۔"

اس کے بیزار اور بیگانہ سے انداز پہ وہ کا نازک سا دل ڈوب سا گیا اور تبھی اس پہ یہ ادراک ہوا کہ صائم نے بھی اس کا تلخ لہجہ اور الفاظ برداشت کئے ہیں۔ یہی سوچ کے وہ اپنا دل کڑا کرتی آگے بڑھی اور ٹرے سائیڈ ٹیبل پہ رکھ دی پھر نیپکن ہاتھ میں لے کر اس کی سمت مڑی کہ اس کی آواز پھر ابھری،

"ماما کہاں ہیں؟"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

لہجہ ابھی بھی خشک ہی تھا وہ بمشکل اپنے آنسو پیتی دھیمی آواز میں بولی،

''وہ بھابھی کے ساتھ ان کے روٹین چیک اپ کے لئے گئیں ہیں۔"

جواب میں وہ اسی انداز میں بولا،

''تو آپ نے زحمت کیوں کی ملازمہ کے ہاتھ کھانا بھیج دیتیں۔"

اس کے انداز پہ اس کی آنکھوں سے آنسو ٹپک گیا جسے اس نے چپکے سے پونچھ ڈالا اور رسانیت سے بولی،

''جو دیکھ بھال گھر کا فرد کر سکتا ہے وہ ملازم نہیں کر سکتا اس لئے میں۔۔۔۔"

صائم نے اس کی بات بیچ میں ہی کاٹ دی اور کہا،

''زیادہ ہمدردی دکھانے کی ضرورت نہیں ہے، نفرت ہے مجھے ہمدردی سے۔"

لہجہ اچھا خاصا روڈ تھا، مناہل نے بھیگی پلکیں اٹھا کے اسے دیکھا مگر وہ اس کی سمت متوجہ نہیں تھا، سامنے دیکھ رہا تھا۔ اس کا تلخ اور ترش لہجہ اور بیگانہ انداز مناہل کی ہمت توڑنے کے لئے کافی تھا مگر وہ بمشکل ہمت جمع کرتی پھر بولی،

''میں ہمدردی کر بھی نہیں رہی۔"

اور پھر اپنا اعتماد بحال اس کے سامنے بیڈ پہ بیٹھ گئی اور آگے کو ہو کر نیپکن لگانا چاہا مگر اس نے ہاتھ بڑھا کر ایک دم اپنی سمت کھینچ لیا اور وہ جو تیار نہیں تھی اس کے ایکدم ایسا کرنے سے اس کے سینے پہ آ گری گھبرا کے اس کی سمت دیکھا وہ اپنی پر تپش نظریں جن میں بیگانگی کے علاوہ حد درجہ غصہ تھا؛اس کی سمت دیکھ رہا تھا۔اس کی قربت سے زیادہ وہ اس وقت اس کے غصے سے خوفزدہ ہو گئی تھی۔وہ براہ راست اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا،اس کی نظروں کی تپش پہ مناہل کی گھنی پلکیں اس کے ریشمی گالوں پہ جھک گئیں جب کہ وہ خشک لہجے میں سرگوشی کے انداز میں اس سے کہہ رہا تھا،

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ہمدردی نہیں کر رہیں تو کیا کر رہی ہو؟"

اس سوال کا جواب دینا مناہل کے لئے آزاد مشکل تھا،اس کی حالت غیر ہوتی جا رہی تھی،دل اتنی زور سے دھڑک رہا تھا کہ اس کی آواز اسے صاف سنائی دے رہی تھی۔صائم کے پر تپش وجود کی تپش سے اس کا پور الرز رہا تا،اس کی ہمت نہیں تھی اس کی سمت دیکھنے کی مگر وہ جیسے اپنی اتنے دن کی پیاس بجھا رہا تھا وہ اگر ایکبار بھی اس کی آنکھوں میں دیکھ لیتی تو جان جاتی کہ حقیقت کیا ہے۔اتنی تکلیف میں ہونے کے باوجود وہ اس کے نازک وجود کی قربت میں اپنی ہر تکلیف بھول گیا تھا،اس کی نظریں مناہل کی

بھیگی گھنی پلکوں پہ ٹکی تھیں۔ مناہل کے لئے اس کی نظروں اور قربت کو سہارنا مشکل ہو رہا تھا جبھی وہ دھیمی آواز میں اس کی سمت دیکھے بغیر بولی تھی،

"مم۔۔۔مجھے جانا ہے۔"

جواب میں وہ اسی قدر اطمینان سے بولا تھا،

"اونہوں! میری بات کا جواب دیئے بغیر تم کہیں نہیں جا سکتیں۔"

اس کی بھاری آواز سرگوشی میں ڈھل کر مناہل کے دل کی دنیا زیر و زبر کر گئی۔ وہ اپنی دھڑکنوں کو شمار کرتی بمشکل دھیمی آواز میں بول پائی،

"کِک۔۔۔کون سی بات؟"

اس کا لہجہ روہانسا سا تھا مگر وہ بھی ہٹ دھرم بنا جیسے اس سے ہر بات اگلوانا چاہتا تھا، اس لئے اسی لہجے میں کہا،

"یہی کہ ہمدردی نہیں کر رہیں تو کیا کر رہی ہو؟"

اس کے سوال پہ مناہل کو اپنی دھڑکنیں کانوں میں سنائی دینے لگیں، اس نے اٹھنے کی کوشش کی مگر صائم کی گرفت مضبوط تھی۔ اس نے بمشکل نگاہ اٹھا کے اس کی سمت

www.neweramagazine.com

دیکھا وہ اپنی نظریں اس پہ ہی جمائے ہوئے تھا، مناہل کی آنکھوں میں التجا سی در آئی کہ اسے جانے دے مگر اس نے اسی کٹھور انداز میں اس کی تمام التجائیں رد کرتے ہوئے کہا،

''کیا ہوا! تم تو میری دیکھ بھال کرنے آئیں تھیں، کیا اتنی ہی ہمت تھی؟''

اس کے انداز پہ مناہل کی آنکھوں سے چند آنسوؤں کے قطرے ٹپک کے صائم کے چہرے پہ گرے اور وہ جو بغور اسے دیکھ رہا تھا اس کے آنسو دیکھ کر بے ساختہ اس کی گرفت ڈھیلی پڑی اور گرفت ڈھیلی پڑتے ہی وہ سرعت سے اٹھ کے بیڈ روم سے باہر دوڑ گئی جب کہ وہ اس کی پشت پہ نظریں جمائے یہی سوچ رہا تھا کہ مناہل تم نے میرا بہت دل دکھایا ہے، میں نے پوری سچائی اور محبت سے تمہیں اپنایا ہے اور تم نے مجھ پہ شک کیا تو کیا وہ سب کہہ بھی دیا اور اگر تمہارے دل میں وہ سب تھا تو دل میں بدگمانی رکھنے کے بجائے کیا تم مجھ سے یہ سب باتیں ڈسکس نہیں کر سکتیں تھیں۔اب اتنی آسانی سے تو میں بھی ماننے والا نہیں ہوں جب تک تمہارے منہ سے نا سن لوں کہ تم کو بھی مجھ سے محبت ہے۔'' اور یہی سب سوچتے ہوئے اس نے آنکھیں موند لیں۔

اور پھر کئی دن اسی خاموشی سے گزر گئے،اس دن کے بعد سے مناہل کی ہمت نہیں ہوئی تھی کہ وہ دوبارہ اس کے سامنے جاتی اور تنہائی میں تو بالکل نہیں۔ہاں مگر اتنا ضرور تھا کہ گھر والوں کی موجودگی میں وہ کئی بار اس کے بیڈروم میں جاتی مگر وہ اب مکمل لاتعلقی برتتے ہوئے باقی سب کے ساتھ نارمل طریقے سے سب سے باتیں کرتا تھا مگر اس کو غلطی سے بھی مخاطب نہیں کرتا تھا۔مناہل نے کئی بار اپنے آپ کو سرزنش کی کہ اسے صائم سے معافی مانگ لینی چاہیے مگر اس کے سامنے جاتے ہی اس کی ہمت جواب دے جاتی تھی۔اس لئے ان دونوں میں اس دن کے بعد کوئی ڈائریکٹ بات نہیں ہوئی تھی،ایک طرف ضد تھی تو دوسری طرف شرمندگی جو دونوں کو ہی کچھ بھی کہنے سے روک رہی تھی۔

وہ ابھی کچھ دیر پہلے فریش ہو کر بیٹھا تھا جب ماما کے ساتھ وہ بھی بیڈروم میں داخل

ہوئی،اس کے ہاتھ میں فریش جوس کا گلاس تھا جو وہ اسی کے کئے لائی تھی مگر وہ اس کی سمت متوجہ ہوئے بغیر ماما سے لاڈ اٹھوانے میں مصروف رہا یا پھر اپنے گیمنگ کونسول پہ گیم کھیلنے میں۔ مجبوراً مناہل کو ہی اسے مخاطب کرنا پڑا،

"یہ جوس لے لیں۔"

جواب میں مصروف انداز میں اس نے کہا،

"ابھی موڈ نہیں ہے۔"

اس کے جواب پہ ماما نے اسے ٹوکتے ہوئے کہا،

"یہ کیا بات ہوئی؟ وہ اتنے پیار سے لائی ہے چلو فوراً" ختم کرو۔"

ان کے کہنے پر اس جیسے مجبوراً مناہل کے ہاتھ سے گلاس لے لیا اور لے کر سائیڈ ٹیبل پہ رکھنا چاہا جب ماما نے ایک بار پھر اسے ٹوک دیا،

"سائیڈ میں رکھنے کی ضرورت نہیں ہے چلو ختم کرو۔"

ان کے کہنے پر اس نے مجبوراً گلاس لبوں سے لگالیا اور وہ مطمئن ہوتی اس کے کپڑوں کی سمت متوجہ ہو گئی جو لانڈری سے دھل کر آئے تھے۔ ماما نے مناہل کو مخاطب کرتے

www.neweramagazine.com

ہوئے کہا،

"بیٹا! مناہل!"

مناہل نے بھی فوراً"ان کو جواب دیتے ہوئے کہا،

"جی ماما!"

سفینہ نے بات آگے بڑھاتے ہوئے کہا،

"بیٹا! دو چار دنوں میں رمضان شروع ہونے والے ہیں اور اتنے کام ابھی باقی ہیں، نگین کی کنڈیشن تو ایسی نہیں ہے تو اب تم نے ہی سب دیکھنا ہے۔"

جواب میں اس نے مسکراتے ہوئے کہا،

"فکر مت کریں ماما! میں کرلوں گیں بس آپ میرے ساتھ مل کر لسٹ بنوا لیجئے گا۔"

اس کی آواز سماعتوں کو بھلی لگ رہی تھی مگر وہ بیٹھا ایسے تھا جیسے بالکل لاتعلق، ماما نے اس کے فرمانبردار انداز پہ خوش ہوتے ہوئے کہا،

"جیتی رہو۔"

پھر مسکراتے ہوئے صائم کی سمت دیکھا اور پوچھا،

''تمہارا ڈاکٹر سے نیکسٹ اپائنمینٹ کب ہے؟''

وہ سوال کی اہمیت نظرانداز کرتے ہوئے لاپرواہی سے بولا،''

اس ہفتے کے اینڈ تک ہے۔''

اس کی بات کے اختتام پہ ماما نے کہا،

''تمہیں تو دھیان رہے گا نہیں۔''

جیسے اس کی صلاحیتوں کا اچھی طرح پتہ ہو پھر مناہل سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا،

''بیٹا! مناہل! ذرا یہ کام بھی تم ہی کر لینا۔''

ان کی بات کے جواب میں مناہل نے سعادت مندی سے اثبات میں سر ہلایا جبکہ وہ منہ ہی منہ میں کچھ بڑبڑا کے رہ گیا۔

---

www.neweramagazine.com

رمضان کا بابرکت مہینہ شروع ہو گیا تھا اور جیسے ہر طرف برکتیں اور رحمتیں نازل ہونے لگیں تھیں۔سب ہی زور و شور اور پوری دلجوئی سے عبادتوں میں مصروف تھے۔مناہل کی ذمے داری اب اور بڑھ گئی تھی،عبادت کے علاوہ صائم کا خیال رکھنا،ٹائم پہ اس کو دوا دینا اور اپائنمینٹ وغیرہ کا خیال رکھنا پھر سحری اور افطار کا انتظام دیکھنا۔وہ یہ سب کر رہی تھی اور خوش اسلوبی سے نبھا رہی تھی۔صائم کے ریگیولر چیک آپ اب مسلسل ہو رہے تھے اور ڈاکٹرز کا خیال تھا کہ چھٹے ہفتے تک پلاسٹر اتر جائے گا اس کے بعد ریگیولر ایکسر سائز اور مساج کے ذریعے وہ بالکل ٹھیک ہو جائے گا اور اب سب کو شدت سے اس دن کا انتظار تھا جب وہ اپنے پیروں پہ کھڑا ہو اور مکمل صحت یاب ہو جائے۔

آج اس کا پلاسٹر اتر گیا تھا اور وہ خود اپنے پیروں پہ چل کر گھر آیا تھا،گھر والوں کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نا تھا۔کتنے ہی صدقے اور خیرات دیئے گئے تھے اور شکرانے کے نوافل

ادا کیے گئے تھے،ڈاکٹرز نے فی الحال اسٹک کا استعمال بتایا تھا مگر وہ پر امید تھے کے ایکسرسائز اور تھراپی سے وہ جلد اس سے چھٹکارہ پا لے گا۔اس لئے گھر پہ آج اس کی صحت یابی کی خوشی میں ایک چھوٹی سی دعوت کا اہتمام کیا گیا تھا،گھر کی رونق عروج پر تھی۔شہیر،زین اور علوینہ بھی آج خاص طور پر انوائٹڈ تھے اور سب ہی محفل انجوائے کر رہے تھے۔صائم بھی نجانے کتنے دن بعد پہلے جیسے موڈ میں نظر آرہا تھا،ہنستا مسکراتا محفل کو پوری طرح انجوائے کر رہا تھا۔دادو ان سب کو خوش اور مطمئن دیکھ کر خود بھی بہت خوش تھیں اور ان سب کی خوشیوں کے لئے ڈھیروں دعائیں مانگ ڈالیں تھیں۔افطار کے بعد گھر کے مرد حضرات مغرب کی نماز ادا کرنے مسجد چلے گئے اور خواتین نماز پڑھنے کے بعد باتیں بھی کرتی جا رہیں تھیں اور کام بھی۔مسجد سے آنے کے بعد محفل ایک بار پھر جم گئی اور اس دوران شہیر نے سب کو خوشخبری سنا کر خوش کر دیا،

''آپ سب کی دعاؤں سے میری اور علوینہ کی شادی کی ڈیٹ فکس ہو گئی ہے۔''

اس کے کہنے پر زین اور صائم نے ایک دوسرے کو دیکھا پھر اس پہ کشنز کی برسات کر دی،دادو اور ماما ان تینوں کو منع کر رہیں تھیں مگر وہ تینوں اکھٹے ہوں اور یہ سب نا ہو ایسا

ہو نہیں سکتا تھا جب کہ مناہل نے حیران ہو کر علوینہ کو دیکھا جو مسکراتے ہوئے شہیر کی درگت بنتے دیکھ رہی تھی۔اس کے دیکھنے پہ اس کی سمت دیکھا اور مناہل نے خوش ہوتے ہوئے اس کے گلے لگ گئی اور کہا،

"علوینہ ! تم ! میرا مطلب ہے اچانک اس طرح شادی ورنہ تم تو کہتیں تھیں کہ ماسٹر ز سے پہلے شادی نہیں کروگی؟"

اس کے حیران انداز پہ علوینہ کھلکھلا کر ہنس دی، مناہل نے بغور اس کا ہنستا مسکراتا چہرہ دیکھا۔اس کے اندر کی خوشی اس کی بڑی بڑی خوبصورت آنکھوں سے جھلک رہی تھی جب کہ وہ اپنی ہنسی کو ایک مسکراہٹ میں سمیٹتے ہوئے کہہ رہی تھی،

"ہاں ! سوچا تو یہی تھا کہ ماسٹر ز سے پہلے ایسا کچھ نہیں ہو گا مگر چند دنوں میں یہ ادراک ہے کہ ہم سوچتے کچھ ہیں اور ہوتا کچھ ہے unpredictable ہوا کہ لائف اتنی اور پھر جس سے محبت ہو اس کے ساتھ زندگی کے لمحے بتانے کا مزہ ہی الگ ہے اس لئے میں نے اور شہیر نے ایک دوسرے کی رضامندی سے یہ ڈیسائڈ کیا ہے شادی ابھی ہو یا ایک سال بعد ہونی تو ہے پھر اب کیوں نہیں؟ اس لئے۔۔۔۔"

وہ بات ادھوری چھوڑ کے مسکرائی، مناہل کو اس کی مسکراہٹ اس سے پہلے کبھی اتنی

www.neweramagazine.com

اچھی نہیں لگی جتنی آج۔اس کی خوشی میں خوش ہو کر وہ بھی پورے دل سے مسکرائی جب کہ علوینہ نے کہا،

اسٹڈیز کے لئے آسٹریلیا کا ویزا اپلائی further‘‘اور پھر نیکسٹ ائیر میں اور شہیر کریں گے اور پھر دونوں ایک ساتھ پڑھنے جائیں گے۔’’

مناہل نے مسکراتے ہوئے اسے گلے لگا ایک بار پھر مبارکباد دی اور پھر وہ دونوں بھی ان تینوں کی سمت متوجہ ہو گئیں جہاں شہیر ان دونوں سے بچنے کی جدوجہد کر رہا تھا مگر وہ دونوں اس کسی طور بخشنے کے موڈ میں نہیں تھے،بلآخر دادو کی ڈانٹ اور شہیر کے ٹریٹ دینے کے وعدے پہ وہ دونوں بھی شرافت کے دائرے میں واپس آ گئے اور شہیر کی جان بخشی ہوئی۔

اس نے رات کو دادو،ماما اور بابا کو شب بخیر کہا اور خود اس کے بیڈروم کو سمت آ گئی کہ ڈاکٹر کی ہدایت کے مطابق دن میں تین ٹائم اس کے پیر کی مالش ہونی ضروری ہے اور

یہ ذمے داری اس نے بخوشی اپنے ذمے لے لی تھی۔وہ ٹرے میں دودھ کا گلاس بھر کے اس کے دروازے پہ آئی، دستک دی اور اس کے اجازت دینے پر وہ اندر آگئی۔وہ سامنے ہی سوئیٹ پینٹس اور ٹینک ٹاپ میں صوفے پہ ایزی ہو کر بیٹھا ٹی وی دیکھ رہا تھا، اس کے اندر آنے پر بھی متوجہ نا ہوُا مگر وہ کچھ جھجھک سی گئی پھر دل مضبوط کر کے اس کے نزدیک آکر اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا،

"یہ دودھ لے لیں۔"

صائم نے ایک نظر اس کے ہاتھ میں تھمے دودھ کے گلاس کو دیکھا اور خاموشی سے گلاس تھام لیا۔اس کے خاموش رہنے پر مناہل نے گہرا سانس لیا اور تیل کی شیشی اٹھا کر اس کے سامنے فلور کشن پہ بیٹھ گئی کہ اس نے ٹوک دیا،

"وہاں نہیں اوپر بیٹھو۔"

ان الفاظ پہ مناہل نے چونک کر اسے دیکھا، دل ڈوب کے ابھرا، کہیں دل کے کونے میں خوش فہمی نے سر اٹھایا مگر وہ سپاٹ تاثرات لئے ٹی وی کی سمت متوجہ تھا۔وہ خاموشی سے اٹھ کے اس کے نزدیک صوفے پر آبیٹھی اور تیل کی شیشی کھول کر اس کے پیر کا مساج کرنے لگی۔دونوں ہی اپنی اپنی جگہ خاموش تھے بس خاموشی اور تنہائی

باتیں کر رہی تھی۔مساج کرتے کرتے مناہل نے جھکی جھکی نظروں سے اس کی سمت دیکھا مگر وہ اس طرح بیٹھا تھا جیسے بالکل اکیلا ہو۔اس کے سپاٹ سے تاثرات پر مناہل کا دل بھر آیا اور وہ ایک دم اس کے بازو پہ چہرہ ٹکا کے رو پڑی اور وہ جو بظاہر ٹی وی کی طرف متوجہ تھا اس کے اس طرح شدت سے رونے پر بوکھلا سا گیا۔

اس کے سپاٹ تاثرات اور بیگانہ انداز اس کے لئے برداشت کرنا مشکل تھا،اس کا دل بھر آیا اور وہ اس کے بازو پہ چہرہ ٹکا کے رو پڑی اور وہ جو بظاہر ٹی وی کو سمت متوجہ تھا اس کے اس طرح شدت سے رونے پر بوکھلا سا گیا۔بڑی بے ساختگی میں اپنا دوسرا بازو اٹھا کے اس کے گرد کر لیا مگر وہ اس کی قربت سے بے نیاز بس روتی رہی۔کافی دیر رونے کے بعد بھی وہ چپ نا ہوئی تو صائم کو ہی اسے ٹوکنا پڑا،

"یار مناہل! اتنی تکلیف تو مجھے جب نہیں ہوئی تھی جب ایکسیڈینٹ ہوا تھا جتنی ابھی تمہارے رونے سے ہو رہی ہے۔"

انداز بالکل پہلے جیسا دوستانہ تھا،مناہل نے چونک کر اس کے بازو سے چہرہ اٹھایا،وہ اپنی روشن چاکلیٹ براؤن آنکھوں سے اسے دیکھتا اس کی سمت ہی متوجہ تھا۔اس کے

تاثرات اور اس کی مسکراہٹ کے باوجود اس کی تکلیف کا احساس کر کے وہ ایک بار پھر رو پڑی۔اب وہ کچھ نہیں بولا بس آہستگی سے اس کے نرم ریشمی بالوں کو سہلاتا رہا۔وہ کافی دیر تک اس طرح آنسو بہاتی رہی کہ اس کا بازو بھی بھیگ گیا، پھر آہستہ آہستہ اس کے رونے میں کمی آگئی اور رونا بند ہو گیا مگر دھیمی دھیمی سسکیاں ابھی بھی نکل رہیں تھیں۔اس دوران ہی اسے اپنی پوزیشن اور اس قربت کا احساس ہوًا، شرم سے جیسے پورا وجود شل ہو گیا، دھیرے سے اس کے بازو سے چہرہ اوپر اٹھایا اور نگاہیں براہراست ان روشن چاکلیٹ براؤن آنکھوں سے مل گئیں۔ان آنکھوں میں کئی دن بعد وہی سابقہ رنگ دیکھے تھے دوستی، اعتماد، اعتبار، وفا اور اب ان رنگوں میں سب سے اہم اور گہرا رنگ محبت کا تھا۔ان آنکھوں کے انوکھے رنگ مناہل کو انوکھی داستان سنا رہے تھے اور اپنے ساتھ نئی راہوں پہ چلنے کا سندیسہ دے رہے تھے۔اس نے اپنے نظریں جھکا لیں، چہرہ ایک دم رنگ بدل گیا اور صائم کو اس لمحے اس کے چہرے سے اس کے دل کا حال معلوم ہو گیا، اس کے ہونٹ بے ساختہ مسکراہٹ کی گرفت میں آگئے۔اس نے ہاتھ بڑھا کے اس کا چہرہ اونچا کر دیا جب کہ مناہل کی حالت شرم سے غیر ہو گئی، اس کے نزدیک سے اٹھنا چاہا مگر گرفت مضبوط تھی اور وہ کہہ رہا تھا،

www.neweramagazine.com

''اونہوں!''

مناہل کا دل زوروں سے دھڑکنے لگا، چہرہ شرم سے سرخ ہو گیا اور وہ دھیمی آواز میں بولی،

''پلیز صائم!''

اس نے اس کی التجا ردکرتے ہوئے اپنے آپ سے مزید نزدیک کر لیا اور گرفت مضبوط کرلی۔ اس کی پر تپش سانسوں سے مناہل کا چہرہ جھلس رہا تھا جب کہ صائم نے اس کی حالت سے محظوظ ہوتے ہوئے اس کا چہرہ تھام لیا اور اسے اپنی نظروں کی گرفت میں لے کر بولا،

''تمہارے آنسوؤں کی زبان میں سمجھ گیا اور یہ بھی سمجھ گیا کہ جن حالات سے تم گزری ہو وہ بھلانا آسان نہیں ہوتا مگر محبت پہ اعتبار ہو رشتے میں وفا اور احترام ہو تو سب کچھ ممکن ہے۔ تمہارا جو رویہ تھا وہ حق بجانب تھا اور اس کے لئے تمہیں معافی مانگنے کی بھی ضرورت نہیں ہے کیونکہ میں اپنی محبت کو شرمندہ نہیں دیکھ سکتا مگر۔۔۔۔۔۔''

وہ ایک لمحے کو رکا اور وہ جو اپنی تیز ہوتی دھڑکنوں پہ قابو پانے کی کوشش کر رہی تھی اس کے خاموش ہونے پر اپنی پوری آنکھیں وا کر کے اس کی سمت خوفزدہ انداز میں دیکھا اور وہ جو سنجیدہ بنا اس کے خوبصورت چہرے کو نظروں کی گرفت میں لئے ہوئے تھا اس کے خوفزدہ تاثرات پہ مسکرایا اور اس کی پیشانی پہ اپنی پیشانی ٹکاتے ہوئے بولا،

''مگر وہ محبت جو تمہیں مجھ سے ہمیشہ سے ہے اس کا اظہار جب تک تم خود نہیں کرو گی میں تمہیں جانے نہیں دوں گا۔''

اس کا شوخ انداز، اس کی پرتپش گرفت، اس کے پرتپش وجود کی قربت اور یہ بات کہ وہ جان گیا ہے کہ وہ اس سے ہمیشہ سے محبت کرتی آئی ہے اسے شرمانے پہ مجبور کر گیا۔ اس نے اپنا شرم سے سرخ پڑتا چہرہ اس کے مضبوط شانے میں چھپا لیا جب کہ اس کا شرمایا انداز صائم کو ہنسنے پہ مجبور کر گیا، اس نے بمشکل اپنی ہنسی روکتے ہوئے کہا،

''مناہل یار! مجھے تو بتانے میں شرم نہیں آرہی کہ میں تمہاری محبت میں نجانے کب سے گرفتار ہوں۔''

مناہل اس کا ایک ایک لفظ محسوس کر رہی تھی، اسی طرح اس کے شانے میں چہرہ چھپائے چھپائے دھیمی آواز میں اس نے پوچھا،

"کب سے کرتے آرہے ہیں؟"

آواز پہ شرم غالب تھی،اس کے سوال پہ اس نے گہرا اطمینان بھرا سانس لیا اور قدرے نیم دراز ہوتے ہوئے کہا،

"یار! محبت تو تم سے ہمیشہ سے تھی بس اس کا ادراک جب ہوا جب تمہیں اپنے آپ سے دور جاتا ہوا محسوس کیا،وہ چھوٹی سی بچی جب رو رو کر ماما اور دادو سے میری شکایتیں لگاتی اور پھر ماما مجھے ڈانٹیں تو جی چاہتا اسے اور تنگ کروں اور پھر اور تنگ کرنے پہ جس طرح وہ بسورتی ہوئی پاپا کے پاس جا کر میری شکایت کرتی تو بے حد کیوٹ لگتی تھی۔"

اس نے جس طرح یہ سب کہا وہ مناہل کو مسکرانے پہ مجبور کر گیا دل میں ڈھیروں اطمینان اتر گیا مگر سنجیدگی سے بولی،

"تو پھر اتنے دن سے مجھ پہ غصہ کیوں کر رہے تھے؟"

اس کے معصومانہ انداز پہ صائم کا دل ڈوب کے ابھرا اور اس نے اس کا چہرہ اونچا کرتے ہوئے کہا،

"بس تھوڑا احساس دلانا چاہتا تھا کہ تم سے کتنی محبت کرتا ہوں جس طرح تم مجھ سے

محبت کرتی، جسطرح تمہارے کسی فعل میں ہمدردی کا جذبہ نہیں ہے اس طرح میں نے بھی تم سے رشتہ جوڑنے کا فیصلہ کسی ہمدردی کے تحت نہیں کیا تھا بلکہ اس کے پیچھے بھی میری محبت تھی جو مجھے تم سے ہمیشہ سے تھی۔"

وہ اس کی نم خوبصورت گھنی پلکوں والی آنکھوں میں دیکھ کر بولتا چلا گیا اور مناہل کا یقین اس پہ مزید گہرا ہو گیا، اس نے مطمئن ہوتے ہوئے اس کے بازو پہ چہرہ ٹکا دیا اور آنکھیں موند لیں جب کہ اس کا مطمئن انداز صائم کے اندر تک بھی اطمینان بھر گیا اور وہ اس کے کان کے نزدیک سرگوشی کرتے ہوئے بولا،

"پھر ڈیڈ سے بات کروں۔"

مناہل نے ذرا سی نظریں اٹھا کے سوالیہ انداز میں اسے دیکھا اور جواب میں وہ شرارت سے پر انداز میں بولا،"

"رخصتی کی بات۔"

کہتے کہتے اپنی بائیں آنکھ دبا دی اور وہ اس کی بات اور انداز پہ پہلے حیران ہوئی پھر اس کی شرارتی نظریں اور شرارتی مسکراہٹ پہ جھینپ کر اپنا چہرہ دوبارہ اس کے شانے میں

چھپا لیا اور وہ اس کی شرم سے غیر حالت پہ بے ساختہ ہنستا چلا گیا۔

رمضان المبارک کا آخری عشرہ شروع ہو گیا تھا اور ان رحمتوں اور برکتوں بھرے دنوں کی رحمت اور برکت میں جب بے پناہ اضافہ ہو گیا جب نگین بھابھی نے چاند سی خوبصورت گڑیا کو جنم دیا۔ گھر بھر میں خوشی کی لہر دوڑ گئی اور سب سے زیادہ اطمینان بھری بات یہ تھی کہ بھابھی اور بچی دونوں صحت مند اور ٹھیک تھیں۔ اور پھر اس دن بھابھی صبح ہی ہاسپٹل سے ڈسچارج ہو کر گھر آ گئیں تھیں اور تب سے ہی وہ ننھی پری کبھی کسی کے پاس ہوتی کبھی کسی کے پاس۔ دادو، ماما اور بابا کی خوشی ہی الگ تھی جب کہ ننھا طٰہٰ بھی چھوٹی بہن کو پا کر بے حد خوش اور ایکسائیٹڈ تھا۔ اس وقت بھی مناہل بھابھی کے ساتھ، بھابھی کے بیڈروم میں ننھی پری کو گود میں لئے صوفے پر بیٹھی تھی، طٰہٰ اس کے نزدیک بیٹھا اپنی چھوٹی بہن کو دیکھ رہا تھا جب کہ بھابھی مسکراتے ہوئے ان تینوں کی سمت ہی متوجہ تھیں جب دروازے پر دستک ہوئی بھابھی کے

www.neweramagazine.com

اجازت دینے پر دروازہ کھول کر مسکراتا ہوا صائم اندر داخل ہوا اور اس کی پہلی نظر دونوں بچوں کے ساتھ بیٹھی مناہل پہ پڑی اور ایک معنی خیز مسکراہٹ اس کے لبوں پہ پھیل گئی۔اس کی موجودگی کے باعث مناہل کا دل دھڑک اٹھا اور اس نے اپنی توجہ بچی پہ لگادی۔وہ مسکراتا ہوا بھابھی کی بیڈ کی سمت بڑھا جہاں بھابھی تکیے کے سہارے نیم دراز تھیں اور اپنے ہاتھ میں تھما بڑا سا بکے ان کے سرہانے رکھ دیا اور کہا،

"ویلکم ہوم بھابھی!"

جواب میں انہوں نے مسکرا کے کہا،

"شکریہ دیور جی!"

ان کے انداز پہ وہ مسکرایا اور پلٹ کے صوفے پہ آ بیٹھا،اس کے نزدیک آ کر بیٹھ جانے پر وہ سمٹ سی گئی جب کہ وہ صوفے پر اطمینان سے پھیل کر بیٹھا ایک بازو صوفے کی پشت پہ پھیلا دیا کہ وہ اس کے حصار میں آگئی۔صائم نے ایک بھاری سا لفافہ جس میں یقیناً رقم تھی بچی کے سرہانے رکھ دیا اور کہا،

"یہ گفٹ ہماری پرنسز کے لئے ہے۔"

www.neweramagazine.com

کہتے ہوئے جھک کر اس بچی کے نرم ملائم گال پہ پیار کیا لیکن بھابھی نے مسکراتے ہوئے شرارت سے کہا،

"تم گفٹ دینے میں لیٹ ہو گئے ہو۔"

ان کے ریمارک پہ اس نے سیدھا ہوتے ہوئے حیرانی سے کہا،

"کیا مطلب؟"

کہتے ہوئے مناہل کی سمت سوالیہ انداز میں دیکھا جو خود بھی چہرہ موڑ کے اپنی مسکراہٹ روک رہی تھی مگر بھابھی نے اسے جواب دیتے ہوئے کہا،

"مطلب یہ کہ پرنسز کی چاچی نے پرنسز کو چاچو سے پہلے گفٹ دے دیا ہے۔"

صائم نے گھور کے مناہل کو دیکھا جس کا چہرہ مسکراہٹ روکنے کے چکر میں سرخ ہو رہا تھا جب کہ وہ اس کے شانے پہ بازو دراز کرتے ہوئے کہنے لگا،

"خیر ہے! کوئی بات نہیں، پرنسز کے چاچو اور چاچی الگ الگ تھوڑی ہیں۔ کیوں؟"

ساتھ ہی اسے دلآویز نظروں کی گرفت میں لیتے ہوئے پوچھا اور وہ جھینپ کر مسکرا دی۔ وہ بھابھی کہہ رہا تھا،

"دیکھا آپ نے میری مسز میری ہر بات سے ایگری کرتیں ہے۔"

جواب میں بھابھی نے ہنستے ہوئے اس کو ہی آڑے ہاتھوں لیتے ہوئے کہا،

"ہاں تو اس میں کیا شک ہے مناہل تو ہے ہی فرمابردار اصل میں تو ہمیں فکر تمہاری ہے کہ تم اس بیچاری کو کتنا تنگ کرو گے۔"

جواب میں وہ اسی انداز میں کہہ رہا تھا جو اس کا خاصہ تھا،

"اس کی تو ہر بات مانوں گا، دل و جان سے، خوشی خوشی۔"

کہتے ہوئے اپنے شانے سے اس کے شانے پہ ٹھوکہ دیا اور وہ سر جھکائے مسکرا دی۔ بھابھی دل ہی دل میں ان دونوں کے لئے دائمی خوشیوں کی دعا مانگتیں اپنے سیل فون کی سمت متوجہ ہو گئیں جو رنگ کر رہا تھا۔ وہ بچی کے نرم گالوں پہ آہستگی سے انگلی پھیر رہی تھی جب کہ طٰحہ، صائم کی گود میں چڑھا اس کی پاکٹ سے چاکلیٹ نکال کے کھولنے کی کوشش کر رہا تھا۔ تبھی صائم کی نظر سامنے رکھے قد آدم آئینے میں پڑی جس میں وہ چاروں بیک وقت نظر آرہے تھے، منظر انتہائی مکمل تھا۔ وہ کچھ سوچ کے مسکرایا اور مناہل کے شانے پہ ہاتھ رکھ کے اسے متوجہ کیا، وہ چونک کر اسے دیکھنے لگی، اس

www.neweramagazine.com

نے سامنے اشارہ کیا کہ وہاں دیکھو۔ مناہل نے سامنے دیکھا، ایک سیکنڈ کو تو کچھ سمجھ نا آیا مگر صائم کی شرارتی مسکراہٹ اسے سمجھانے کے لئے کافی تھی کہ اس کا مطلب کیا۔ اس نے جھینپ کر سر جھکا لیا، ہونٹوں پہ شرمیلی مسکان ٹھہر گئی جب کہ وہ اس کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے کہہ رہا تھا،

"پانچ، چھ سال بعد کی یہی پکچر میرے ذہن میں آتی ہے۔"

اس کی شرارت آمیز سرگوشی مناہل کی دھڑکنیں منتشر کر گئی اور وہ دھیمی آواز میں اسے سرزنش کرتے ہوئے بولی،

"نہایت بے شرم انسان ہیں۔"

کہتی ہوئی وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر بھابھی کی سمت بڑھ گئی تھی کہ ان کی ننھی پری نے منہ بسورنا شروع کر دیا تھا اور وہ محض اپنے گھنے بالوں میں ہاتھ پھیر کر رہ گیا۔

آج انتیسواں روزہ تھا امید یہی تھی کہ آج چاند نظر آ جائے گا، افطار کے بعد سب ہی چاند دیکھنے کی غرض سے چھتوں پہ آ گئے تھے۔ تمام گھر والے بھی ٹیرس پہ جمع تھے اور چاند ڈھونڈنے کی تگ و دو جاری تھی اور پھر تھوڑی دیر میں ہی باریک ہلال نظر آ گیا۔ سب نے ہی چاند دیکھنے کے بعد دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیئے۔ وہ بھی پورے جزب سے آنکھیں بند کئے دعا مانگ رہی تھی، کاٹن کے ٹی پنک امبر وائڈ سوٹ میں، نکھری نکھری بے حد خوبصورت لگ رہی تھی۔ وہ اس کے نزدیک ہی کھڑا، بازو سینے پر باندھے بغور اسے دیکھ رہا تھا۔ مناہل نے دعا مانگ کے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرے اور نظر سیدھی اپنے دائیں جانب کھڑے صائم کی چاکلیٹ براؤن آنکھوں سے مل گئیں۔ اس کے دیکھنے پر وہ محبت سے پوچھنے لگا،

"کیا مانگا؟"

جواب میں اس نے شرارت سے کہا،

"یہ میرا پرسنل میٹر ہے، آپ کو کیوں بتاؤں ؟"

کہتے ہوئے مسکراتی ہوئی آگے بڑھی کہ اس کا نرم، ملائم، نازک ہاتھ اس کی مضبوط گرفت آ گیا۔ مناہل نے گھبرا کے ارد گرد دیکھا سب ہی ایک دوسرے کو چاند نظر آنے

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کی مبارکباد دے رہے تھے جب اس نے اس کی آواز نزدیک ہی سنی وہ کہہ رہا تھا،"

"میں جانتا ہوں تم نے کیا مانگا ہے۔"

مناہل نے پھر اس کی سمت دیکھا اور وہ مسکراتے ہوئے شرارت سے بھرپور لہجے میں کہہ رہا تھا،

"تمہاری ہر دعا مجھ سے شروع ہو کر مجھ پہ ہی ختم ہوتی ہے تو ظاہر ہے مجھے ہی مانگا ہوگا اور ویسے بھی تم تو ہمیشہ سے دعاؤں میں مجھے ہی مانگتی آئی ہو۔ہے نا!"

لہجے اور آنکھوں میں شرارت بھرے اسے ہی دیکھ رہا تھا، مناہل نے گھور کے اسے دیکھا اور اپنا ہاتھ چھڑواتے ہوئے کہتے ہوئے آگے بڑھی،

"خوش فہمی بہت ہے آپ کو۔"

ساتھ ہی اسے زبان چڑاتی اس سمت بڑھ گئی جہاں سب گھر والے موجود تھے جب کہ وہ مسکراتا ہوا اونچی آواز میں کہہ رہا تھا،

"یہ خوش فہمیاں رنگ بھی لے آئی ہیں۔"

مگر وہ سنی ان سنی کرتی آگے بڑھ گئی البتہ ہونٹوں پہ اطمینان بھری مسکراہٹ تھی اور

دل میں ڈھیروں خوشی۔

بابا، دائم بھائی اور صائم صبح ہی صبح عید کی نماز پڑھ کے آ گئے تھے دادو، ماما اور بھابھی بھی بچوں سمیت وہیں تھیں اور اب محفل لاؤنج میں جمی تھی۔ مناہل لوازمات سے بھری ٹرالی گھسیٹتی وہیں آگئی اور وہ جو منتظر نگاہوں سے دروازے کی سمت ہی متوجہ تھا، اس کا سجا سنورا روپ دیکھ کے اس کے دل نے ایک بیٹ مس کی، اسی کے لائے ہوئے وائٹ شیفون کا شرٹ، اسٹریٹ ٹراؤزرز اور وائٹ شیفون کا کرن لگا دوپٹہ پہنے، گھنے بال پشت پہ کھلے چھوڑے، لائٹ سے میک آپ اور جیولری میں ہمیشہ کی طرح خوبصورت لگ رہی تھی۔ اس کا خوبصورت روپ دیکھ کر صائم کو اپنا دل اپنے ہاتھوں سے نکلتا محسوس ہوا۔ مناہل کو بھی اسکی نظروں کا ادراک اچھی طرح تھا، دل ایک دم تیزی سے دھڑکا جی چاہا پلکیں اٹھا کے ایک نظر اسے دیکھ لے مگر سب گھر والوں کی موجودگی کے باعث وہ نظریں نیچے کئے ٹرالی گھسیٹتی آگے بڑھ آئی۔ سب سے پہلے

باباکو سلام کیا،

"عید مبارک بابا!"

انہوں نے بھی ہمیشہ کی طرح محبت سے اس کے سر پہ ہاتھ رکھ کے دعا دی،

"جیتی رہو! خوش رہو!"

ساتھ ہی بھاری سا لفافہ اس کے ہاتھ پہ رکھ دیا۔ وہ مسکراتی ہوئی دائم بھائی کی طرف متوجہ ہوئی اور انہوں نے اس کے کچھ بھی کہنے سے پہلے کہا،

"لو بھئی مانو! تمہاری عیدی۔"

ان کے مانو کہنے پر اس نے منہ بنایا اور سب اس کے منہ بنانے پہ ہنس پڑے، دائم بھائی نے اس کے سر پہ ہاتھ رکھ کے اس کا سر دائیں بائیں ہلا دیا تو وہ بھی ہنس پڑی۔ اس کے بعد اس نے سب کو شیر خورمہ سرو کیا اور آخر میں وہ اس سمت چلی آئی جہاں وہ کونے والے فلور کشن پہ بیٹھا اپنے گٹار کے تاروں کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کر رہا تھا۔ مناہل نے شیر خورمے کی پیالی اس کے آگے کرتے ہوئے کہا،

"عید مبارک!"

صائم نے بھرپور نظریں اس کے جگمگاتے وجود پہ ڈالیں اور شرارت سے اسے دیکھا تو وہ بولی،"

میری عیدی!"

اس نے کچھ بھی کہے بغیر س کے ہاتھ سے پیالہ لے لیا، مناہل نے اپنی آنکھوں کو سوالیہ انداز میں جنبش دی تو اس نے معنی خیز انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا،

عید ملو گی تو عیدی ملے گی۔"""

اس کی معنی خیز مسکراہٹ مناہل کا دل دھڑکا گئی، چہرہ شرم سے سرخ ہو گیا وہ اس کو ڈھنگ سے گھور بھی نا سکی اور جلدی سے پلٹ کر بھابھی کے نزدیک جا کر بیٹھ گئی مگر مستقل ہی اس کی گہری بولتی شرارتی نظروں کے حصار میں رہی جو اسے پزل کرنے کے لئے کافی تھا جبکہ وہ اس کی کیفیت سے محظوظ ہوتا بظاہر دائم بھائی کے ساتھ باتوں میں مصروف تھا۔ پورا دن ہی وقفے وقفے سے مہمانوں کی آمد کا سلسلہ چلتا رہا تو پھر فرصت بھی نہیں ملی، شام میں بھابھی دائم بھائی اور بچوں کے ساتھ اپنے میکے جانے کے لئے نکلیں تو مناہل کو علوینہ کے گھر ڈراپ کر دیا اور پھر وہ ایک بھرپور شام علوینہ کے ساتھ گزار کے کوئی

۹:۳۰ پہ گھر واپس آئی تو پتہ چلا کہ بابا، دادو اور ماما کو لے کر کسی ملنے والے کے گھر گئے ہیں۔ وہ مطمئن سی لاؤنج کا ڈور کھول کے اندر داخل ہوئی اور لاؤنج میں روشن ڈم لائٹس کی روشنی میں اس کی پہلی نظر کارپٹ پہ رکھے فلور کشنز پہ لیٹے وجود پہ پڑی، اس کے ہونٹوں پہ خوبصورت مسکراہٹ بکھر گئی۔ وہ صائم ہی تھا جو فلور کشن پہ ہی لیٹے لیٹے شائد سو گیا تھا۔ وہ دھیرے دھیرے قدم اٹھاتی اس کے نزدیک چلی آئی اور آہستگی سے اس کے نزدیک بیٹھ گئی۔ کچھ دیر اس بغور اس کے وجیہ چہرے پہ نظریں جمائے رہی پھر آہستگی سے اس کے ماتھے پہ بکھرے گھنے چمکیلے بال اپنے ہاتھ سے ہٹا دیئے۔ اس کے لمس پہ صائم نے اپنی آنکھیں کھول دیں پہلی نظر اس پہ ہی پڑی، نیند کے خمار سے بوجھل، گلابی ڈوروں سے سجی آنکھیں جو اس وقت اور بھی دلکش لگ رہیں تھیں، اس کی خوبصورت بادامی آنکھوں سے مل گئیں۔ مناہل کا دل ان روشن چاکلیٹ براؤن روشن آنکھوں میں ڈوب کر ابھرا، اس نے سٹپٹا کے نظریں جھکا لیں۔ اس کی حالت ایسی ہو گئی جیسے چوری کرتے ہوئے پکڑی گئی ہو، گھبرا کے وہاں سے اٹھنا چاہا اور اس کا نازک سا ہاتھ صائم نے اپنی مضبوط گرفت میں جکڑ لیا، مناہل نے گھبرا کے اسے دیکھا اور اس نے اسے اپنی طرف کھینچ لیا، وہ جو تیار نہیں تھی اس کی اوپر گر سی گئی اور اس اچانک افتاد پہ اس کا دل بے ہنگم انداز پہ دھڑک اٹھا۔ وہ سرگوشی کے

www.neweramagazine.com

سے انداز میں اس سے بولا،

"کیاہوُا؟"

مگر وہ بجائے کچھ کہنے کے گھبراہٹ میں نفی میں سر ہلاگئی،اس کے انداز پہ وہ مسکرایااور کہا،

"پھرادھر دیکھو میری طرف۔"

اس کی قربت اور پر تپش گرفت نے ہی اس کے اوسان خطا کئے ہوُئے تھے اس پہ یہ فرمائش۔اس کادل زوروں سے دھڑکنے لگااور اس نے اس سے نظریں ملائے بغیر نفی میں سر ہلادیا۔اس کی کیفیت پہ صائم کے ہونٹوں میں دبی مسکراہٹ گہری ہوگئی اور اس نے کہا،

"اچھا!عید تو مل لو۔"

اس کا سرگوشیانہ لہجہ ذو معنی تھا،اس ذو معنی بات کامطلب سمجھ کے مناہل کاچہرہ سرخ ہوگیااور ہونٹوں پہ شرمیلی مسکراہٹ پھیل گئی۔صائم نے مسکراتے ہوُئے اس کے گرد بازوؤں کاحصار مزید تنگ کردیا۔مناہل نے آہستگی سے پلکیں اٹھائیں اور اس کی

نظریں براہ راست اس کی آنکھوں سے مل گئیں،اس نے دھیمی آواز میں کہا،

"عید مبارک!"

صائم نے اپنی پیشانی اس کی روشن پیشانی سے ملاتے ہوئے کہا،

"تم کو صائم ہمدانی مبارک!"

مناہل کے ہونٹوں کی مسکراہٹ گہری ہوگئی،صائم اسے سیدھا بیٹھاتے ہوئے خود بھی سیدھا ہو بیٹھا اور پھر پاکٹ سے ایک جیولری کیس نکال لیا۔وہ دلچسپی سے کیس کی سمت ہی متوجہ تھی،صائم نے کیس کھولا اور اس میں سے وائٹ گولڈ کا نازک سا چین جس میں خوبصورت نازک سا ڈائمنڈ پینڈ ڈینٹ تھا نکالا،مناہل کی آنکھیں خیرہ ہو گئیں۔صائم نے ایک ہاتھ سے اس کی پشت پہ پھیلے گھنے بال سائڈ میں ہٹا کے چین اس کے گلے میں ڈال دی اور جھک کے لاک لگا دیا۔مناہل کا دل محبت کے اس انداز پہ گداز ہو گیا اور آنکھیں نم ہو گئیں وہ اس کے کان کے نزدیک سرگوشی کرتے ہوئے بولا،"

"تمہاری عیدی۔"

www.neweramagazine.com

جواب میں اس نے بھیگی پلکوں کے ساتھ دھیمی آواز میں کہا،

"بہت خوبصورت ہے، تھینک یو!"

وہ اس کا چہرہ اونچا کرتے ہوئے اس کی نم آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا،

"تم سے کم۔"

وہ اپنی نم آنکھوں سے مسکرادی اور چین پہ اپنی مخروطی انگلی پھیرتے ہوئے بولی،

"صائم!"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جواب میں وہ پوری دل جمعی سے بولا،

"جی صائم کی جان۔"

اس کے انداز پہ مناہل کے ہونٹوں کی مسکراہٹ گہری ہوگئی اور اس نے کہا،

"آپ بہت اچھے ہیں۔"

جواب میں اس نے شرارت آمیز انداز میں اسے دیکھتے ہوئے کہا،

"عیدی مل گئی اس لیے میری تعریف ہو رہی ہے۔"

مناہل نے گھور کے اسے دیکھا اور اس کے چوڑے شانے پہ اپنے نازک سے ہاتھ کا مکہ دے مارا اور کہا،

"جی نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔"

جب کہ وہ اس کے انداز پہ زور سے ہنس پڑا اور مناہل کے دل میں ڈھیروں اطمینان اتر گیا۔ کچھ سیکنڈ بعد وہ اپنی ہنسی روکتے ہوئے بولا،

"اور میری عیدی۔"

مناہل نے حیران نظروں سے اسے دیکھا پھر اس کی ذو معنی بات کا مطلب سمجھ کے اس کو دھکیل کر وہاں سے اٹھ گئی اور تیز تیز قدم اٹھاتی لاؤنج کے دروازے پہ جا کر کہا،

"نہایت بے شرم انسان ہیں آپ۔"

اس کے انداز پہ وہ کھل کے ہنسا اور کہا،

"اچھا رکو تو، پرامس اب تنگ نہیں کروں گا، آؤ تمہیں گانا سناؤں۔"

کہتے ہوئے اپنا گٹار سنبھال لیا، مناہل نے مسکراتے ہوئے انگوٹھا دکھایا اور کہا،

"آپ اپنا گانا فی الحال ان دیواروں کو سنائیں۔"

اور ہنستی ہوئی وہاں سے چلی گئی جبکہ وہ دہائی دینے والے انداز میں گٹار بجاتا عاطف اسلم کا ''دوری سہی جائے نا! زور زور سے گا رہا تھا۔اس کی آواز پورے گھر میں گونج رہی تھی اور اس کی دہائیاں سنتے ہوئے سیڑھیاں چڑھتی مناہل کے ہونٹوں کی مسکراہٹ گہری ہو گئی اور دل میں اطمینان اتر گیا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interview

آج علوینہ کے گھر پہ بے حد رونق تھی، پورا گھر روشنیوں سے جگمگا رہا تھا اور ہر طرف موتیا، گیندے، عطر اور ابٹن کی ملی جلی مہک فضاء میں رچی ہوئی تھی، وقفے وقفے سے زنانہ اور مردانہ قہقہے گونج رہے تھے غرض پورے گھر میں خوشی کا سماں تھا، آج علوینہ اور شہیر کی مہندی کی رسم تھی۔ مناہل، علوینہ اور اس کی ایک دو کزنز کے ساتھ اس کے بیڈروم میں تھی اور اسے گجرے پہناتے ہوئے ساتھ ساتھ معمول کی چھیڑ چھاڑ بھی جاری تھی جب علوینہ نے اس سے پوچھا،

''انکل، آنٹی، بھئیا بھابھی آ گئے ہیں؟''

جواب میں وہ اس کی کلائیوں میں ہری اور پیلی چوڑیاں چڑھاتے ہوئے بولی،

''ہاں وہ سب تو آ گئے ہیں۔''

''اور صائم؟''

اس نے ایک اور سوال کیا، مناہل کا دل دھڑکا اور ہونٹوں پہ مسکراہٹ گہری ہو گئی، علوینہ نے اسے مسکراتے دیکھ کر کہا،

''اوہو! میں تم سے صائم کے بارے میں پوچھ رہیں ہوں اور تم ہو کہ مسکرائے جا رہی ہو۔''

جواب میں وہ سنجیدہ نظر آنے کی کوشش کرتے ہوئے بولی،

''اوہو! پتہ تو ہے تمہیں وہ شہیر کے ساتھ آئے گا، مہندی لے کے۔''

مناہل کے یاد دلانے پہ وہ بھی سر ہلا کر رہ گئی اور تبھی باہر سے پٹاخوں اور ڈھول کی آوازیں آنے لگیں جو اس بات کا اعلان تھیں کہ دلہا والے مہندی لے کر پہنچ گئے ہیں۔ اس کی کزنز بڑی سی گلاس ونڈو پہ جا کر کھڑیں ہو گئی ساتھ ہی مناہل کو بھی بلا لیا۔ وہاں سے سڑک اور پورچ کا منظر صاف نظر آ رہا تھا۔ وہ دلچسپی سے سارے مناظر دیکھ

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

رہی تھی، جب علوینہ نے اسے پکارا،

"مناہل! اکیلے کھڑی ہوئی دیکھے جا رہی ہو یہ نہیں کہ مجھے بھی بلا لو۔"

اس کے انداز پہ وہ سب ہنس پڑیں، اس کی کزن نزا سے چھیڑنے کی خاطر بولی،

"واہ بھئی کیا زمانہ آگیا ہے خود دلہن صاحبہ اپنی مہندی دیکھنے کی فرمائش کر رہیں ہیں۔"

جواب میں وہ اپنے مخصوص پر اعتماد انداز میں بولی،

"تو کیوں نا دیکھوں، آخر شادی بھی تو میری ہے، تم اپنے وقت پہ چاہے تو پورا گھونگھٹ نکال کر بیٹھ جانا اور رخصتی کے بعد بھی اپنے شوہر کو نا دیکھنا۔"

اس کے انداز پہ وہ سب کھلکھلا کر ہنس دیں پھر مناہل کو ہی اس پہ ترس آگیا اور وہ اس کا ہاتھ تھام کر اسے بھی کھڑکی کی سمت لے آئی جہاں سے پورچ کا منظر صاف دکھائی دے رہا تھا۔ سب کے درمیان وائٹ کرتے شلوار میں مسکراتا ہوا ہینڈسم سا شہیر نظر آرہا تھا، اس کے وجیہ چہرے پہ خوشی روشنی بن کے جھلک رہی تھی۔ ارد گرد اس کے سارے دوست زبردست سا بھنگڑہ ڈالتے اسے لے کر آرہے تھے، جن میں سب سے نمایاں صائم اور زین ہی تھے۔ ڈارک براؤن کرتا اور ڈارک براؤن پشاوری شلوار

کے ساتھ براؤن پشاوری سینڈلز میں اس کا دراز قد نمایاں ہو رہا تھا، مناہل کے دل کی دھڑکن تیز ہوئی اس نے نظریں جھکا لیں اور ایک گہرا سانس لیتی اپنی منتشر دھڑکنوں کو قابو کرنے کی کوشش کی۔ کچھ ہی دیر میں وہ سب بھنگڑہ ڈالتے، ہنستے مسکراتے گیٹ کے نزدیک چلے آئے۔ وہاں علوینہ کی ماما اور بابا باقی فیملی میمبرز کے ساتھ ان سب کو ویلکم کرنے کے لئے کھڑے تھے۔ سب سے پہلے شہیر کو انہوں نے گلے لگا کر اندر آنے کا راستہ دیا اور پھر لڑکیوں نے پھول نچھاور کر کے ان سب کو ویلکم کیا، وہ سب ہی اسی طرح بھنگڑہ ڈالتے شہیر کو لئے اندر بڑھ گئے کچھ ہی دیر کی بات تھی وہ سب نظروں سے اوجھل ہوئے اور وہ دونوں بھی چونکیں پھر ایک دوسرے کو دیکھ کر ہنس پڑیں۔

وہ سب ہی ہنسی مذاق کرتے، شہیر کو لئے اس اسٹیج کی طرف بڑھے جو رسم کے لئے بنایا گیا تھا، بڑے سے اسٹیج پر سندھی جھولا جس پہ خوبصورت کارونگ ہوئی تھی اور جو

گیندے اور موتیا کے پھولوں کی لڑیوں سے سجایا گیا تھا، وسط میں خوبصورتی سے سجی کارو ڈ ٹیبل پہ سجے تھالوں میں مہندی، ابٹن، عطر، تیل، گجرے اور باقی لوازمات موجود تھے۔ وہ سب ہی اسٹیج کے سامنے پہنچ گئے تھے کچھ دیر تک وہ سب ہی بھنگڑہ ڈالتے انجوائے کرتے رہے پھر علوینہ کی ماما کو ہی شہیر پہ ترس آیا اور ان کے کہنے پہ اسے لا جا کر اسٹیج پہ بٹھا دیا گیا مگر وہ سب لڑکے آج فل فارم میں تھے اسی طرح وہ کافی دیر تک انجوائے کرتے رہے پھر بزرگوں کے کہنے پہ ہی رسم کا باقاعدہ آغاز کرنے کے لئے کہا گیا۔ علوینہ کی کزنز اسے لینے اندر چلیں گئیں جب کہ صائم اور زین شہیر کے دائیں بائیں آ کر بیٹھ گئے اور صائم اسے مخاطب کرتے ہوئے بولا،

''کیا ہوا شہیر اتنا نروس کیوں ہو رہا ہے؟''

جواب میں شہیر نے دانت کچکچائے اور کہا،

''بیٹا! تم پہ یہ وقت آئے گا پھر پوچھوں گا۔''

اس کے انداز پہ صائم کا اونچا قہقہہ نکل گیا جب کہ زین اسے گھیرتے ہوئے بولا،

''کیا بات ہے تمہیں بڑی ہنسی آ رہی ہے؟''

ابھی وہ کچھ کہتا کہ جواب شہیر نے دیا،

"ہاں دو دن بعد مناہل کی شکل نظر آئے گی نا اس لئے دانت نکل رہے ہیں۔"

اپنی طرف سے اس نے اس پہ چوٹ کی تھی مگر دوسری طرف بھی صائم تھا جس نے ادھار رکھنا سیکھا نہیں تھا اس لئے جواباً" کہا،

"مناہل کی شکل تو دو دن بعد نظر آ جائے گی، علوینہ تو بڑے سے دوپٹّے میں ہو گی تو کیسے دیکھے گا۔"

شہیر نے اسے گھور کے دیکھا جب کہ وہ دونوں اس کی حالت سے محظوظ ہوتے ہاتھ پہ ہاتھ مار کے ہنس پڑے۔ تبھی کیمروں کا رخ بدل گیا اور ساتھ ہی دلہن کی آمد کا شور اٹھا۔ ان سب کی نظریں بھی اس سمت اٹھ گئیں جہاں سے لڑکیوں کے جھرمٹ میں علوینہ بڑے سے سرخ دوپٹّے کے سائے تلے چلتی اس طرف ہی آ رہی تھی مگر صائم کی نظریں علوینہ کے ساتھ چلتے مومی پیکر پہ ٹک گئیں تھیں۔ گہرے ہرے رنگ کا لہنگا جس کے گھیر پہ گوٹا اور چوڑی گولڈن پٹیاں لگیں تھیں، پرپل کتان کی شرٹ جس پہ گولڈن موٹوز بنے تھے اور ہلکے پرپل کلر کا نیٹ کا گولڈن کام سے مزین دوپٹہ جس کے چاروں طرف ہری، پرپل اور گولڈن پٹیاں لگیں تھیں، کانوں میں گولڈن بھاری

جھمکے، ماتھے پہ خوبصورت سی ماتھا پٹی لگائے، کلائیوں میں بھر بھر کے میچنگ چوڑیاں ڈالے سلیقے سے کئے گئے میک اپ میں وہ ہزاروں کا دل دھڑکانے کا باعث تھی۔ صائم کی نظروں نے اس پہ سے ہٹنے سے انکار کر دیا، مناہل کو اس کی روشن آنکھوں کی تپش کا بخوبی اندازہ تھا جبھی نظریں جھکائے علوینہ کے ساتھ ہی تھی۔ وہ سب دھیرے دھیرے چلتی اسٹیج کی سمت آ گئیں تھیں اور شہیر سمیت صائم اور زین بھی احتراماً کھڑے ہو گئے تھے۔ مناہل نے احتیاط سے تھام کر علوینہ کو اسٹیج بنے جھولے میں بٹھادیا تھا اور خود سنبھل کے پیچھے ہونا چاہا کہ علوینہ نے اس کا ہاتھ تھام کر اپنے ساتھ ہی بٹھالیا۔ زین اور صائم بھی پیچھے ہی کھڑے تھے، شہیر بھی ان دونوں کے بیٹھتے ہی علوینہ کے ساتھ آ کر بیٹھ گیا اور باقاعدہ رسم کا آغاز ہوا۔ معمر خواتین باری باری آ کر علوینہ اور شہیر کے مہندی لگا کے مٹھائی کھلاتیں جاتیں تبھی ان میں سے ایک معمر خاتون نے مناہل کو دیکھ کر کہا،

"دلہن کی دوست تو بڑی پیاری ہے اس کی کہیں بات وات طے ہوئی۔"

"ان کے شرارت بھرے انداز پہ وہ ایکدم سٹپٹا سی گئی ساتھ ہی یہ احساس بھی تھا کہ وہ عین پیچھے ہی کھڑا ہے۔ وہ ان کی بات پہ خاموش ہی رہا البتہ زین جملہ بازی سے بعض

نہیں آیا اور شرارت سے بولا،

''آنٹی جی نا صرف بات طے ہو گئی ہے بلکہ جلدی ان کا نمبر بھی لگنے والا ہے۔''

ساتھ ہی شرارت سے صائم کو ٹھوکا دیا جبکہ وہ خاتون دلچسپی لیتے ہوئے پوچھنے لگیں،

''کون ہے بھئی وہ خوش نصیب ذرا ہمیں بھی تو پتہ چلے۔''

ان کے کہنے پہ زین نے صائم کا بازو پکڑ کے آگے کرتے ہوئے کہا،''

''آنٹی! یہ چھ فٹ کا ہینڈ سم سا بندہ آپ کو نظر آ رہا ہے نا! یہی تو ہے۔''

مناہل کے ساتھ صائم بھی خجل سا ہو کر مسکرا دیا، جب کہ وہ خاتون دونوں کو معنی خیز نظروں سے دیکھتے اور ہنستے ہوئے کہہ رہیں تھیں،

''ان دونوں کو دیکھنے کے بعد تو یہ کہنا پڑے گا کہ دونوں ہی لکی ہیں اور دونوں ہی پر فیکٹ ہیں ایک دوسرے کے لئے۔''

صائم نے نظر بھر کے مناہل کو دیکھا جو اس سارے ڈسکشن پہ جھینپ سی گئی تھی اور مسکرا دیا۔ اس سب چھیڑ چھاڑ اور ہنسی مذاق کے دوران رسم کا ہنگامہ چلتا رہا اور سب ہی انجوائے کرتے رہے اور پھر شہیر اور علوینہ کی کزنز نے ڈھولکی سنبھال لی، مناہل بھی

ان سب کے ساتھ جا کر بیٹھ گئی اور دونوں طرف سے باقاعدہ گانوں کا مقابلہ شروع ہو گیا۔اس دوران مناہل کو شرارت سوجھی اور اس نے نزدیک رکھے ابٹن کے بڑے سے تھال میں سے ابٹن ہاتھ میں بھر کے نزدیک کھڑے صائم کے چہرے پہ مل دیا۔وہ جو تیار نہیں تھا اس کی نظر مناہل کے کھلکھلاتے چہرے پہ پڑی تو اس نے بھی ابٹن ہاتھ میں لے کر اس کی سمت پھینکا مگر وہ کیونکہ تیار تھی اس لئے جھک گئی اور ابٹن نزدیک کھڑے زین کے لگا۔ایک لمحے کو تو اسے سمجھ نا آیا کہ ہوًا کیا ہے اور جب سمجھ آیا تو نظر ہنستے ہوًئے صائم پہ پڑی اس نے بھی ہاتھ میں ابٹن بھر کے اس کی سمت پھینکا مگر وہ بھی ایک طرف ہو گیا اور ابٹن اس کے پیچھے کھڑی علوینہ کی کزن کے لگا۔اس کے بعد تو وہ غدر مچا کہ الامان،مناہل تو یہ سب شروع کر کے تیزی سے گھر کے اندرونی حصے کی سمت بھاگی تھی مگر صائم کی نظریں اسی پہ تھیں وہ بھی تیزی سے بھاگتا اس کے پیچھے گیا تھا۔گھر کے اندرونی حصے میں داخل ہوتے،تیزی سے بھاگتے قدموں کے ساتھ بھاری قدموں کی آواز شامل ہوًئی،اس نے بھاگتے ہوًئے پلٹ کے دیکھا اور اپنے پیچھے آتے صائم کو دیکھ کر اس کی رفتار تیز ہو گئی۔اپنا لہنگا آٹھائے بھاگتی ہوًئے ہنستی جا رہی تھی جب کہ وہ مسکراتا ہوًا اس کے پیچھے تھا،تبھی مناہل نے نزدیک جھولتی گیندے کی لڑی توڑی اور اس کی سمت اچھالی جو اس کے چہرے سے لگی اور مناہل کی ہنسی بکھر گئی۔صائم نے

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مسکراتے ہوئے سر ہلایا اور وہ ہنستی ہوئی اسے انگوٹھا دکھا کے پلٹ کے پھر بھاگی، وہ بھی اس کے پیچھے لپکا اور سیڑھیوں کے نزدیک اسے جا لیا۔ مناہل نے بھاگنے کی کوشش کی مگر اس کے لمبے ڈوپٹے کا زر تار پلو صائم کے ہاتھ میں رہ گیا، مناہل نے گھبرا کے مسکراتے ہوئے صائم کی سمت دیکھا جو آنکھوں کو شرارت سے جنبش دے کر اس کا پلو لہرا رہا تھا جب کہ وہ اپنے شانے پہ رہ جانے والا پلو تھامے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ وہ درمیانی فاصلہ طے کرتا اس تک چلا آیا، مناہل نے گھبرا کے اسے دیکھا اور اس نے اس کی کمر میں بازو ڈال کے اسے اپنے آپ سے نزدیک کر لیا پھر اپنی شہادت کی انگلی سے اپنے گال پہ لگے ابٹن کی سمت اشارہ کرتے ہوئے آنکھوں کو جنبش دی کہ،

"یہ کیا ہے؟"

مناہل جانتی تھی کہ سوری کرنے میں ہی بھلائی ہے اس لئے فوراً" اپنے کانوں کو ہاتھ لگا لیا۔اس کی معصومیت بھری خوبصورتی صائم کا دل دھڑکا گئی مگر مجبوراً چہرے پر سنجیدگی طاری کرتے ہوئے کہا،

"پینلٹی تو دینی پڑے گی۔"

مناہل نے ہراساں ہو کر اسے دیکھا اور اس کی روشن آنکھوں سے چھلکتی شرارت کے

واضح رنگ دیکھ کر وہ جھینپ سی گئی، پلکیں لرز کے جھک گئیں اور ہونٹوں پہ شرمیلی مسکراہٹ پھیل گئی۔ ابھی وہ کوئی پیش رفت کرتا کہ بھاگتے قدموں کی تیز آواز سنائی دی اور ساتھ ہی زین کی تیز آواز جو کہہ رہا تھا،

"کہاں گئے یہ دونوں ہم سب پہ ابٹن پھینک کر دونوں چھپ گئے۔"

مناہل نے گھبرا کر صائم کی سمت دیکھا وہ بھی اسی کو دیکھ رہا تھا۔ مناہل کی آنکھوں میں منت تھی وہ اس شرارتی ٹولے کے ہاتھوں ہرگز بھی اپنی درگت بنوانا نہیں چاہتی تھی۔ صائم نے اس کا ہاتھ تھاما اور اسے اور اپنے آپ کو چوڑے سنگ مرمر کے ستون کے پیچھے کر لیا۔ زین کے ساتھ شہیر کے باقی فرینڈز اور علوینہ کی کزنز بھی ان دونوں کو تلاش کر رہیں تھیں جب کہ وہ ستون کی آڑ میں اس کے بازوؤں پہ ہاتھ دھرے گھبراہٹ میں اپنے ہونٹ کچل رہی تھی۔ صائم کی نظریں اس کے خوبصورت چہرے کا طواف کر رہیں تھیں اسے اس وقت یہ چہرہ دنیا کا حسین ترین چہرہ لگ رہا تھا۔ اس نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کے اسے اپنے آپ سے نزدیک کر لیا، مناہل نے سٹپٹا کے اسے دیکھا جب کہ وہ اس کے نزدیک ہی سرگوشی کرتے ہوئے کہہ رہا تھا،

"یا تو مجھے پینلٹی دے دو یا پھر میں ان سب کو جا کر بتا دیتا ہوں کہ تم یہاں چھپی ہو۔"

جواب میں اس نے روہانسی آواز میں کہا،

"آپ مجھے بلیک میل کر رہے ہیں؟"

صائم نے بھوں کو جنبش دے کر کندھے اچکا دیئے۔ مناہل نے حیران اور گھبرائی نظروں سے اسے دیکھا جب کہ وہ اطمینان سے اس کے روشنی بکھیرتے چہرے پہ نظریں جمائے ہوئے تھا۔

وہ دونوں ہی ایک دوسرے کے نزدیک ستون کی آوٹ میں کھڑے تھے، دونوں کے بیچ بولتی خاموشی اور معنی خیز تنہائی تھی۔ مناہل ہونٹ کچلتی گھبرائی سی کھڑی تھی جب کہ وہ اپنی پر شوق نظریں اس کے رنگ بکھیرتے چہرے پہ جمائے تھا۔ وہ اس کی فرمائش پہ پزل سی کھڑی تھی تبھی وہ بولا تھا،

"کم آن! I am waiting."

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مناہل نے اس سے نظریں ملائے بغیر نفی میں سر ہلایا اور جواب میں اس نے مصنوعی حیرت سے کہا،

"نو! مطلب نو کہہ رہی ہو تم مجھے۔"

اس بار مناہل نے اثبات میں سر ہلایا، مگر اس سے نظریں ابھی بھی نہیں ملائیں تو اس نے کہا،

"فائن! پھر میں سب کو یہیں بلا لیتا ہوں۔"

اس نے سب کو بلانے کے لئے اپنا منہ کھولا اور مناہل نے جلدی سے اس کے لبوں پہ اپنا ہاتھ رکھ دیا اور اس کی سمت گھبرا کے دیکھا۔ اس کی نظریں براہ راست اس کی روشن آنکھوں سے مل گئیں جن میں شرارتی اور معنی خیز چمک تھی۔ اس نے گھبرا کے نظریں جھکا لیں اور جلدی سے ہاتھ بھی نیچے کر لیا۔ صائم نے قدرے اس کی سمت جھکتے ہوئے کہا،

"بلاؤں سب کو؟"

مناہل نے اس کی سمت بنا دیکھے نفی میں سر ہلایا پھر ہمت کر کے تھوڑا اونچی ہوئی

اور ایک دم اس کے منہ سے نکلا،

"اوہ بابا آپ!"

اس کے کہنے کی دیر تھی کہ صائم جو الگ ہی خمار میں تھا ایک دم جھٹکے سے پیچھے ہوا اور مناہل تیزی سے اس کی رینج سے باہر ہو گئی، اس نے پلٹ کے دیکھا مگر وہاں بابا کیا کوئی چڑیا کا بچہ بھی نہیں تھا تبھی مناہل کی خوبصورت ہنسی اسے سنائی دی اس نے سر اونچا کر کے اوپر دیکھا وہ آخری سیڑھی پہ کھڑی کھلکھلا کے ہنسی، وہ اپنے آپ کو بیوقوف بنائے جانے پہ اسے گھورتا ہوا ایک سیڑھی اوپر چڑھا اور وہ اسے انگوٹھا دکھاتی ہنستی ہوئی وہاں سے بھاگ گئی جب کہ وہ اپنے گھنے بالوں میں ہاتھ پھیرتا یہ سوچتا رہ گیا،

"کڑی بیوقوف بنا گئی۔"

اور پھر خود بھی مسکراتا ہوا باہر لان کی سمت بڑھ گیا۔"

آج علوینہ اور شہیر کی بارات کا ریسیپشن تھا، ہر طرف گہما گہمی اور خوشی کا ماحول تھا۔ خوبصورتی سے سجا ویڈنگ ہال گھر والوں کی مسرت اور خوشی کا ثبوت دے رہا تھا۔ بارات کے استقبال کے لئے چیدہ چیدہ لوگ انٹرنس پہ موجود تھے۔ لڑکیاں ہاتھوں میں پھولوں کے ہار اور پھولوں کی پتیاں لئے بارات کے استقبال کے لئے تیار کھڑیں تھیں، انہیں لڑکیوں میں مناہل بھی شامل تھی۔ خوبصورت سے میرون شیفون کی لانگ شرٹ اور جس کے گلے پہ فل سلیوز اور دامن پر میرون اور رسٹ کلر کی ایمبر وائڈری ہوئی تھی، رسٹ کلر کا کتان کا شرارہ اور اس کے ساتھ رسٹ اور میرون کلر کمبینیشن کی کڑھائی کا لمبا سا شیفون کا دوپٹہ۔ لائٹ اور نیچرل میک اپ میں جیولری کے نام پہ خوبصورت بھاری گولڈ ائیر رنگز پہنے، بالوں کو فرنٹ سے پیچھے لے جا کر پن اپ کئے اور پشت پہ کھلا چھوڑے لاکھوں دلوں کو دھڑکانے کا سبب تھی مگر اس کی اپنی دھڑکنیں صرف صائم کا نام لے رہیں تھیں۔ وہ اس کی سوچوں میں گم تھی کہ بارات کے آجانے کا شور اٹھا اور کیمرہ اور فلش لائٹس ایکدم چمک اٹھے۔ دولہا بنا شہیر سب کے درمیان مسکراتا ہوا نظر آیا، علوینہ کے ڈیڈی نے بھاری سا گلاب کے پھولوں کا ہار اس کے گلے میں ڈالا اور پھر اسے گلے لگا کر ویلکم کیا۔ پھر وہ باقی لوگوں سے ملتا ملاتا اندر کی سمت بڑھا، باقی سب بھی بارات کے ساتھ آنے والے مہمانوں کو

گلاب کی پتیوں اور گجروں کے ساتھ ویلکم کر رہے تھے مگر مناہل کی نظریں صرف صائم کو تلاش کر رہیں تھیں جو حیرت انگیز طور پر ان سب کے ساتھ نہیں تھا، اس کا دل ایک دم سے بجھ سا گیا۔ تمام لڑکیاں اور خواتین بارات کے اندر جانے کے بعد خود بھی اندر کی سمت بڑھ گئیں تھیں، علوینہ کی کزنز بھی اسے اندر آنے کا کہتیں اندر چلیں گئیں تھیں۔ وہ غائب دماغی سے سر ہلاتی ایک بار پھر اندر آنے والے رستے کی سمت متوجہ ہوئی مگر وہاں کوئی نہیں تھا۔ کچھ دیر وہیں کھڑی کچھ سوچتی رہی پھر مایوس سی ہو کر اندر جانے کے لئے پلٹی اور کسی سے ٹکرا گئی مگر فورا" ہی کسی نے اپنے مضبوط بازوؤں میں سنبھال لیا۔ مناہل نے سٹپٹا کے نظریں اٹھائیں اور سامنے صائم کو دیکھ کر اس کی جان میں جان آئی، وہ اپنی مخصوص مسکراہٹ اور چمکتی آنکھوں سے اس کی سمت متوجہ تھا۔ وائٹ ڈریس شرٹ اور بلیک ڈریس پینٹ کے ساتھ بلیک ڈریس کوٹ اور بلیک چمکتے لیدر شوز میں اپنے گھنے چمکیلے بالوں کا زبردست سا اسٹائل بنائے ہمیشہ کی طرح ہینڈسم لگ رہا تھا اور لاکھوں دلوں کو دھڑکانے کا سبب تھا۔ وہ پلکیں جھپکتی اس کی سمت متوجہ تھی کہ اس نے پوچھا،

"کس کو ڈھونڈ رہیں تھیں؟"

جواب میں وہ پلکیں جھکاتے ہوئے دھیمی آواز میں بولی،

"کسی کو بھی نہیں۔"

صائم نے ذرا جھکتے ہوئے اس کی بادامی آنکھوں میں جھانکا اور کہا،

"مجھے لگا تم مجھے ڈھونڈ رہیں تھیں۔"

اس کے انداز پہ مناہل کا دل دھڑکا جب کہ وہ شرارت سے کہہ رہا تھا،

"یہ پھولوں کا ہار میرے لئے سنبھال کر رکھا ہے۔"

آنکھوں سے چھلکتی شرارت واضح تھی جب کہ اس کے پوچھنے پر مناہل نے اپنے، ہاتھوں میں تھمے پھولوں کے ہار کو دیکھا جو وہ بے خیالی میں لئے کھڑی تھی۔ اس کے اس طرح پوچھنے پر وہ جھینپ سی گئی اور وہاں سے جانے کے لئے قدم بڑھائے کہ صائم نے اسے بازو سے تھام کر روک لیا۔ مناہل نے سٹپٹا کر اسے دیکھا وہ اس کی سمت ہی متوجہ تھا، اس کے دیکھنے پہ بولا،

"کل تم کہاں غائب ہو گئیں تھیں؟"

اس کے پوچھنے پہ اس نے گھبرائے ہوئے انداز میں اسے دیکھا کہ اب وہ پھر کوئی ایسی

www.neweramagazine.com

ویسی ڈیمانڈ نا کر دے مگر وہ اس کی سمت جھکتے ہوئے کہہ رہا تھا،

''اب غائب مت ہو جانا، میں تمہیں ہر پل ہر دم اپنی نظروں کے سامنے دیکھنا چاہتا ہوں۔''

اس کے لہجے کی سچائی مناہل کے دل کو ڈھیروں اطمینان دے گئی،اس نے مسکراتے ہوئے اسے دیکھا اور پھر اپنے ہاتھوں میں تھما پھولوں کا ہار اس کے گلے میں ڈال کر جیسے اس کی بات پر اپنی آمادگی کی مہر ثبت کر دی اور اس انداز پہ وہ سرشار سا ہو گیا۔

نکاح کی تقریب بے حد خوشگوار رہی سب نے ہی بہت انجوائے کیا اور پھر بالآخر رخصتی کا وقت آ گیا۔علوینہ کی مما،علوینہ کو گلے لگا کہ رو پڑیں کہ ان کی اکلوتی بیٹی تھی مگر علوینہ خاصے مضبوط اعصاب کی مالک تھی وہ اپنی مما اور پاپا دونوں کو تسلیاں دیتی انہیں سمجھا رہی تھی، شہیر بھی ان کے نزدیک ہی کھڑا ان کو دلاسہ دے رہا تھا۔یہ جذباتی منظر دیکھ کر مناہل کی آنکھوں سے بھی آنسو بہہ نکلے جب کہ زین جو نزدیک ہی

کھڑا تھا اس کو ہمیشہ کی طرح شرارت سوجھ گئی اور اس نے کہا،

"یار مناہل! تم کیوں آنسو بہا رہی ہو تمہارا نمبر جب آئے گا اس وقت کے لئے بچا کر رکھو یہ آنسو۔"

اس کی بات پہ وہ جھینپ سی گئی جب کہ باقی سب کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ پھیل گئی مگر زین ابھی بھی شرارت سے بعض نا آیا اور اب کہ علوینہ کو نشانہ بناتے ہوئے بولا،

"علوینہ سے ہی سبق سیکھو دیکھو وہ تو نہیں رو رہی۔"

ساتھ ہی علوینہ کو شرارت سے دیکھا جب کہ صائم نے اس کی شرارت کو بڑھاوا دیتے ہوئے کہا،

"علوینہ کو اپنے میک اپ کی فکر ہے وہ اس لئے نہیں رو رہی۔"

اس کی بات پہ ایک زبردست قہقہہ پڑا جب کہ علوینہ دل ہی دل میں صائم اور زین کو کھری کھری سناتی دونوں سے بدلہ لینے کا سوچتی دعاؤں کے سائے تلے رخصت ہو گئی۔ جہاں اس کے جانے سے اداسی تھی وہیں فرض کے بخیر و خوبی ادا ہو جانے کی خوشی اور اطمینان بھی تھا۔ کچھ دیر سب وہیں کھڑے رہے پھر اس کی آنے والی زندگی

کے لئے دعا کرتے اندر کی سمت بڑھ گئے۔

—

وہ کل سب گھر والوں کے ساتھ ہی گھر آ گئی تھی،علوینہ کے بغیر اس کا دل نہیں لگ رہا تھا اور کل سب کو شہیر اور علوینہ کے ولیمے میں جانا تھا۔اس وقت وہ ماما کی گود میں سر رکھے ان سے لاڈ اٹھوانے کے موڈ میں تھی،بھابھی بھی نزدیک بیٹھی دادو سے نٹنگ سیکھنے کی کوشش کر رہیں تھیں اور ان کا خیال تھا کہ وہ طٰہ' اور میرال (دائم اور نگین کی بیٹی) کا سوئیٹر اپنے ہاتھوں سے بنائیں گیں۔دائم بھائی نے ہمیشہ کی طرح ان کی حوصلہ افزائی کی تھی اور ابھی بھی نزدیک بیٹھے اخبار دیکھتے ان کی ہمت بندھا رہے تھے مگر صائم کا خیال بالکل بر عکس تھا جو ان کے لگائے ہر ٹانکے میں مین میخ نکال رہا تھا اور دادو سے حسب توقع ڈانٹ کھا رہا تھا۔بابا بھی وہیں موجود تھے اور کسی فائل کو دیکھنے میں مگن تھے،جب مناہل کے سیل فون پہ کال آئی،نمبر انجانا تھا۔اس لئے اگنور کیا مگر بیل بار بار بجتی رہی جب ماما نے اسے ٹوکا کہ وہ کال ریسیو کرے تو اس نے اٹھ کے بیٹھتے

ہوئے مجبوراً کال پک کی اور دوسری طرف صوفیہ کی آواز سن کر چند لمحے وہ کچھ بول نا پائی۔وہ کہہ رہیں تھیں،

"مناہل! میری جان! مجھ سے بات تو کرو،میں نے تمہارے لئے ہی کال کی ہے،پلیز مجھ سے بات کرو۔"

اس نے کچھ سوچ کر کال اسپیکر پہ ڈال دی اور ان کی آواز سن کر سب ہی کال کی سمت،توجہ ہوگئے۔وہ کہہ رہیں تھیں،

"بیٹا! میں جان گئیں ہوں وہ سب جو اس دن ہوا اس میں تمہارا اور صائم کا کوئی قصور نا تھا اور میں یہ بھی جان گئی ہوں کہ تمہیں سبرینہ اور شاہزیب نے اپنے فائدے کے لئے استعمال کیا تھا مگر میں کیا کرتی میں ان سب کی مخالفت میں نہیں جاسکتی تھی حالانکہ مجھے ہمیشہ یہ قلق رہے گا کہ میں تم کو اپنے ساتھ نہیں لے جا سکی مگر تم جب چاہے میرے پاس آسکتی ہو کہ تمہیں ماں کی کمی تو محسوس ہوتی ہوگی نا! میں اپنی فیملی کے ساتھ یو کے فلائی کر رہی ہوں،سبرینہ بھی ہمارے ساتھ ہی جارہی ہے مگر تم جب چاہے میرے پاس آسکتی ہو اور۔۔۔۔"

اس سے زیادہ اس کی شائد برداشت نہیں تھی اس لئے انہیں ٹوک گئی اور کہا،

www.neweramagazine.com

"آپ کا شکریہ کہ آپ نے اپنی عدالت میں مجھے اور صائم کو بری کر دیا لیکن معذرت کے ساتھ مجھے اب آپ کے پیار کی اور آپ کی کوئی ضرورت نہیں ہے کیونکہ مجھے آل ریڈی اتنی محبتیں میئسر ہیں کہ میرا دامن کم پڑ جاتا ہے مگر محبت کم نہیں ہوتی۔ دادو، ماما اور بابا کی محبت ہی نہیں بلکہ دائم بھائی کی صورت ایک بھائی کی محبت، نگین بھابھی کی صورت ایک بہن اور سہیلی کہ محبت اور اب تو ان سب محبتوں میں صائم کی محبت بھی شامل ہو گئی ہے جس کا میں جتنا شکر ادا کروں وہ کم ہے۔ آپ کو میری فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ میری فکر کرنے والے یہاں بہت ہیں اور پلیز آئندہ مجھے کال بھی مت کیجئے گا میں نہیں چاہتی کہ میری وجہ سے آپ اور آپ کی فیملی کے درمیان کوئی اختلاف ہو۔ اپنا خیال رکھیئے گا۔ اللہ حافظ۔"

کہتے ہوئے اس نے کال ڈراپ کر دی، پتہ نہیں اس نے یہ سب کیسے ان سے کہہ دیا تھا اسے یقین نہیں آ رہا تھا لیکن یہ اس کے اپنے لئے بے حد ضروری تھا کہ وہ اس ایلوشن کو توڑ دے۔ سب ہی خاموش تھے سب کو افسوس بھی تھا اور سب ہی یہ جانتے تھے کہ اس کو کتنی تکلیف پہنچی ہے مگر وہ سب یہ بھی جانتے تھے کہ اس کے لئے یہی بہتر ہے۔ ماما نے اس کے نازک شانے پہ ہاتھ رکھا، اس نے ایک نظر انہیں دیکھا پھر آہستگی

سے ان کے شانے پہ چہرہ ٹکا دیا اور ماما نے بھی اسے اپنی آغوش میں چھپانے میں دیر نہیں کی۔اس کی نظر اس سمت اٹھی جہاں وہ بیٹھا تھا وہ اسی کو دیکھ رہا تھا،اس کی روشن گہری آنکھوں میں اس کے لئے تردد تھا۔وہ اسے دیکھ کر مصلحتاً" مسکرائی، تسلی دینے کا بڑا دلفریب انداز تھا کہ وہ ٹھیک ہے اور اس کی مسکراہٹ دیکھ کر وہ اس کے دل میں بھی اطمینان اتر گیا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آج سب کو شہیر اور علوینہ کے ولیمے میں جانا تھا،وہ بھی مقررہ وقت پہ تیار ہو گئی تھی گولڈن پیچ شرارہ میں ہیوی ائیر نگز اور ڈارک مگر مناسب میک آپ اور کھلے گھنے بالوں میں وہ حسین لگ رہی تھی۔۔اپنی تیاری سے مطمئن ہو کر اس نے پاؤں میں نازک سینڈلز ڈال کے ایک نظر آئینے میں دیکھا اور اپنی تیاری سے مطمئن ہو کر اپنا گولڈن کلچ اٹھا کے وہ اپنے بیڈ روم سے باہر آئی مگر سامنے اپنے بیڈ روم سے نکلتے صائم کو دیکھ کر وہ اپنی جگہ ٹھٹھکی۔اس کے آف موڈ کا اندازہ اس کے چہرے سے ہو رہا تھا، گیلے بکھرے

بال بتا رہے تھے کہ شاور وہ لے چکا ہے جبکہ کپڑے بھی اس کے چینج تھے۔اس لئے اس نے پوچھ لیا،

"کیا ہوا؟"

اس سوال پہ اسی آف موڈ کے ساتھ اس نے بنا کچھ کہے اپنا ٹوٹا ہوا بٹن اس کے ہاتھ پہ رکھ دیا۔ مناہل کے ہونٹوں پہ بے ساختہ مسکراہٹ بکھری اور وہ پلٹ کے واپس اپنے بیڈروم میں چلی گئی، وہ بھی کچھ سوچ کر اس کے پیچھے اس کے بیڈروم میں آ گیا۔ وہ سامنے چیسٹر دراز کے سامنے کھڑی سوئی میں دھاگہ ڈال رہی تھی، اس کا سارا دھیان سوئی دھاگے کی طرف تھا جب کہ صائم کا سارا دھیان اس کے اس کے خوبصورت وجود کے گرد تھا۔ اس نے آئینے میں نظر آتے اس کے روشنی بکھیرتے سراپے پہ نظر جمائی تبھی سوئی میں دھاگہ ڈال کے وہ پلٹی اور اس کی گہری روشن کچھ کہتی نظریں محسوس کر کے ایک دم جھینپ گئی۔ وہ بھی چونکا مگر اس کی گھبراہٹ محسوس کر کے اس کے گلابی مائل عنابی ہونٹوں پہ مسکراہٹ پھیل گئی، دھڑکنوں میں ردھم سا آ گیا۔ وہ مسکراتا ہوا اس نزدیک چلا آیا جو اپنی بے ہنگم دھڑکنیں سنبھال رہی تھی۔ اس کے نزدیک پہنچ کر اس کی سمت قدرے جھکا اور کہا،

''بٹن تم لگاؤ گی یا مما سے بولوں۔''

اس کے کہنے پہ وہ سٹپٹائی پھر ہاتھ میں تھا بٹن اس کی شرٹ کے اوپر رکھ لگانے لگی لیکن گھبراہٹ میں ہاتھوں سے دھاگہ اور بٹن دونوں پھسلے جا رہے تھے جب کہ وہ اس کی گھبراہٹ پہ محظوظ ہوتا مسلسل اس پہ نظریں جمائے ہوئے تھا۔اس کی گہری نظروں کو مستقل ارتکاز پہ مناہل نے دھیرے سے پلکیں اٹھائیں اور اس کی خوبصورت بادامی آنکھیں ان روشن چاکلیٹ براؤن آنکھوں سے مل گئیں۔وہ شرارت سے مسکرایا اور کہا،

''تم رہنے دو تم سے نہیں ہوگا۔''

جواب میں وہ منہ بناتے ہوئے بولی،

''آپ مجھے نروس کر رہے ہیں۔''

جواب میں وہ اس کی سمت جھکا اور کہا،

''ابھی تو میں نے کچھ کیا ہی نہیں۔''

اس کی ذو معنی سرگوشی مناہل کو شرم سے سرخ کر گئی،وہ اسے گھور بھی نا سکی جب کہ

www.neweramagazine.com

وہ اسے مسلسل تنگ کرنے کے موڈ میں تھا۔اسی لئے گنگناتے ہوئے اس پر اپنی شوخ نظریں جمائے ہوئے تھا۔ مناہل نے بمشکل بٹن لگا کے دھاگہ توڑا اور شکر ادا کیا کہ بٹن لگ گیا جب کہ وہ مسکراتے ہوئے پلٹا اور اس کے ڈریسنگ ٹیبل سے برش اٹھا کے بالوں میں پھیرنے لگا۔ مناہل نے کنکھیوں سے اس دیکھا تھا، وائٹ ٹکسیڈو اور بلیک ڈریس ٹراؤزرز کے ساتھ بلیک لیدر شوز اور زبردست ہئر کٹ کے ساتھ وہ ہمیشہ سے زیادہ ہینڈسم لگا۔اس نے مناہل کی چوری پکڑلی اور کلائی پہ گھڑی باندھتے ہوئے ایکدم اس کی سمت پلٹا۔ مناہل نے اچانک اس کے پلٹنے پہ سٹپٹا کے اپنی نظروں کا زاویہ بدل لیا مگر وہ شرارت سے اس سے مخاطب تھا،

"کیا نظر لگانے کا ارادہ ہے؟"

جواب میں وہ ناز بھرے انداز میں بولی،

"میری نظر آپکو نہیں لگ سکتی۔"

اس نے شائد اس عرصے میں پہلی مرتبہ اس انداز میں اس سے ایسے کہا تھا، اس کے انداز میں ناز کے ساتھ استحقاق بھی تھا۔ صائم کے دل میں انجانی سی خوشی روشنی بن کے اتر گئی۔ جب کہ وہ اس کے نزدیک آتے ہوئے بولی،

"کیونکہ میں آپ کو محبت سے دیکھتی ہوں اور محبت کی نظر نہیں لگ سکتی۔"

اس نے ایک ستائشی نظر اس کے روشنی بکھیرتے وجود پہ ڈالی اور پھر کلائی میں بندھی گھڑی پہ نظر ڈالتے ہوئے بولا،

"میڈم! ہم لیٹ ہو رہے ہیں، علوینہ اور شہیر ہم دونوں کو برا بھلا کہہ رہے ہوں گے۔"

اس کے عجلت بھرے انداز پہ وہ ہنس پڑی اور وہ اس کی خوبصورت ہنسی پہ جیسے نہال ہو گیا، وہ اسی طرح اس پہ نظر جمائے رہتا جب اس نے دروازے کے نزدیک پہنچ کر اسے پکارا اور کہا،

"آ جائیں مسٹر صائم ہمدانی! ورنہ ہم لیٹ ہو جائیں گے۔"

اس کے انداز پہ وہ مسکرایا اور پھر وہ دونوں مسکراتے ہوئے سیڑھیاں اترتے نیچے ہال میں آ گئے جہاں سب ہی تیار کھڑے غالباً "ان کا ہی ویٹ کر رہے تھے۔"

سب نے ان دونوں کو اس طرح ساتھ آتے دیکھا اور دل ہی دل میں ان دونوں کی دائمی خوشیوں کی ڈھیروں دعائیں مانگ ڈالیں جب کہ دائم بھائی بابا کو مخاطب کرتے

NEW ERA MAGAZINE Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہوئے کہنے لگے،

"پاپا! دیکھیں تو اس صائم کی وجہ سے سب لیٹ ہو گئے ہیں۔"

پاپا نے ایک نظر گھڑی پہ ڈالی اور ایک اس پر اور وہ خجل سا اپنے گھنے بالوں میں ہاتھ پھیر کر رہ گیا جب کہ پاپا نے کہا،

"بات تو ٹھیک ہے لیٹ تو اسی کی وجہ سے ہوئے ہیں۔"

وہ پاپا کے کہنے پہ بوکھلا یا اور دائم بھائی کو دھمکانے ہوئے کہا،

"جب آپ تیاری کے بہانے بھابھی کے ساتھ رومینس بگھار رہے ہوتے ہیں تب تو لیٹ ہونے کا خیال نہیں آتا۔"

اس کے جلے کٹے انداز پہ سب ہنس پڑے جب کہ ایک جھینپی ہوئی مسکراہٹ مناہل کے ہونٹوں کو بھی چھو گئی مگر پاپا ہنوز سیریس ہی تھے اور اسی سنجیدگی سے سب کی طرف دیکھتے ہوئے کہا،

"پھر تو اس کا ایک ہی حل ہے؟"

ماما نے مسکراتے ہوئے پوچھا،

"وہ کیا؟"

باقی سب بھی سوالیہ نظروں سے ان کی سمت ہی متوجہ تھے جب کہ پاپا نے ان سب کی سوالیہ نظروں کے جواب میں کہا،

"یہی کہ برخوردار کی شادی کر دینی چاہیئے۔تاکہ ان کو سنبھالنے والی آجائے اور خود ان کو بھی اپنی ذمے داری کا احساس ہو سکے۔"

ان کے اچانک فیصلہ کر لینے پر جہاں مناہل سٹپٹائی وہیں ماما بھی گھبرا گئیں جب کہ دائم بھائی نے اس کے شانے پہ ہاتھ مارتے ہوئے سرگوشی کی،

"مجھے تھینک یو بولو اگر میں پاپا کی توجہ نا دلاتا تو وہ یہ فیصلہ ابھی نا کرتے۔"

وہ ان کی بات پہ مسکرا دیا اور پاپا کی سمت دیکھتا ہوا بولا،

"پاپا! نیکی اور پوچھ پوچھ۔"

اس کی بات پہ پاپا نے ہنکارہ بھرتے ہوئے کہا،

"تو پھر کیا خیال ہے اگلے مہینے کی کوئی تاریخ رکھ لیں۔"

ساتھ ہی سب کی رائے لی، مناہل گھبرا کے بھابھی کی اوٹ میں ہو گئی جب کہ ماما اس

طرح ہتھیلی پہ سرسوں جمانے پہ نالاں نظر آرہیں تھیں،"

"ارے! آپ دونوں باپ بیٹا تو اتنی جلدی مچا رہے ہیں اتنی تیاریاں ہوتیں ہیں، شادی کوئی اس طرح تھوڑی ہوتی ہے۔ کیوں اماں؟"

ساتھ ہی دادو کو بھی مخاطب کر لیا، دادو نے مسکراتے ہوئے کہا،

"سفینہ بیٹا! جو کام کل ہونا ہے وہ آج کیوں نہیں اور پھر تیاری کا کیا ہے تیاری بھی ہو ہی جاتی ہے پھر تم ہو، نگین ہے مل جل کے سب ہو جائے گا، فکر مت کرو۔"

دادو کی بات پہ اس نے اطمینان بھری گہری سانس لی پھر ماما کے شانے پہ بازو دراز کرتا ہوا بولا،

"ماما! اپنے بیٹے کا کچھ تو خیال کریں۔"

جواب میں انہوں نے اسے گھور کے دیکھا اور کہا،

"اچھا تو یہ سب اس بدمعاش کا پلان ہے۔"

ان کے کہنے پہ سب ہنسنے لگے اور وہ اپنے گھنے بالوں میں ہاتھ پھیر کر مسکرا دیا ساتھ ہی نظر جھینپی ہوئی مناہل سے مل گئی جو بھابھی کی اوٹ میں کھڑی اسے ہی دیکھ رہی

تھی، یاقوتی ہونٹوں پر خوبصورت مسکراہٹ پھیلی تھی۔اس سے نظر ملنے پر صائم نے بائیں آنکھ دبادی اور وہ جھینپ کر بھابھی کے پیچھے ہو گئی۔

وہ سب رسیپشن پہ ایک ساتھ پہنچے تھے، بابا کی گاڑی صائم ڈرائیو کر رہا تھا، بابا اس کے ساتھ فرنٹ سیٹ پہ بیٹھے تھے جب کہ دادو، ماما اور مناہل پچھلی سیٹ پہ تھیں۔صائم کی شوخ نظریں وقفے وقفے سے سر جھکائے بیٹھی مناہل پہ پڑ رہیں تھیں، اس کو بھی صائم کی شوخ نظروں کا احساس تھا اور سب کی موجودگی کے باعث اس کی نظریں ہی مناہل کو نروس کرنے کے لئے کافی تھیں۔اللہ اللہ کر کے venue پہ پہنچ گئے۔دائم بھائی کی گاڑی بھی اسی وقت آ کر رکی تھی اور سب ایکساتھ ہی خوبصورتی سے سجے ویڈنگ لان میں داخل ہوئے تھے۔انٹرنس پہ ہی شہیر کی فیملی ان سب کے استقبال کو موجود تھی، آج ان کا تقریباً سارا سرکل ہی تقریب میں موجود تھا، پھر ملنے ملانے کا سلسلہ چل نکلا۔وہ سب لوگوں سے ملتے ملاتے اسٹیج پہ پہنچ گئے جہاں شہیر اور علوینہ موجود

تھے،دونوں کے چہروں سے ہی دونوں کی اندرونی خوشی روشنی بن کے جھلک رہی تھی۔ان سب کو دیکھ کر ان دونوں کے چہروں پہ خیر مقدمی مسکراہٹ پھیل گئی۔دادو،ماما،بابا،بھئیا اور بھابھی کچھ دیر ان دونوں کے ساتھ بیٹھے پھر اسٹیج سے اتر کر لوگوں سے ملنے لگے جب کہ مناہل اور صائم وہیں اسٹیج پہ ہی رک گئے۔شہیر نے ان دونوں کو دیکھا پھر صائم کو شرارت سے مخاطب کرتے ہوئے کہا،

"کیا بات ہے صائم! بڑی ہنسی آرہی ہے؟"

جواب میں اس نے بھی مصنوعی طور پہ شرماتے ہوئے کہا،

"جب کسی کی تاریخ طے ہوتی ہے تو بندہ خوش تو ہوتا ہی ہے۔"

اس کے انداز پہ شہیر کا قہقہہ نکل گیا جب کہ علوینہ کی ہنسی میں مناہل کی جھینپی ہوئی ہنسی شامل ہوگئی جب کہ شہیر نے کہا،

"اس کا مطلب ہے کہ تم دونوں کا نمبر بھی جلد لگنے والا ہے،خیر منا لے بیٹا جب بیوی کے پارلر کے لمبے لمبے بل دینے پڑیں گے تب پتہ لگے گا۔"

کہتے ہوئے شرارت بھری نظر علوینہ پہ ڈالی،علوینہ نے اسے گھورا جب کہ مناہل نے

www.neweramagazine.com

علوینہ کی طرفداری کرنے کی غرض سے کہا،

''جی نہیں ہمیں پارلر جانے کی ضرورت نہیں ہے ہماری نیچرل بیوٹی ہی کافی ہے۔''

اس نے تو علوینہ کی طرف سے جواب دینے کی کوشش کی تھی اسے کیا پتہ تھا کہ وہ دونوں اس کے ہی پیچھے پڑ جائیں گے، وہ تب سے ان دونوں کے شوخ جملوں کی ذد پہ تھی۔اس کی جان بمشکل جب بخشی گئی جب اسٹیج پہ چند گیسٹ علوینہ اور شہیر کو وِش کرنے آ گئے، وہ جلدی سے موقع غنیمت جان کر اسٹیج سے اتر گئی مگر صائم اس کے پیچھے ہی تھا۔وہ مسکراتی ہوئی اس سمت آئی تھی جہاں چند لوگوں کے ساتھ ماما، بابا اور دادو کھڑے تھے۔بھئیا، بھابھی اپنے سرکل کے لوگوں کے ساتھ تھے، وہ اس سمت آئی تھی مگر اپنا نام سن کر ٹھٹھک گئی تھی۔وہ خاتون رشتے میں شہیر کی تائی ہوتیں تھیں اور ماما سے مخاطب تھیں، ذکر اسی کا ہو رہا تھا۔وہ کہہ رہیں تھیں،

''سفینہ! ویسے بڑا دل ہے آپ کا جو آپ نے اپنی جیٹھانی کی بیٹی کو اپنی بیٹی بنا کے پالا، پھر اس کا رشتہ بھی اتنے اونچے گھرانے میں طے کر دیا اور جب ان لوگوں نے ہری جھنڈی دکھادی تو اپنے بیٹے سے منسوب کر دیا۔میں تو اتنا ظرف کسی کے لئے نہیں دکھا سکتی، ویسے وجہ کیا تھی رشتہ ٹوٹنے کی؟ ہم نے تو سنا ہے مناہل کے ساتھ کچھ الٹا سیدھا

ہو گیا تھا مگر وہ تو اس کی ماں کا خاندان ہے کیا اتنا بھی نہیں کر سکتی تھی اپنی خود کی بیٹی کے لئے کہ وہیں کہیں شادی کر دیتی۔"

انہوں نے بڑی چالاکی سے یہ سب کہا تھا مگر مناہل کی روح کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے تھے حالانکہ اتنے دن میں اسے لوگوں کی باتیں سن سن کر عادی ہو جانا چاہئے تھا مگر ابھی بھی اس قسم کی گفتگو اس کا دل اور روح زخمی کر دیتی تھی۔ وہ خاموش کھڑی اپنے آنسو ضبط کر رہی تھی مگر اس کے پیچھے کھڑے صائم کا ضبط جواب دے گیا، اس کا خون کھول اٹھا اور چہرہ طیش کے مارے سرخ ہو گیا۔ وہ آگے بڑھا اور مناہل کا ہاتھ اپنے مضبوط ہاتھ کی نرم گرفت میں لے لیا، مناہل نے نم آنکھوں سے اسے دیکھا مگر وہ سامنے متوجہ تھا پھر وہ اس کا ہاتھ تھامے ان خاتون کے نزدیک لے آیا جو ماما سے ابھی بھی گفتگو کر رہیں تھیں اور انہیں مخاطب کرتا ہوا بولا،

"آنٹی! آپ کو جو پوچھنا ہے مجھ سے پوچھئے۔"

خاتون نے ایک دم مڑ کے اس کا سر سے پیر تک جائزہ لیا جب کہ ماما اسے اشارے سے منع کر رہیں تھیں کہ وہ کچھ نا بولے مگر وہ ان کا اشارہ نظر انداز کرتے ہوئے ان خاتون کی سمت ہی متوجہ تھا جو اسے سامنے دیکھ کر گڑبڑا سی گئیں تھیں۔ وہ کچھ نہیں بولیں تو

وہ طنزیہ انداز میں بغیر کسی کو مخاطب کرتے ہوئے بولا،

''یہی ہمارا پرابلم ہے کہ کسی بھی بات کی سچائی جانے بنا بس مزے لینے کے لئے کسی کے بھی خلاف باتیں پھیلا کے گوسپ کرنا شروع کر دیتے ہیں۔''

پھر ان خاتون کی سمت دیکھتے ہوئے بات جاری رکھتے ہوئے کہا،

''آنٹی! ہم ایک پڑھے لکھے معاشرے کے لوگ ہیں بجائے کسی lame بات پہ گوسپ کرنے کے اس معاشرے کو بہتر بنانے کے بارے میں سوچنا چاہئے تا کہ کل کے بچے جو ہمارا فیوچر ہیں ان میں وہ اخلاقی برائیاں نا ہوں جن کا شکار کہیں نا کہیں ہمارا معاشرہ ہے اور رہ گیا مناہل کا تعلق اس کے بارے میں صرف اتنا کہوں گا کہ وہ بے حد پاکیزہ ہے اور اس سے تعلق میں نے دل کی پوری رضامندی سے جوڑا ہے، نا تو اس میں کوئی کھوٹ ہے کہ کوئی اس سے ہمدردی میں رشتہ جوڑے اور نا ہی ہم اتنے عظیم ہیں کہ اس پہ احسان کریں۔I hope کہ آپ کو بات سمجھ آگئی ہو گی۔''

اس نے جس بردباری سے سچوئشن ہینڈل کی تھی وہ خاتون تو شرمندہ ہوئیں ہی مگر ماما بابا اور دادو کے سر فخر سے بلند ہو گئے۔ان سب کی آنکھوں میں اطمینان اور چہروں پہ مسکراہٹ تھی جب کہ مناہل بس خاموشی سے اس کی سمت دیکھ رہی تھی۔وہ خاتون تو

اتنی شرمندہ ہوئیں کہ بنا کچھ کہے وہاں سے نکلتی چلیں گئیں جب کہ بابا نے اسے شانوں سے تھام کر کہا،"

I am proud of you my son".

انہوں نے فرط جذبات میں آکر اسے گلے سے لگالیا، کچھ دیر بعد وہ ان سے الگ ہوا تو ماما نے محبت سے اسے کے گھنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا،

"میرا بیٹا تو بہت سمجھدار ہو گیا ہے۔"

ان کی آنکھیں نم تھیں اور ہونٹوں پہ مسکراہٹ تھی۔ جواب میں وہ اپنے مخصوص شرارتی انداز میں بولا تھا،

"ماما! سمجھدار تو میں ہمیشہ سے ہوں آپ کو پتہ ابھی چلا ہے کیوں دادو؟"

ساتھ ہی دادو کو بھی شامل کر لیا۔ وہ محبت سے اسے گلے لگاتے ہوئے بولیں،

"ارے میرے چاند! تم تو ہمارے بہت اچھے اور سمجھدار بچے ہو۔"

کہتے ہوئے انہوں نے اس کی پیشانی چوم لی، اسی وقت بھئیا اور بھابھی بھی وہیں چلے آئے، بھئیا نے سب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا،

''سب خیریت! بڑا جذباتی سین چل رہا ہے۔''

ان کی بات کا جواب دیتے ہوئے اس نے کہا،

''آج ماما اور پاپا کو مجھ پہ کچھ زیادہ ہی پیار آ رہا ہے۔''

ماما نے اس کا کان پکڑ لیا اور کہا،

''ایسے کہہ رہا ہے جیسے اس سے پہلے تو اسے کبھی پیار کیا ہی نہیں۔''

ان کے انداز پہ سب ہی ہنس پڑے جب کہ اس نے ارد گرد نظریں گھمائیں وہ وہاں کہیں دکھائی نا دی، وہ سوچنے لگا،

''ضرور کسی کونے میں بیٹھ کر محترمہ رونے کا شوق پورا کر رہیں ہوں گیں۔''

پھر سب کو مخاطب کرتا ہوا بولا،

''ماما! بابا! میں آپ کی بہو کو لے کر آتا ہوں نجانے کہاں چھپی بیٹھیں ہیں۔''

ان سب نے مسکرا کے اس کی تائید کی اور وہ بھی مسکراتا ہوا اسے لینے چلا گیا۔

—

وہ لوہے کی ریلنگ سے ٹیک لگائے، سامنے بہتے پانی پہ نگاہیں جمائے کھڑی تھی، پانی پر مصنوعی لائٹس کا عکس بے حد بھلا لگ رہا تھا مگر اس وقت اس کی سوچ کا محور کچھ اور تھا۔ وہ اپنی سوچوں میں اتنی گم تھی کہ اپنے برابر میں آکر کھڑے ہوئے صائم کے بارے میں اسے پتہ ہی نہیں چلا۔ وہ کچھ دیر اس کے خوبصورت چہرے پہ نظریں جمائے رہا جو چاند اور روشنیوں میں نہایا بے حد بھلا لگ رہا تھا۔ اس کے گھنے بالوں کی لٹیں اس کے گالوں کو چھوتی اسے مزید خوبصورت بنا رہی تھیں، صائم نے بے ساختگی میں ہاتھ بڑھا کے اس کے گال پہ پڑی موٹی سی لٹ ہٹا دی۔ وہ اس کے لمس پہ چونکی اور اس کی سمت دیکھا، وہ بھی اسی کی سمت متوجہ تھا۔ اس کے دیکھنے پہ پوچھنے لگا،

"کیا ہوا تم وہاں سے چلی کیوں آئیں؟"

جواب میں وہ نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولی،

"ایسے ہی۔"

اور گردن موڑ کر نظریں دوبارہ بہتے پانی پہ جما دیں۔ وہ کچھ دیر خاموش کھڑا اسے دیکھتا رہا پھر اسکے شانوں سے تھام کر اس کا رخ اپنی سمت کر دیا۔ مناہل نے اس سے نظریں نہیں ملائیں تو اس نے اس کا چہرہ ٹھوڑی سے پکڑ کے اونچا کر دیا اور رسانیت سے کہا،

''کب تک اس طرح لوگوں سے ڈرتی رہو گی اور کب تک اس طرح لوگوں سے بھاگتی رہو گی؟''

اس سوال پہ مناہل نے تھک کے ایک گہرا سانس لیا اور اس کے شانے پہ سر ٹکا دیا۔ صائم نے اس کے گرد اپنے مضبوط بازوؤں کا حصار کھینچ دیا، وہ کچھ نہیں بولی تو اس نے کہا،

''فرار کسی مسئلے کا حل تو نہیں ہے نا مناہل!''

مناہل نے چہرہ اونچا کر کے اس کی سمت دیکھا، اس کی بادامی آنکھیں ان روشن آنکھوں سے مل گئیں تھیں، وہ اس کی سمت دیکھتے ہوئے بولی تھی،

''میں بھاگ نہیں رہی نا فرار کسی مسلے کا حل ہے یہ میں بھی جانتی ہوں۔ بس مجھے کچھ وقت چاہیے اپنے اوپر، اپنی ذات کے اوپر اعتماد حاصل کرنا ہے۔''

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وُہ اس کی آنکھوں میں جھانک رہا تھا، وہ مسکرائی، وہی ریا سے پاک، خوبصورت مسکراہٹ، اس نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا،

"مجھ پہ بھروسا ہے نا!"

جواب میں وہ مسکرائی اور کہا،

"خود سے زیادہ۔"

جب کہ وہ اس کے جواب پہ اندر تک سرشار ہو گیا اور کہا،

"but next time کبھی ایسا موقع آئے تو میں چاہتا ہوں کہ تم بجائے وہاں سے بھاگنے کے ڈٹ کر اس face کرو۔"

مناہل نے اثبات میں سر ہلایا اور کہا،

"آپ کا ساتھ رہا تو میں جلد ہی اس قابل ہو جاؤں گیں کہ اپنی ذات پہ آعتماد کر کے اسی اعتماد کے سہارے سچوئشن کو face کر کے سلوشن نکال لوں۔"

اس نے خاصا تفصیلی جواب دیا جب کہ صائم نے اپنا داہنا ہاتھ اس کے آگے کرتے ہوئے کہا،

www.neweramagazine.com

"پرامس!"

مناہل نے مسکراتے ہوئے اپنا نازک سا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا،

"پرامس!"

اور وہ دونوں ایکساتھ مسکرا دیئے۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آج ان دونوں کی مہندی تھی اور کل بارات، ہمدانی ہاؤس میں ایکساتھ خوشیوں کی بارات اتر آئی تھی۔ مہندی کی رسم کے بعد علوینہ اور بھابھی اسے اس کے بیڈروم میں چھوڑ گئیں تھیں اور اب وہ آئینے کے سامنے کھڑی اپنا روپ حیرانی سے دیکھ رہی تھی، ہرے پیلے رنگ کا گلابی کڑھائی سے بھرا جوڑا،نیٹ کا پیلا ڈوپٹہ جس کے کناروں پہ بھی گلابی کڑھائی ہوئی تھی، گیندے اور موتیا کے گجروں سے سجی اور ابٹن، مہندی اور عطر کی خوشبو میں بسی کسی اور ہی دنیا کی باسی لگ رہی تھی اور اس روپ میں ہزاروں

کی خوبصورتی کومات دے رہی تھی۔اس کے تصور کے پردے پہ ایک شوخ شبیہہ لہرائی اور یاقوتی ہونٹوں پہ خوبصورت مسکراہٹ پھیل گئی اس نے نظریں جھکائیں اور اپنے نازک سبک ہاتھوں پہ بنے مہندی کے خوبصورت نقش و نگار پہ نگاہ ٹھہر گئی،اس نے اپنے سامنے اپنی دونوں ہتھیلیاں پھیلالیں، ہتھیلی کے وسط میں خوبصورتی سے بنا S دیکھ کراس کی مسکراہٹ گہری ہوگئی۔اس نے دونوں ہتھیلیاں اپنے چہرے کے نزدیک لے جاکر اپنے ہونٹ ان پہ رکھ دیئے تبھی دروازہ کھلنے کی آواز پہ اس نے دروازے کی سمت دیکھا اور دروازے سے اندر آتے صائم کودیکھ کر وہ ایک دم گھبرا گئی۔گھر مہمانوں سے بھرا پڑا تھا اور کوئی اس وقت یہاں آجاتا تو کیا سوچتا،وہ گھبرا کے دروازے کی سمت بڑھی جب کہ وہ اطمینان سے دروازہ لاک کرکے اس کی سمت پلٹا۔دونوں کی نظروں کا گہرا تصادم ہوُا، مناہل کا دل دھڑک اٹھا،پلکیں لرز کے ریشمی گالوں پہ جھک گئیں جو حیا سے سرخ ہورہے تھے۔وہ یلو کلر کے کرتے،وائٹ پاجامہ اور ہلکی بڑھی ہوئی شیو میں بے حد ڈیشنگ لگ رہا تھا مگر مناہل کا یہ خوبصورت روپ دیکھ کر اسے لگا اس کے دل نے اس کے خلاف بغاوت کردی ہو۔وہ اسے پر شوق نظروں سے تکتا اس کے نزدیک چلا آیا،اس کے اتنے نزدیک آجانے پہ وہ سمٹ سی گئی جب کہ وہ دلچسپی سے اس کے خوبصورت روپ پہ نظریں جمائے ہوئے تھا۔وہ اس

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

روپ میں ہمیشہ سے ذیادہ حسین لگ رہی تھی، معصومیت سے کبھی نظریں اٹھاتی کبھی جھکاتی، کبھی اپناڈوپٹہ ٹھیک کرتی اس کے دل میں اتری جارہی تھی۔وہ سینے پہ بازو لپیٹے ایک ٹک اسے دیکھ رہاتھاجب کہ مناہل کو سارے سوال ہی بھول گئے تھے، یاد تھاتو صرف صائم۔جب اس نے دیکھناترک نہیں کیاتواس نے گھبرا کے رخ موڑلیااور وہ جو بے خودی سے اسے دیکھ رہاتھااس کے رخ موڑنے پر چونکااوراس کی گھبراہٹ محسوس کرکے اس کے ہونٹ دلکش مسکراہٹ کی ذد میں آگئے۔وہ آگے بڑھااور پیچھے سے اس کے نازک شانوں پہ اپنے دونوں ہاتھ رکھ دیئے۔اس کے لمس پہ مناہل کی دھڑکن تیز ہوگئی،ہاتھوں میں لرزش سی آگئی جب کہ وہ اس کے نزدیک ہوتے ہوئے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے بولا،

"کیاہوا!"

مگر وہ کچھ بول نہیں پائی صرف نفی میں سرہلا کر رہ گئی۔صائم نے اس کے جھکے سر کو دیکھا پھراس کے شانوں پہ دباؤڈال کے اس کارخ اپنی سمت کرلیا،وہ گھبرا کے ایکدم اس کے شانے سے لگ گئی۔صائم کی مسکراہٹ گہری ہوگئی،اس نے اس نازک وجود کے گرد اپنے بازو کرکے اسے اپنے مضبوط حصار میں لے لیااوراسی انداز میں سرگوشی

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کرتے ہوئے کہا،

"میں تو صرف "اپنی دلہن" دیکھنے آیا تھا، سب تعریف کر رہے تھے کہ "میری دلہن" بے حد خوبصورت لگ رہی ہے اس لئے دیکھنے چلا آیا۔"

مناہل کا دل ڈوب کے ابھرا اسے بے تحاشا شرم آگئی، وہ کچھ نا بولی تو اس نے ہی اسے مخاطب کر لیا،

"یار مناہل! تم اس طرح سے مجھ سے بات نہیں کرو گی نہ اپنا چہرہ دکھاؤ گی یہ تو ٹھیک نہیں ہے۔"

کہتے ہوئے اس کے جھکے سر پہ اپنا ہاتھ جما کے سر اونچا کر دیا، ایسا کرنے پہ مناہل کا چہرہ اس کی نظروں کے سامنے آگیا۔ مناہل نے گھبرا کے آنکھیں بند کر لیں، وہ اتنی پیاری لگ رہی تھی کہ صائم کو لگا اس کا دل اس کے ہاتھوں سے نکل جائے گا۔ وہ اس کی سمت جھکا اور اس کی چمکتی پیشانی پہ اپنے لب رکھ دیئے جب وہ گھبرا کے دوبارہ اس کے سینے سے لگ گئی۔ وہ اس کی گھبراہٹ پہ مسکرایا اور اس کے گرد اپنے بازو کرتے ہوئے سرگوشی میں کہا، "by the way

,لوگ تو بالکل جھوٹ کہہ رہے تھے کہ تم خوبصورت لگ رہی ہو۔''

اس بیان پہ مناہل کو گھبراہٹ نے اپنی لپیٹ میں لے لیا اور یہی سوچ دل میں ڈیرہ ڈال کہ بیٹھ گئی کہ وہ کیا واقعی اچھی نہیں لگ رہی۔اسی گھبراہٹ کے زیر اثر اس نے صائم کی سمت دیکھا اور نظریں ان روشن آنکھوں سے مل گئیں،ان آنکھوں میں شرارت کے رنگ بے حد واضح تھے۔اس کی خوبصورت آنکھوں میں بے یقینی اور گھبراہٹ کے رنگ دیکھ کر اس کی شرارتی مسکراہٹ گہری ہوگئی۔اس نے اس کے نازک حنائی ہاتھ تھام لئے اور آہستگی سے انہیں اپنے ہونٹوں سے چھوتے ہوئے بولا،

''تم خوبصورت نہیں بے حد خوبصورت لگ رہی ہو۔''

اس کی گہری شرارتی کچھ کہتی سنتی آنکھیں،ذو معنی گھمبیر لہجہ،اس کی قربت اور اس کا جادوئی لمس مناہل کو شرمانے پہ مجبور کر گئے۔۔وہ جو نظریں اٹھا کے اسے دیکھ رہی تھی ایک دم اس کے سینے میں اپنا چہرہ چھپا گئی اور صائم نے ہنستے ہوئے اسکے گرد اپنے بازوؤں کا حصار کھینچ دیا۔

ابھی کچھ دیر پہلے وہ اسے پوری آن بان، عزت احترام اور محبت سے رخصت کروا کے لایا تھا۔ سرخ بھاری گولڈن کام کا شرارہ، ڈوپٹہ، بھاری طلائی زیورات اور بیوٹیشن کے ماہرانہ میک اپ اور خوبصورت ہیئر اسٹائل میں سجی سنوری جہاں وہ کسی اپسرا سے کم نہیں لگ رہی تھی وہیں صائم بھی بلیک ٹکسیڈوز میں بلیک ڈبل بریس سوٹ پہ قیمتی کف لنکس اور بلیک لیدر شوز کے ساتھ زبردست سے ہیر اسٹائل میں ہمیشہ سے زیادہ ڈیشنگ لگ رہا تھا۔ سب نے ہی ان دونوں کی جوڑی کی تعریف کی تھی، مناہل کا اعتماد، صائم کے بھروسے کی وجہ سے بحال ہو گیا تھا۔ اس نے اپنے دل کو سمجھا لیا تھا کہ دنیا باتیں بناتی ہے اگر آپ کا ضمیر اور دل مطمئن ہے کہ آپ نے کوئی غلط کام نہیں کیا ہے تو پھر اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ لوگ کیا کہہ رہے ہیں۔ یہی اعتماد روشنی بن کر اس کے وجود پہ چھایا ہوا تھا اور اس کی خوبصورتی میں اضافہ کر رہا تھا۔ کئی رسموں مووی اور فوٹو گرافی کے سیشنز نمٹانے کے بعد اس کو سجے سجائے بیڈ روم میں بٹھا دیا گیا تھا۔ کچھ دیر بھابھی اس کے پاس بیٹھیں پھر وہ بھی اسے پیار کر کے چلیں گئیں۔ تنہائی ملتے ہی اس نے تکیے سے ٹیک لگا لی اور خوبصورتی سے سجے بیڈ روم کا جائزہ لینے لگی۔ وہ

بارہا اس کمرے میں آئی تھی مگر آج اس کمرے کی شان ہی نرالی تھی، اصلی گلابوں سے کی گئی سجاوٹ نے ماحول کی خوبصورتی میں اضافہ کر دیا تھا۔بیڈ روم میں اس کی پسند کا فرنیچر ڈالا گیا تھا، حتیٰ کے کرٹنز اور صوفہ کورز بھی اس کی چوائس کے تھے۔ہر چیز میں صائم نے اس کی پسند کو اولیت دی تھی، صائم کا خیال آتے ہی اس کے یاقوتی ہونٹوں پہ خوبصورت مسکراہٹ ٹھہر گئی۔اس نے وال کلاک پہ نظر ڈالی جو ڈیڑھ بجا رہی تھی اور سوچا،

''اتنی دیر ہو گئی ابھی تک صائم آئے نہیں۔''

سوچتے ہوئے کان لگا کر اس نے سننے کی کوشش کی مگر باہر مکمل خاموشی تھی جس سے اندازہ ہوتا تھا کہ سب سونے جا چکے ہیں۔وہ آہستگی سے اپنا بھاری شرارہ سمیٹ کر بیڈ سے اتر آئی اور چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی دروازے تک آئی نوب پہ ہاتھ رکھا پھر کچھ خیال آیا تو نفی میں سر ہلاتے ہوئے وہ واپس پلٹی تھی کہ بیڈ کی سمت جاتے ہوئے اس کی نظر صوفے کے آگے رکھی شیشے کی ٹیبل پہ پھولوں کے بکے کے درمیان رکھے بڑے سے ریڈ گفٹ باکس پہ پڑی اور وہ چونک سی گئی۔دھیرے دھیرے قدم اٹھاتی وہ ٹیبل تک آئی، باکس کے اوپر گفٹ کارڈ پہ اس کا نام خوبصورتی سے لکھا تھا اور خوبصورت ریڈ

ربنز سے باکس کو پیک کیا گیا تھا۔کارڈ پہ لکھی ہینڈ رائٹنگ دیکھ کر اس کے ہونٹوں پہ خوبصورت مسکراہٹ بکھر گئے،وہ ہینڈ رائٹنگ بلاشبہ صائم کی تھی۔اس نے مسکراتے ہوئے ریپنگ پیپر کھولا اور اس کے اندر سے خوبصورت سا بلڈ ریڈ کلر کا ریڈ اور ڈارک ریڈ سکوئنز سے سجا گاؤن برآمد ہوُا ساتھ میں میچنگ ائیر نگز اور ریڈ ہی میچنگ ہائی ہیلز سینڈلز بھی تھے۔اس نے گاؤن نکال کے اپنے ساتھ لگا کے دیکھا اور اس کے ہونٹوں پہ کھیلتی خوبصورت مسکراہٹ گہری ہو گئی۔باکس اندر ایک نوٹ بھی تھا جس پہ بلاشبہ صائم کی ہینڈ رائیٹنگ میں لکھا تھا،

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Interview

"میں تمہارا ٹیرس پہ ویٹ کر رہا ہوں۔آجاؤ۔"

پیغام پڑھ کے اس کا دل دھڑک اٹھا،وہ ڈریس اٹھا کے اندر ڈریسنگ روم میں چلی گئی۔بھاری جیولری سے چھٹکارہ پا کے اس نے میک اپ صاف کیا پھر چہرہ دھو کے ڈریس چینج کیا لائٹ سا میک اپ کر کے ائیر نگز اور سینڈلز پہن کر اپنے اوپر پرفیوم اسپرے کیا،اس پرفیوم کی خوشبو صائم کو بہت پسند تھی۔بال پشت پہ کھلے چھوڑ کے ان میں برش چلا کے اپنے آپ پہ ایک نظر ڈالی اور پھر مطمئن ہو کر دھیرے دھیرے قدم اٹھاتی آہستگی سے بیڈ روم کا دروازہ کھول کے باہر آئی۔اسے شرم بھی آرہی تھی اور ہنسی

بھی، اگر اس وقت کوئی دیکھ لیتا تو کیا سوچتا کہ دلہن صاحبہ اس وقت چہل قدمی فرما رہیں ہیں۔ وہ یہی سب سوچتی اور مسکراتی ہوئی ٹیرس کی سمت آئی اور گلاس ڈور کا سلائیڈنگ کھول کے دیکھا تو دنگ رہ گئی۔ خوبصورت فیری لائٹس اور آرکڈ سے سجا ٹیرس اسے حیران کر گیا، پورے چاند کی روشنی میں ٹیرس کے وسط میں رکھی ٹیبل اور پہ جلتی ڈم لائٹس نمایاں ہو رہیں تھیں، دھیمے سروں میں بجتا Yaani میوزک معطر فضا میں بکھرا ہوا تھا۔ اس کی نظر گھومتی ہوئی ریلنگ سے لگے وجود پہ جم گئی، اس کا دل زور سے دھڑکا اور وہ دھیمے دھیمے چھوٹے قدم اٹھاتی اس کے نزدیک چلی آئی۔ وہ جو اسی کے بارے میں سوچ رہا تھا اس کی موجودگی محسوس کر کے اس کا دل خوشی اور اطمینان سے بھر گیا، وہ مسکراتے ہوئے پلٹا اور اس کے خوبصورت وجود پہ نظر پڑتے ہی جیسے پلٹنا بھول گئی۔ وہ اس روپ میں بھی اس کے دل میں اتری جا رہی تھی اور اس کے دل کو بغاوت پہ آمادہ کر رہی تھی۔ اس کے متوجہ ہونے پہ وہ اپنی گھنی پلکیں جھکا گئی جب کہ وہ ایک قدم بڑھا کے اس کے نزدیک آ گیا اور دوسرا ہاتھ اس کی نازک کمر میں ڈال کے اسے اپنے آپ سے قریب کر لیا۔ مناہل کے ہونٹوں پہ کھِلتی شرمیلی مسکراہٹ گہری ہو گئی جب کہ وہ اس کے کان کے نزدیک سرگوشی کرتے ہوئے کہہ رہا تھا،

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"تھینک یو فار کمنگ!"

مناہل نے دھیرے سے پلکیں اٹھا کے اس کی سمت دیکھا اور اس کی نظریں ان روشن آنکھوں سے مل گئیں، اس نے مسکرا کے دوبارہ پلکیں جھکا دیں اور مطمئن ہو کے اس کے سینے میں چہرہ چھپا لیا۔ وہ مسکرایا اور کہا،

"ایسا نہیں لگ رہا کہ ہماری پہلی ڈیٹ ہے۔"

اس کے شرارتی لہجے میں مسکراہٹ کا تاثر تھا، وہ جھینپ کر مسکرائی اور چہرہ اونچا کرتے ہوئے بولی،

"مجھے آپ کے ساتھ ڈیٹ پہ جانے میں کوئی اعتراض نہیں ہے۔"

اس کے شرارتی انداز پہ وہ زور سے ہنس پڑا اور اس کی مطمئن ہنسی مناہل کے دل کو ڈھیروں اطمینان سے ہمکنار کر گئی پھر وہ اسے تھامے تھامے خوبصورتی سے سجی ٹیبل کے نزدیک لے آیا۔ مناہل کی نظر ٹیبل پہ رکھے اس کے فیورٹ چاکلیٹ موز کیک پہ پڑی جو ہارٹ شیپ کا تھا اور جس پہ بے حد خوبصورتی سے ڈیکوریشن کی گئی تھی۔ اس نے نظریں گھما کے صائم کے مسکراتے چہرے کو دیکھا جس سے خوشی اور اطمینان

جھلک رہا تھا اور حیرانی سے کہا،"

"یہ کس لئے؟"

صائم نے اس کا ہاتھ تھام کر کہا،"

"ہماری زندگی کی نئی شروعات ہے تو یہ شروعات زبردست سی سوئیٹ ڈِش سے ہونی چاہیے تاکہ اس کی مٹھاس ہمیشہ ہماری زندگیوں میں شامل رہے اور کبھی ایسا موقع آئے کہ ذرا سی کڑواہٹ گھلتی محسوس ہو تو ہم اس مٹھاس کو یاد کر کے اس کڑواہٹ کو ختم کر سکیں اور چاکلیٹ موز کیک سے بہتر اور کیا ہو سکتا ہے؟"

ساتھ ہی اس کی رائے بھی لی، جواب میں وہ اپنی خوبصورت آنکھوں کو گھما کے بولی،

"وہ تو ہے۔"

اس کے انداز پہ وہ دونوں ہی ہنس پڑے۔ چند سیکنڈ بعد مناہل نے ہی کہا،

"ویسے I am impressed."

صائم نے کیک کاٹنے کے لئے چھری اٹھاتے ہوئے سوالیہ انداز میں اسے دیکھا اور پوچھا،

what for”؟”

تو وہ شرارت سے کہنے لگی، ”

اتنا زبردست ڈریس، پھر اتنا خوبصورت سیٹ آپ زبردست میوزک سلیکشن کے علاوہ چاکلیٹ موز کیک اور سب سے زیادہ آپ کی philosophical باتیں۔ ”

کہتے ہوئے اس کی مسکراہٹ گہری ہوگئی اور خوبصورت آنکھوں کی چمک بڑھ گئی، چہرے پہ شرارت کا عکس واضح تھا۔وہ اس کی شرارت سمجھ گیا اسی لئے مصنوعی تاسف سے کہنے لگا،

”میری سچی محبت کا مذاق اڑا رہی ہو۔ ”

اس کے انداز پہ وہ ہنس پڑی پھر اس کے مضبوط ہاتھ کو اپنی ہاتھ میں لیتے ہوئے سنجید گی سے بولی،

”سچی محبت کا مذاق اڑانا بھی گناہ ہے صائم! یہ تو قسمت والوں کو ملتی ہے اور مجھ سے بہتر کون سمجھ سکتا ہے اس بات کو۔ میں اللہ کا جتنا شکر ادا کروں وہ کم ہے کہ اس نے مجھے

میری محبت نوازدی اور ساری عمر بھی شکر گذاری کے طور پہ اس محبت کی قدر کرتی رہوں تو کم ہے۔"

کہتے کہتے اس کا لہجہ نم ہو گیا اور پلکیں بھیگ گئیں، صائم نے کھینچ کے اسے اپنے سینے سے لگا لیا۔ کچھ دیر اسی خاموشی کی نظر ہو گئے، وہ دونوں ہی ایک دوسرے کی موجودگی محسوس کر رہے تھے پھر صائم نے اس کا چہرہ اونچا کیا اور کہا،

"کیک کاٹیں؟"

مناہل نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا اور دونوں نے چھری تھام کر ایک ساتھ کیک پہ چلا دی۔ دونوں کے دل ایک ہی لے پہ دھڑک رہے تھے اور ایک سی خوشی محسوس کر رہے تھے اور ان کی محبت کی گواہ رات، خوشبو، چاندنی، ہوا پھول بھی تھے۔

گھر میں معمول کی چہل پہل تھی سب ہی صبح کا ناشتہ کرنے میں مصروف تھے جب

اس نے ڈائننگ روم میں قدم رکھا اور سامنے کا منظر دیکھ کر مسکرا دیا۔ وہ ڈائننگ چیئر پہ بیٹھی تھی جب کہ دادو اور ماما اسے زبردستی ناشتہ کروا رہیں تھیں اور وہ برے برے منہ بنا رہی تھی۔ بھابھی بھی وہیں تھیں اور طٰہٰ، میرال کو ناشتہ کرواتے ہوئے ساتھ ساتھ مناہل کو بھی ٹوک رہیں تھیں جس پہ وہ ان کو گھور رہی تھی مگر بے بس تھی۔ وقفے وقفے سے دائم بھائی بھی کچھ نا کچھ کہہ رہے تھے، اس نے اپنا کوٹ خالی چیئر کی بیک پہ رکھا اور جوس کا گلاس اٹھالیا ایک سپ لینے کے بعد سب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا،

"لیڈیز! یہ آپ سب نے کیا شور مچا رکھا ہے؟"

جواب میں ماما مناہل کی شکایت کرتے ہوئے کہنے لگیں،

"دیکھو نا صائم! یہ لڑکی کتنا پریشان کرنے لگی ہے، ناشتہ نہیں کر رہی اوپر سے آج یونیورسٹی بھی جانا ہے۔"

صائم نے ایک نظر اس کے چہرے پہ ڈالی جو میک اپ سے بے نیاز فطری خوبصورتی کے ساتھ بے حد بھلا لگ رہا تھا۔ خوبصورت سے جدید تراش خراش کے لان کے پرنٹڈ knee length کرتے اور وائٹ ٹراؤزرز میں، بالوں کو پونی کی صورت باندھے اور کانوں میں ڈائمنڈ کے ٹاپس پہنے کالج گرل ہی لگ رہی تھی۔ اس کی بھرپور نظروں

کا احساس مناہل کو بھی ہو گیا، وہ جھینپ کر نظریں جھکا گئی جب کہ وہ مسکراتا ہوُا اپنا جوس

کا گلاس خالی کر کے ٹیبل پہ رکھتا ہوُا کہہ رہا تھا،

"میری پیاری مما! یہ یونیورسٹی جا رہی ہے کسی محاذ پہ نہیں۔"

پھر مناہل کی سمت رخ کرتے ہوُئے بولا،

"چلو جلدی کرو میں لیٹ ہو رہا ہوں۔"

یہ کہتا ہوُا اپنا کوٹ پہننے لگا جب کہ بھابھی نے لقمہ دینا ضروری سمجھا،

"اوہو! رعب تو دیکھو۔"

پھر مناہل سے کہنے لگیں،

"ذرا قابو میں رکھوان مسٹر کو ورنہ ہاتھوں سے نکل جائیں گے۔"

مناہل تو خاموشی سے مسکراتی رہی جب کہ وہ دائم بھائی کو مخاطب کرتے ہوُئے

بولا، "اور بھائی! آپ اپنی بیگم کو قابو میں رکھیں دیکھیں کیسے میری مسز کو بہکا رہیں

ہیں۔"

اس کے شرارتی انداز پہ مناہل نے بمشکل ہنسی روکی جب کہ بھابھی نے اس کا کان پکڑ لیا

اور دائم بھائی اسی کو سمجھاتے ہوئے بولے،

"اب کرلو قابو، اسی لئے کہتے ہیں خواتین کے آگے کم بولنا چاہیئے۔"

وہ اپنا کان چھڑوانے کی کوشش کرتا ہوا بولا،

"اور آپ تو سنتے بھی نہیں ہیں صرف سننے کی ایکٹنگ کرتے ہیں۔"

اس نے الٹا ان کا بھانڈا پھوڑا جب کہ بھابھی نے چڑ کے اس کے مضبوط شانے پہ ایک ہاتھ جڑ دیا اور کہا،

"اب کون لڑائی کروانے کی کوشش کر رہا ہی؟"

جواب میں وہ اپنے کان کی لو چھوتے ہوئے بولا،

"اچھا! بھابھی جی! غلطی ہو گئی، معاف کر دیں۔"

اس کے مسکین انداز پہ بھابھی شاہانہ انداز سے اس کا کان چھوڑ دیا۔ بابا اور دادو اس معمول کی نوک جھونک پہ مسکرا رہے تھے اور ماما سب سے مایوس ہو کر ایک بار پھر مناہل کی سمت متوجہ ہو گئیں تھیں، صائم نے ان کے ہاتھ سے گلاس لے کر رکھ دیا اور مناہل کا ہاتھ تھام کر اسے کھڑا کرتے ہوئے یہ کہتا ہوا باہر نکل گیا،

"راستے میں سے آپ کی بہو کو ناشتہ کروا دوں گا۔"

اور ماما ہمیشہ کی طرح اس کے عجلت بھرے انداز پہ خفا ہوتیں رہ گئیں تھیں

گاڑی میں وہ دونوں موجود تھے، وہ کھڑکی سے باہر گذرتے مناظر پہ نظریں جمائے ہوئے تھی۔ صائم نے ایک نظر اسے دیکھا اور مسکرایا پھر اس کے سر پہ ہاتھ رکھ کے اس کا رخ اپنی سمت کرتے ہوئے کہا،

"میڈم! اتنا ہینڈسم بندہ آپ کے ساتھ بیٹھا ہے اور آپ باہر دیکھ رہیں ہیں۔"

جواب میں وہ مسکراتی ہوئی بولی،

"خوش فہمی بہت ہے آپ کو۔"

وہ بجائے برا ماننے کے اپنے مخصوص انداز میں کہنے لگا،

"یہ خوش فہمی رنگ بھی لے آئی ہے کہ تم اس وقت مابدولت کے ساتھ بیٹھی ہو۔"

اس کو دل آویز نظروں سے تکتا بولا اور وہ جھینپ کر مسکرائی جب کہ وہ بات آگے بڑھاتے ہوئے بولا،

"ویسے آج بھی تم اسکول گرل ہی لگ رہی ہو۔"

اس کی بات پہ مناہل کی خوبصورت مسکراہٹ گہری ہو گئی اور اس نے کہا،

"یہ تو کاملیمینٹ ہو گیا۔"

راستے میں سے اس کے لئے مکڈونلڈز سے چکن ود ایگ کے ساتھ ہیش براؤن اینڈ کریمل ملک شیک لیا کہ وہ ناشتہ کر لے اور باقی کا راستہ انہی لایعنی چھوٹی چھوٹی باتوں میں گزرا اور یونیورسٹی آ گئی۔ صائم نے گاڑی لے جا کر پارکنگ میں روک دی اور اس کے ساتھ ہی گاڑی سے باہر آ گیا، مناہل نے حیرانی سے اسے دیکھا اور اس نے اس کی حیرانی رفع کرتے ہوئے کہا،

"چلو تم کو کلاس تک چھوڑ دوں۔"

جواب میں وہ مسکرائی اور کہا،

"میں لگتی اسکول گرل ہوں پر ہوں نہیں، آپ جایئے میں مینج کر لوں گیں۔"

اس کے اعتماد پہ وہ بھرپور انداز میں مسکرایا تبھی ان کے نزدیک سے چند لڑکیوں کا گروپ گذرا جو ان دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے کچھ کہہ رہیں تھیں،

"یہ تو صائم ہمدانی ہے اور ساتھ میں مناہل بھی ہے، یہ دونوں تو کزن تھے نا! ہاں! مگر مناہل نے تو یونیورسٹی چھوڑ دی تھی نا! وہ سبرینہ والے انسیڈینٹ کے بعد۔"

وہ سب آپس میں باتیں کر رہیں تھیں مگر سب کی آوازیں اتنی اونچی ضرور تھیں کہ ان دونوں کہ کانوں میں بخوبی پہنچ رہیں تھیں، وہ ذرا آگے گئیں تھیں کہ مناہل نے انہیں آواز دے کے روک لیا،

"ایکسکیوز می!"

وہ سب ہی ایکساتھ چونک کر رک گئیں اور اس پہ نظر پڑتے ہی سٹپٹا گئیں جب کہ وہ مسکراتے ہوئے کہہ رہی تھی،

"میں! مناہل ہمدانی اور یہ میرے کزن اور اب ہسبینڈ بھی صائم ہمدانی۔"

ان لڑکیوں نے صائم کو دیکھا، وہ مسکراتے ہوئے مناہل کو دیکھ رہا تھا جو ان لڑکیوں سے مخاطب تھی،

"میں نے دوبارہ یونیورسٹی جوائن کی ہے اس لحاظ سے ہم یونیورسٹی فیلوز ہوئے، I hope کہ ہمارا ساتھ اچھا رہے گا۔"

اس نے مسکراتے ہوئے ان سب کی سمت ہاتھ بڑھایا اور وہ لڑکیاں جو حیران سی ہو کر اس کی بات سن رہیں تھیں شرمندہ سی ہو کر اس کا نازک ہاتھ تھام گئیں۔ وہ مسکراتے ہوئے صائم کی سمت مڑی تو اس نے کہا،

"I am proud of you".

اس نے مسکراتے ہوئے جواب میں کہا،

"تھینک یو! مگر یہ سب آپ کی وجہ سے ہوا ہے اگر آپ میری ہمت نا بندھاتے تو میرے اندر یہ اعتماد کبھی پیدا نا ہوتا۔"

اس کی بات پہ وہ کھل کے مسکرایا، مسکرانے سے اس کے گالوں میں پڑتا ڈمپل اس کے وجیہ چہرے کو مزید دلکش بنا رہا تھا، اس کی محویت محسوس کرتے ہوئے اس کی سمت جھکتا اور اس کی آنکھوں مین دیکھتا ہوا بولا،

"anytime Mrs"!

اس کے شرارتی انداز پہ وہ جھینپ کے مسکرائی جب کہ اس نے پوچھا،

"واپسی میں پک کرنے آؤں؟"

مناہل نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا اور وہ اسے وِش کرتا گاڑی میں بیٹھ گیا جب کہ وہ مسکراتی ہوئی پر اعتماد قدموں سے چلتی یونیورسٹی کے احاطے میں داخل ہو گئی۔

ختم شد

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews